

عراق سیریز

ہاٹ ریز



منظر کا کیم

الذیل

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول "ہاٹ ریز" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس ناول میں اسرائیل اور اکیمریمیا کی پاکیشیا کے ایٹمی ہتھیاروں کے خلاف ایسی بھیانک سازش سامنے آئی ہے جس سے پاکیشیا اور شوگر ان دونوں کے ایٹمی ہتھیار کسی کے علم میں لائے بغیر زیر و کئے جاسکتے تھے اور چونکہ اس سازش کے تحت "ہاٹ ریز" نامی آلہ پاکیشیا میں زمین کی اٹماہ گہرائیوں میں نصب کیا گیا تھا اس لئے اس کی تلاش ہی ناممکن تھی لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس جنہوں نے ہمیشہ پاکیشیا کے تحفظ کے لئے دیوانہ وار جدوجہد کی ہے اس بھیانک سازش کے خلاف جدوجہد ضرور کی لیکن عمران اس میں شامل نہ ہوا۔ جبکہ بلیک زیرو اور سیکرٹ سروس نے علیحدہ علیحدہ آپریشن کیا۔ کیا اس کی وجہ یہ تھی کہ عمران کو پاکیشیا کا دفاع عزیز نہ تھا۔ کیا واقعی ایسا ہو سکتا ہے۔ اس کا فیصلہ تو آپ ناول پڑھ کر ہی کر سکتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول بھی ہر لحاظ سے آپ کو پسند آئے گا۔ اپنی آرا سے مجھے ضرور مطلع کیجئے لیکن ناول پڑھنے سے پہلے اپنے چند خطوط اور ان کے جواب ملاحظہ کر لیجئے۔

حاجہ آباو سے محمد مزل لطیف خان لکھتے ہیں۔ "میں آپ کا بہت پرانا اور محبت کرنے والا قاری ہوں۔ آپ کا ناول "شار مشن" بے حد

پسند کیا ہے۔" مجھے خوشی ہے کہ آپ نے کچھ عرصہ بعد اچھے ناول دوبارہ لکھنے شروع کر دیئے ہیں ورنہ آپ جو تین چار حصوں پر مشتمل ناول لکھتے ہیں وہ اتنے خاص نہیں لگتے تھے اور اب آپ کے ناولوں میں عمران نے اپنے آپ کو بوڑھا کہنا شروع کر دیا ہے۔ آپ عمران کو منع کریں کہ وہ ایسی غلطی نہ کیا کرے کیونکہ عمران ہمارا آئیڈیل ہے اور اس کی ایسی باتیں چاہے وہ مذاق میں ہی کیوں نہ ہوں ہم میں مایوسی پیدا کر دیتی ہیں۔ امید ہے آپ ضرور توجہ کریں گے۔

محترم محمد منزل لطیف خان صاحب۔ خط لکھنے اور محبت کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ جیسے محبت کرنے والے قاری واقعی کسی بھی مصنف کے لئے انمول سرمایہ ہوتے ہیں۔ جہاں تک ناولوں کی بات ہے تو محترم چونکہ میرے ناولوں کے قارئین میں تمام طبقے شامل ہیں اس لئے مجھے ہر قاری کی پسند کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ ہو سکتا ہے جو ناول آپ کو پسند نہیں آئے وہ دیگر قارئین کو بے حد پسند آئے ہوں۔ بہر حال میری ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے کہ میں ہر طبقے کے قاری کے لئے اچھے سے اچھا لکھوں۔ جہاں تک عمران کے بوڑھا ہونے کا تعلق ہے تو محترم بوڑھا یا تو بہر حال ہر شخص پر آتا ہے لیکن عمران جو کچھ اپنے بارے میں کہتا ہے وہ مذاق ہی ہوتا ہے ورنہ آپ نے محسوس کیا ہوگا کہ عمران کی کارکردگی پر بوڑھا پے کے اثرات سامنے نہیں آتے۔ اس کے باوجود عمران تک آپ کا پیغام پہنچا دیا جائے گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

کرلی سے محمد اکبر باروی لکھتے ہیں۔ "گزشتہ تقریباً دس بارہ سالوں سے آپ کے ناولوں کا قاری ہوں۔ آپ کا ناول "کیٹ ریٹ گیم" انتہائی دلچسپ ناول ہے۔ آپ جاسوسی ادب کے ذریعے جس طرح نوجوان نسل کی کردار سازی کر رہے ہیں وہ واقعی اپنی مثال آپ ہے۔ اللہ آپ سے حمد شکایات بھی ہیں۔ ایک تو یہ کہ آپ نے عمران کے کردار کو مافوق الفطرت بنا دیا ہے۔ وہ نہ جسمانی طور پر کسی سے شکست کھاتا ہے اور نہ ذہنی طور پر۔ اس کی ذہانت کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ پھر چاہے وہ سینکڑوں فٹ کی بلندی سے کیوں نہ گرے اس کی ہڈیاں نہیں ٹوٹیں۔ کیا عمران کے جسم میں ہڈیوں کی جگہ سپرنگ لگے ہوئے ہیں۔ دوسری یہ کہ فیروز شرر آپ کے ناول کو بے حد شاندار ہوتے ہیں لیکن ان میں آپ نے ایک بار "صوفی" کو روحانی عہدہ لکھا تھا حالانکہ روحانیت میں صوفی نہ کوئی مقام ہوتا ہے اور نہ ہی عہدہ۔ صوفی شخص ایک لقب ہے جو نیک اور پاک طینت لوگوں کو دیا جاتا ہے۔ اسی طرح آپ نے ایک ناول "بے ایس پی" لکھا اور اسے جیوش سنٹرل پوائنٹ کا مخف ظاہر کیا جبکہ سنٹرل کا مخف ایس نہیں ہوتا ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ بے ایس پی کی بجائے جے سی پی ہونا چاہئے تھا۔ اسی طرح "سینک سرکل" میں سنٹرل ڈیفنس ایریا کا مخف ایس۔ ڈی۔ اے لکھا گیا ہے حالانکہ اسے سی۔ ڈی۔ اے ہونا چاہئے۔ امید ہے آپ ضرور جواب دیں گے۔"

محترم محمد اکبر باروی صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے

حد شکر یہ۔ آپ کی شکایات سر آنکھوں پر۔ جہاں تک عمران کے مافوق الفطرت ہونے کا تعلق ہے تو یہ تاثر آپ کے ذہن میں اس لئے پیدا ہوا ہو گا کہ عمران کی کارکردگی اب واقعی مافوق الفطرت حد تک تیز ہو گئی ہے۔ اس کی ذہانت اور اس کے تجربات نے مل کر اسے واقعی کارکردگی کے لحاظ سے مافوق الفطرت بنا دیا ہے لیکن محترم اگر آپ موجودہ تیز رفتار دور کو سامنے رکھیں اور پھر عمران کی کارکردگی کا تجزیہ کریں تو پھر آپ کو شکایت نہ ہوگی۔ لیکن اگر آپ بیل گاڑی کو مد نظر رکھ کر جیٹ جہاز کی رفتار کو دیکھیں گے تو آپ کو جیٹ جہاز یقیناً مافوق الفطرت دکھائی دے گا۔ جہاں تک عمران کو چوٹ نہ لگنے کی بات ہے تو عمران زخمی بھی ہوتا ہے اور بیمار بھی۔ لیکن محترم یہاں بھی وہی بات آپ کو پیش نظر رکھنا ہوگی کہ عمران اور اس کے ساتھی باقاعدہ تربیت یافتہ لوگ ہیں اور انہیں ایسے موقعوں پر لپٹے آپ کو بچانے کی باقاعدہ تربیت دی جاتی ہے۔ عمران یا اس کے ساتھیوں کی جگہ اگر ہم اس سے بہت کم بلندی سے گریں تو یقیناً ہمارے جسم کی تمام ہڈیاں ٹوٹ جائیں گی کیونکہ ہم نے ایسے مواقع پر لپٹے آپ کو بچانے کی کوئی تربیت نہیں لی ہوئی۔ اس لئے آپ عام آدمی کو مد نظر رکھ کر عمران اور اس کے ساتھیوں کو نہ دیکھا کریں بلکہ ان کی تربیت اور تجربہ کو بھی مد نظر رکھا کریں۔ پھر آپ کی شکایت خود بخود دور ہو جائے گی۔ جہاں تک صوفی کے روحانی مقام کا تعلق ہے تو آپ کی بات درست ہے۔ صوفی واقعی لقب ہے لیکن عام آدمیوں کے نزدیک

روحانیت میں ہر شخص کو صوفی کا لقب نہیں مل سکتا۔ مزید تفصیل لکھنے کی گنجائش نہیں ہے۔ جہاں تک سنزل کے مخفف سی کی بجائے ایس لکھنے کا تعلق ہے تو اس کی وضاحت پہلے بھی کئی خطوط کے جواب میں کی جا چکی ہے کہ آپ کے سامنے گرسٹ لینڈ کی زبان ماڈل کی حیثیت رکھتی ہے جبکہ ایکریٹین زبان گوہی ہے لیکن ایکریٹیموں نے بہت سی گرانمر کی پابندیوں سے اپنے آپ کو آزاد کر لیا ہے۔ وہ جیسے بولتے ہیں ویسے لکھتے ہیں۔ مثلاً آپ بھر کے بیج سی۔ او۔ ایل۔ او۔ یو۔ آر لکھیں گے لیکن ایکریٹین اسے سی۔ او۔ ایل۔ او۔ آر لکھیں گے۔ اسی طرح انہوں نے سنزل کا تلفظ سی کی بجائے ایس اختیار کیا ہوا ہے۔ اس لئے اب عام طور پر سی کی جگہ ایس استعمال ہوتا ہے۔ امید ہے اب آپ کی شکایات دور ہو جائیں گی اور آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

رنگپور سے ملک مصعب عمیر ملا نہ لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول مجھے بے حد پسند ہیں۔ لیکن اب آپ نے اپنے ناولوں میں کرنل فریدی، توصیف اور مجررمود کو شامل کرنا چھوڑ دیا ہے۔ آپ ضرور ان کرداروں پر بھی ناول لکھیں۔ اسی طرح ہمیں اس وقت بے حد افسوس ہوتا ہے جب عمران کے والد اسے نکما اور نکھٹو کہتے ہیں اور سمجھتے ہیں۔ آپ انہیں بتادیں کہ عمران ایکسٹو ہے تاکہ وہ آئندہ عمران کو نکما اور نکھٹو نہ کہہ سکیں۔ امید ہے آپ ضرور توجہ دیں گے۔"

”محترم ملک مصعب عمیر طائد صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکر یہ۔ آپ کی فرمائش سر آنکھوں پر۔ انشاء اللہ جلد ہی آپ ان کرداروں پر بھی ناول پڑھیں گے جہاں تک سر عبدالرحمان پر ایکسٹو کے واز کا انکشاف ہے تو محترم یہ مسئلہ صرف جذباتی نہیں ہے بلکہ ایسا سینٹ اپ ملک و قوم کے مفاد کے لئے کیا گیا ہے اور عمران جے نکما اور نکھٹو کہا جاتا ہے اس لئے کان لیٹے سن لیتا ہے کہ اسے اپنی عزت سے زیادہ ملک و قوم کا مفاد عزیز ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔“

اب اجازت دیجئے

والسلام
مظہر کلیم ایم اے

عمران نے کار ہوٹل گرانڈ کی پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے پارکنگ بوائے سے کار ڈلیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا وہ ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ یہ دوپہر کا وقت تھا اور چونکہ سلیمان گزشتہ تین روز سے اپنے گاؤں گیا ہوا تھا کیونکہ وہاں اس کے کسی عزیز کی شادی تھی اس لئے عمران ان دنوں بچ اور ڈنر ہوٹلوں میں ہی کرتا تھا۔ اس وقت بھی وہ بچ کے لئے ہوٹل گرانڈ آیا تھا۔ بچ اور ڈنر کے وقت ڈائننگ ہال میں خاصا رش دکھائی دیتا تھا۔ عمران ایک خالی میز پر جا کر بیٹھ گیا اور پھر ویٹر کے آنے پر اس نے مینو دیکھ کر اسے آرڈر دیا اور خود دانٹھ کر ہاتھ دھونے کے لئے ایک طرف موجود واش بیسن کی طرف بڑھ گیا۔ چونکہ بڑے ہوٹلوں میں کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونے کا رواج تقریباً نہ ہونے کے برابر تھا۔ ہاتھ اور منہ کی صفائی کے لئے نشو و نما استعمال کئے جاتے تھے

”مہاں واقعی آپ جیسے لوگوں کے داخلے پر پابندی ہونی چاہئے۔“
 آپ جیسے لوگوں کو تو کسی بھٹیلا خانے کا رخ کرنا چاہئے۔“ لڑکی
 نے ایک بار پھر منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران
 کوئی جواب دیتا ویٹر ٹرائی وکیلٹا ہوا قریب آ گیا اور اس نے عمران
 کے سامنے کھانا لگانا شروع کر دیا۔

”کیا مطلب۔ کیا آپ خود جا کر آرڈر دے کر آئے تھے۔“ لڑکی
 نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”محترمہ فارورڈ کے لئے بھی کھانا لے آؤ۔ چوہوں کی زبان،
 مینڈکوں کی آنکھیں، جھینگوں کی دین۔“ عمران نے ویٹر سے
 مخاطب ہو کر باقاعدہ اونچی آواز میں آرڈر دینا شروع کر دیا۔

”یہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ نا فسنس۔ آپ کو تمیز ہے بات
 کرنے کی۔ جاؤ ویٹر۔ میرے لئے سپیشل ڈشز لے آؤ۔“ لڑکی نے
 انتہائی غصیلے لہجے میں عمران کی بات کو درمیان سے ہی کاٹتے ہوئے
 کہا۔

”ارے۔ ارے۔ میں بھی تو سپیشل ڈشز ہی لکھوا رہا ہوں۔ آپ
 جیسی فارورڈ کے لئے تو یہی کھانا ہو سکتا ہے کیونکہ باقی کھانے تو
 ظاہر ہے بیک ورڈ ہوں گے اور صدیوں سے لوگ کھاتے چلے آ رہے
 ہیں۔“ عمران نے کہا تو لڑکی بے اختیار ہنس پڑی۔

”آپ واقعی کوئی خاص چیز ہیں۔ کون ہیں آپ اور کیا کرتے
 ہیں۔“ لڑکی نے بے یگانہ لہجے میں کہا۔

اس لئے ایک کونے میں ایک ہی دانش بین تھا۔ عمران کی عادت
 تھی کہ وہ کھانا کھانے سے پہلے اور کھانا کھانے کے بعد لازماً ہاتھ
 دھوتا تھا اس لئے وہ آرڈر دے کر اٹھ کر دانش بین کی طرف بڑھ گیا
 لیکن جب وہ واپس آیا تو یہ دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا کہ اس کی میز
 پر ایک خوبصورت نوجوان لیکن خاصی ماڈرن لڑکی بڑے اطمینان
 سے بیٹھی ہوئی تھی۔ چونکہ اس میز کے علاوہ اور کوئی میز خالی نہ تھی
 اس لئے عمران اس میز کی طرف ہی بڑھ گیا۔

”کیا میں مہاں بیٹھ سکتا ہوں۔“ عمران نے قریب جا کر
 انتہائی ہذبہ انداز میں سر جھکاتے ہوئے کہا۔
 ”اوہ یس۔“ لڑکی نے چونک کر اسے غور سے دیکھتے ہوئے
 کہا۔

”شکریہ۔ آپ کی خوشگوار قربت کے لمحات میرے لئے یادگار
 رہیں گے۔“ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو لڑکی کے
 چہرے پر قدرے حیرت کے تاثرات ابھرائے۔

”یہ اس قدر بیک ورڈ زبان آپ کیسے بول لیتے ہیں۔“ لڑکی
 نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”بلیک ورلڈ۔ اوہ نہیں۔ یہ الفاظ تو وائٹ ورلڈ کے ہیں۔ میرا
 مطلب ہے کہ جادوئی الفاظ نہیں بلکہ اخلاق و تہذیب پر مبنی الفاظ
 ہیں۔“ عمران نے بیک ورڈ کو بلیک ورلڈ میں تبدیل کرتے
 ہوئے جواب دیا تو لڑکی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

بڑھ گیا۔ لڑکی نے ایک بار پھر چونک کر عمران کی طرف دیکھا لیکن خاموش رہی۔ عمران نے ہاتھ دھوئے، کھلی کی اور پھر وہ اطمینان سے چلتا ہوا واپس میز کے قریب پہنچ گیا۔ اسی لمحے لڑکی نے کھانا ختم کر کے میز پر موجود ڈبے سے نشو کھینچ کر اس سے بڑی نفاست سے ہونٹ صاف کئے اور پھر اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

”ارے۔ ارے۔ آپ کہاں چل دیں۔ ابھی تو میں نے تعارف کرانا ہے۔“ عمران نے چونک کر کہا۔

”تم جیسے بہیمانہ ذہن کے آدمی کے ساتھ بیٹھنا دنیا کی سب سے بڑی سزا ہے۔“ نانسس۔ لڑکی نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

”آپ نے مس سوئی کو ناراض کر دیا ہے جناب۔“ وینر نے میز سے برتن اٹھاتے ہوئے کہا۔

”سوئی۔ کیا مطلب۔“ عمران نے چونک کر پوچھا۔
 ”مس سوئی جنرل میجر راشد خان کی اکلوتی بیٹی ہے اور ایک یرمیا میں رہتی ہے۔ چند روز کے لئے یہاں آئی ہے۔“
 ”راشد خان کی اکلوتی بیٹی۔ مگر اس کا نام تو شاہدہ تھا۔“ عمران نے چونک کر کہا۔

”اب وہ سوئی کہلاتی ہے۔“ وینر نے جواب دیا اور ٹرائی دھکیلتا ہوا واپس چلا گیا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ پھر اس نے چائے منگوائی اور پھر بل اور ٹپ دے کر وہ ڈائننگ ہال سے باہر آکر

”پہلے میں کھانا کھا لوں پھر تعارف کراؤں گا کیونکہ بیک ورڈ لوگوں کا قول ہے کہ اول طعام بعد کلام۔ یعنی پہلے کھانا پھر بات چیت اور بھوک کی شدت سے چونکہ میرے پیٹ میں آپ کی سپیشل ڈش دوڑتی پھر رہی ہے اس لئے مجبوری ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”آپ کے پیٹ میں سپیشل ڈش۔ کیا مطلب۔“ لڑکی نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”وہ۔ وہ بیک ورڈ لوگ اسے چوہے کہتے ہیں جبکہ آپ جیسے فارورڈ اسے سپیشل ڈش کہتے ہیں۔“ عمران نے کہا تو لڑکی نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اسی لمحے وینر ٹرائی لے کر پہنچ گیا اور اس نے لڑکی کے سامنے ڈشیں لگانا شروع کر دیں۔

”بسم اللہ الرحمن الرحیم۔“ عمران نے اونچی آواز میں کہا اور پھر اس نے اس طرح کھانا کھانا شروع کر دیا جیسے صدیوں بعد کسی بھوکے کے سامنے کھانا لایا گیا ہو۔ لڑکی نے عمران کے بسم اللہ پڑھنے پر چونک کر اسے دیکھا اور پھر عمران کے کھانے کا انداز دیکھ کر اس کا منہ بن گیا۔ اس کے ہجرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے وہ سوچ رہی ہو کہ کس گھٹیا ناپ کے آدمی سے واسطہ پڑ گیا ہے۔ بہر حال اس نے کھانا کھانا شروع کر دیا۔

”الحمد للہ۔“ عمران نے کھانا ختم کر کے ایک بار پھر اونچی آواز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر دوبارہ واش بیسن کی طرف

بجائے بیرونی دروازے کی طرف جانے کے لغت کی طرف بڑھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ جنرل شیخ راشد خان کا آفس دوسری منزل پر ہے اور چونکہ عمران کئی مرتبہ اس سے مل چکا تھا اس لئے وہ بھی اسے اچھی طرح جانتے تھے اور چونکہ راشد خان سرسلطان کے عزیزوں میں سے تھے اور کئی بار سرسلطان کی ذاتی تقریبات میں بھی اس کی ان سے ملاقات ہو چکی تھی اور عمران انہیں چرانے کے لئے انگل بلڈونا کہہ دیتا کیونکہ راشد خان سر سے مکمل طور پر گئے تھے اور گئے کو بالڈون کہا جاتا ہے اس لئے عمران انہیں بلڈونا کہتا تھا اور راشد خان ظاہر ہے کچھ جانتے کہ عمران ان پر کس انداز میں طنز کر رہا ہے۔ ویسے بھی گئے افراد اپنے گئے پن کی طرف سے بے حد بچی ہوتے ہیں اس لئے راشد خان عمران کے اس لقب پر غصے میں آجاتے تھے لیکن ظاہر ہے عمران جیسے ذہین آدمی پر ان کے غصے کا کیا اثر ہو سکتا تھا اس لئے راشد خان خود ہی خاموش ہو جایا کرتے تھے۔ عمران کے پاس چونکہ ان دنوں کوئی کہیں نہ تھا اور بچ بھی کر چکا تھا اس لئے اس نے سوچا کہ راشد خان سے مل کر اس کی ماڈرن ٹائپ بیٹی مس سوینی سے بھی گپ شپ کر لی جائے۔ اسے یقین تھا کہ وہ راشد خان کے آفس میں موجود ہوگی۔ راشد خان کے آفس کے باہر موجود مسلح دربان نے عمران کو دیکھ کر بے اختیار مسکراتے ہوئے سلام کیا۔ وہ عمران کو بہت اچھی طرح پہچانتا تھا۔

”کیا مس سوینی بھی اندر ہیں؟“..... عمران نے بڑے پراسرار سے

انداز میں سر آگے جھکاتے ہوئے کہا تو دربان بے اختیار ہنس پڑا اور ساتھ ہی اس نے اثبات میں سر ہلا دیا تو عمران نے جیب سے ہاتھ نکال کر اس کی منی میں ایک بڑا نوٹ تھمایا اور پھر تیزی سے دروازہ کھول کر آفس میں داخل ہو گیا۔ آفس میں راشد خان مزے بچھے اپنی مخصوص کرسی پر موجود تھے جبکہ سوینی سائینہ کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی اور وہ دونوں باپ بیٹی آپس میں باتیں کرنے میں مصروف تھے۔ عمران کے اندر داخل ہوتے ہی دونوں نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا۔

”تم عمران۔ اس وقت یہاں؟“ راشد خان نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے عمران کبھی کبھار ہی کسی خاص موقع پر ان کے آفس کا رخ کرتا تھا اس سے انہیں اس وقت اس کی اچانک آمد پر حیرت ہو رہی تھی جبکہ سوینی اس طرح عمران کو دیکھ رہی تھی جیسے اسے یقین ہی نہ آ رہا ہو کہ عمران جیسا آدمی جنرل شیخ کے آفس میں داخل بھی ہو سکتا ہے۔

”س۔ سوری انگل۔ میں نے مس سوینی کو اپنا تعارف کرانا ہے اور یہ تعارف حاصل کے بغیر ہی چلی آئی ہیں“..... عمران نے بڑے سسے سے لہجے میں کہا اور سوینی کے سامنے دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے جان بوجھ کر راشد خان کو انگل بلڈونا نہ کہا تھا کیونکہ بیٹی کے سامنے اس کی اس انداز کی گنگو اس کے نزدیک اخلاقیات کے خلاف تھی۔

بعد رسیور سوئی کی طرف بڑھا گیا۔

"ایکری میا سے تمہاری کال ہے سوئی..... ارشد خان نے کہا اور رسیور سوئی کی طرف بڑھا دیا جبکہ انہوں نے خود انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور کسی کو اپیل جوس لانے کا کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"سوئی بول رہی ہوں..... سوئی نے کہا اور پھر دوسری طرف سے بات سن کر وہ بے اختیار چونک پڑی۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ میں تو کل واپسی کا پروگرام بنا رہی تھی۔ ٹھیک ہے۔ میں رک جاتی ہوں..... سوئی نے دوسری طرف سے بات سن کر کہا اور پھر دوسری طرف سے بات سننے لگی۔

"کل صبح فلائٹ بر۔ ٹھیک ہے۔ میں ایر پورٹ پہنچ جاؤں گی۔" سوئی نے کہا۔

"بے فکر رہو۔ کام درست طریقے سے ہو جائے گا..... سوئی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اٹھ کر رسیور خود ہی کرپزل پر رکھ دیا۔

"ڈیڈی۔ میرے مہمان آرہے ہیں ایکری میا سے اور میں نے ان کے استقبال کے لئے کچھ تیاریاں کرنی ہیں۔ اوکے مسز عمران۔ آپ سے پھر تفصیلی ملاقات ہوگی۔ بائی بائی..... سوئی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑی اور دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

"آپ نے کوئی خفیہ شادی کر رکھی ہے..... عمران نے سوئی کے باہر جانے کے بعد کہا تو ارشد خان بے اختیار اچھل پڑے۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو یہ تم تھے جس کی بات سوینی کر رہی تھی۔ اس کا کہنا تھا کہ پسماندہ ذہن کے لوگوں کو ہوٹل میں داخلے کی اجازت نہیں ملنی چاہئے۔

"سوئی۔ یہ علی عمران ہیں۔ سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمن کا اکلوتا صاحبزادہ۔ اور عمران یہ میری بیٹی ہے سوئی۔ یہ ایکری میا میں سیٹل ہے اور مجھ سے ملنے چند روز کے لئے آئی ہوئی ہے..... ارشد خان نے باہمی تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"انکل۔ سر عبدالرحمن نے شاید اکلوتا ہونے کی وجہ سے ان کی تعلیم کی طرف توجہ نہیں کی ہوگی اس لئے یہ پسماندہ ذہن کے مالک ہیں..... سوئی نے منہ بناتے ہوئے کہا تو ارشد خان بے اختیار ہنس پڑے۔

"سوئی ڈیر۔ عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے اور اس نے جو کچھ تم سے باتیں کی ہوں گی یہ اس نے جان بوجھ کر کی ہوں گی۔ یہ ایسا ہی آدمی ہے۔ دوسروں کو زچ کر رکھ دیتا ہے..... ارشد خان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) اور یہ۔ نہیں ڈیڈی۔ آپ کو یقیناً غلط بتایا گیا ہے..... سوینی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ارشد خان نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"یس..... ارشد خان نے کہا۔

"اوہ اچھا..... ارشد خان نے دوسری طرف سے بات سننے کے

کہا۔

”کیا نام ہے اس ہوٹل کا؟“..... عمران نے کہا۔

”برائنس سٹار ہوٹل نام ہے اس کا۔ فور سٹار ہوٹل ہے۔“ راشد خان نے جواب دیا تو عمران نے جوس کا آخری گھونٹ حلق میں اتارا اور پھر راشد خان کا شکریہ ادا کر کے وہ اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا آفس سے باہر آگیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار وائش منزل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

”خفیہ شادی۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ میری بیگم پانچ سال پہلے روڈ ایکسیڈنٹ میں فوت ہو گئی تھی اور تب سے میں اکیلا ہی رہ رہا ہوں۔“..... راشد خان نے کہا۔

”جہاں تک مجھے یاد ہے آپ کی ایک بیٹی شاہدہ ہوتی تھی۔ بڑی دلی چٹلی اور شرمیلی سی۔ پھر یہ سوئی کہاں سے آگئی۔“..... عمران نے کہا تو راشد خان بے اختیار کھٹکھٹا کر ہنس پڑے۔

”یہی وہ شاہدہ ہے۔ اب یہ سوئی ہے۔ اس کی پھوپھی اکیرمیا میں سیٹل ہے اور یہ اس کے ساتھ ہی رہتی ہے اور چونکہ شاہدہ اس کے اور اس کی پھوپھی کے نزدیک بیک روڈ سا نام ہے اس لئے اب یہ سوئی ہے۔“..... راشد خان نے ہنستے ہوئے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ویٹر ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ ٹرے میں لیپل جوس کے تین گلاس موجود تھے۔

”ایک گلاس واپس لے جاؤ۔“..... راشد خان نے کہا تو ویٹر نے اثبات میں سر ہلایا اور ایک ایک گلاس اس نے عمران اور راشد خان کے سامنے رکھا اور پھر تیسرا گلاس ٹرے میں رکھے وہ واپس مڑ گیا۔

”سوئی اکیرمیا میں کیا کرتی ہے؟“..... عمران نے کہا تو راشد خان بے اختیار چوٹک پڑے۔

”وہاں کے ایک ہوٹل میں اسسٹنٹ مینجر ہے۔ فور سٹار ہوٹل ہے۔ ویسے اس نے ہوٹل بزنس میں ماسٹر ڈگری کی ہوئی ہے۔ ولنکٹن کی نیشنل یونیورسٹی سے۔“..... راشد خان نے قدرے غمزہ لہجے میں

گیا۔

• کوئی پراہلم باس نے کہا۔

• نو سر۔ تمام کام پلاٹنگ کے مطابق ہوا ہے دوسری طرف سے کہا گیا۔

• کون گیا تھا نارگٹ ہٹ کرنے باس نے پوچھا۔

• آرتھر باس دوسری طرف سے کہا گیا۔

• نارگٹ نمبر نو پر کس کی ڈیوٹی ہے باس نے پوچھا۔

• سو بی کی باس دوسری طرف سے کہا گیا۔

• اوکے باس نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے میز کی درواز

کھولی اور اس میں موجود ایک کارڈیس فون میں نکال کر اس نے میز پر رکھا اور پھر اس کی سائیڈ پر موجود ایک بٹن پریس کر دیا تو اس پر ایک بلب تیزی سے جلنے بجنے لگا۔ چند لمحوں بعد بلب ایک محما کے سے مسلسل جلنے لگ گیا۔

• یس۔ ہیڈ کوارٹر اسٹنڈنگ یو۔ ایک ایسی آواز سنائی دی جیسے بہت سی فولادی گراہیاں ایک دوسرے کے ساتھ رگڑ کر چل رہی ہوں اور ان کی رگڑ سے یہ آواز نکل رہی ہو۔

• بی ایس دن۔ ہوگن کالنگ چیف باس نے اسی طرح بھاری لہجے میں کہا۔

• سپیشل کوڈ دوسری طرف سے وہی گراہیوں کی رگڑ سے نکلنے والی آواز سنائی دی۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے ایک بھاری اور چولے چہرے کے مالک آدمی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

• یس اس آدمی نے رسیور اٹھا کر بھاری لیکن جھکمانہ لہجے میں کہا۔

• ٹیلیسن کی کال ہے باس دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

• کراؤ بات اس آدمی نے اسی طرح بھاری لہجے میں کہا۔

• ٹیلیسن بول رہا ہوں باس چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔ پھر مؤدبانہ تھا۔

• یس۔ کیا رپورٹ ہے باس نے کہا۔

• نارگٹ نمبر دن ہٹ کر دیا گیا ہے دوسری طرف سے کہا۔

رکھ دیا۔ پھر وہ مختلف فالتوں پر کام کرتا رہا کہ اچانک فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور ہوگن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔
 "ہیں..... ہوگن نے کہا۔

"ماسٹر کی کال ہے جناب..... دوسری طرف سے مودبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ماسٹر کی۔ کراؤ بات..... ہوگن نے چونک کر کہا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھرتے تھے۔

"ہیلو۔ ماسٹر بول رہا ہوں..... چند لمحوں بعد ایک ہماری سی آواز سنائی دی۔

"کیا ہوا ماسٹر۔ ہماری خلاف توقع کال نے مجھے حیران کر دیا ہے..... ہوگن نے کہا۔

"کیا ہماری عظیم پاکیشیا میں کوئی مشن مکمل کر رہی ہے۔" ماسٹر نے کہا تو ہوگن بے اختیار اچھل پڑا۔

"پاکیشیا میں مشن۔ نہیں۔ وہاں ہمارا کیا مشن ہو سکتا ہے۔ لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو..... ہوگن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہاں ہماری معروف ایجنٹ سوینی دیکھی جا رہی ہے۔" ماسٹر نے کہا تو ہوگن بے اختیار ہنس پڑا۔

"تو جہیں نہیں معلوم کہ سوینی تو ہے ہی پاکیشیائی خداد۔ اس کا والد وہاں ہوٹل گرانڈ میں جنرل تیجہر ہے اور وہ ان دنوں چھٹیاں

"نوسپیشل کوڈ..... ہوگن نے کہا۔
 "ویٹ فار کال..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
 "ہیلو۔ ٹرنز کانٹک..... ایک انسانی آواز سنائی دی۔ لہجے میں خاصی کرشمی تھی۔

"ہوگن بول رہا ہوں چیف..... ہوگن نے اس بار مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ہیں۔ کیا رپورٹ ہے..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
 "مشن براؤن فاکس کا پہلا ٹارگٹ ہٹ کر دیا گیا ہے۔" ہوگن نے کہا۔

"گڈ۔ کوئی پرابلم..... دوسری طرف سے قدرے مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"نو پرابلم..... ہوگن نے کہا۔
 "تیزی سے کام کراؤ۔ اس سے پہلے کہ ٹیڑی اٹیلی جنس پوری طرح حرکت میں آئے دس کے دس ٹارگٹس ہٹ ہو جانے چاہئیں۔" ٹرنز نے کہا۔

"ہیں چیف۔ ایسا ہی ہو گا۔ آپ کو معلوم تو ہے کہ براؤن سٹار اسی انداز میں کام کرتے ہیں..... ہوگن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ہوگن نے فون آف کر کے اسے میز کی دراز میں

اور پھر کرسی پر بیٹھ کر اس نے اس پر ایک فریکوئنسی ایڈجسٹ کر دی۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ بی ایس دن کالنگ۔ اور“..... ہوگن نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

”ہیس۔ بی ایس ایسٹ انڈنگ یو۔ اور“..... جتو لگوں بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد مودبانہ تھا۔

”جہارے نارگٹ کا کیا ہوا۔ اور“..... ہوگن نے کہا۔

”وہ ہٹ ہو چکا ہے۔ اور“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کب۔ اور“..... ہوگن نے چونک کر کہا۔

”ابھی آؤد گھنٹہ پہلے۔ میں وہیں سے آ رہی ہوں۔ اور“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کوئی پرابلم۔ اور“..... ہوگن نے کہا۔

”نہیں جتاہ۔ اور“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”تم ہوٹل گرانڈ میں کسی عمران نامی قوی سے ملی تھی۔ اور“..... ہوگن نے کہا۔

”عمران۔ ہاں مگر وہ تو عام سانوجوان ہے۔ آپ کو کیسے معلوم ہوا اور آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔ اور“..... دوسری طرف سے

اجتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”میں اپنے ایجنٹوں سے بے خبر نہیں رہتا۔ یہ عمران اجتہائی

خطرناک سیکرٹ ایجنٹ ہے اور اس کا تم سے ملنا کہیں اس لئے نہ ہو

گزارنے وہاں گئی ہوئی ہے۔“..... ہوگن نے کہا۔

”اچھا۔ لیکن ایک بات میں بتا دوں جس کی وجہ سے میں نے خاص طور پر تمہیں فون کیا ہے۔ میرا سیٹ اب بھی پاکیشیا میں موجود ہے اور مجھے اطلاع ملی ہے کہ سوینی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والا اجتہائی خطرناک ایجنٹ عمران ہوٹل گرانڈ کے ڈائٹنگ ہال میں اکٹھے بیٹھے دیکھے گئے ہیں اور پھر سوینی پہلے اٹھ کر جنرل منیجر کے آفس میں چلی گئی جبکہ عمران بھی اس کے پیچھے چلا گیا اور وہاں یہ دونوں کافی دیر تک رہے۔ اس کے بعد سوینی واپس چلی گئی اور اس کے کچھ دیر بعد وہ عمران بھی واپس چلا گیا۔“..... ماسٹر نے کہا۔

”تو اس میں حیران ہونے والی کون سی بات ہے۔“..... ہوگن نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ تم اس عمران کے پلانے میں کچھ نہیں جانتے۔“..... ماسٹر نے کہا۔

”ہاں کچھ جانتا ہوں لیکن سوینی واقعی چھپایاں گزارنے لگی ہوئی ہے اس لئے مجھے کیا تشویش ہو سکتی ہے۔“..... ہوگن نے کہا۔

”اوکے۔ بہر حال پھر بھی محتاط رہنا۔“..... دوسری طرف سے کہا

گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ہوگن نے ایک طویل

سانس لیتے ہوئے رسیور رکھا اور اٹھ کر اس نے الماری کھولی اور اس

میں سے ایک خصوصی ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے میز پر رکھا

آپ کی کال آگئی۔ اور..... دوسری طرف سے تفصیل سے بات کی گئی۔

”اوکے۔ اب تم فوری طور پر واپس آ جاؤ۔ اور..... ہو گن نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”کیس باس۔ اور..... دوسری طرف سے کہا گیا تو ہو گن نے اور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

کہ اسے جہارے مشن کا علم ہو گیا ہو۔ اور..... ہو گن نے کہا۔
 ”اوہ نہیں جناب۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ یہ سب کچھ اتفاق ہوا ہے۔ میں لچ کرنے ڈائٹنگ ہال میں گئی تو وہاں ایک ہی میز خالی تھی۔ میں وہاں بیٹھی گئی۔ تب پتہ چلا کہ اس احمق سے نوجوان نے وہاں پہنچ کر پہلے ہی میز کو کوئی آرڈر دیا ہوا ہے لیکن کھانا کھانے کے بعد میں اپنے ڈیڑی کے آفس میں گئی تو وہ بھی وہاں پہنچ گیا۔ ڈیڑی اسے اچھی طرح جانتے تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ یہ ڈائریکٹر جنرل سنٹرل انٹیلی جنس سر عبدالرحمن کا بیٹا ہے۔ بہر حال چند باتیں ہی ہوتی تھیں کہ مجھے ایکس دن سے رپورٹ ملی کہ نارگٹ چھٹی پر اپنے گاؤں پہنچ چکا ہے۔ چنانچہ میں وہاں سے نکل کر اپنے اڈے پر گئی۔ میں نے وہاں میک اپ اور لباس تبدیل کیا اور پھر بروک کو ساتھ لے کر نارگٹ کے آبائی گاؤں پہنچ گئی۔ یہ قصبہ نانا گاؤں تھا۔ وہاں ہم نے یہی ظاہر کیا کہ ہم جہاں ڈاکو منتری فلم کے لئے جو نیشن دیکھنے آئے ہیں۔ وہاں آثار قدیمہ کے سلسلے کا ایک معروف قدیم ترین قلعہ موجود تھا۔ ہم نے وہاں فلم بندی بھی کی اور پھر ہم وہاں کے ایک جھونے سے ہوٹل میں رہ گئے۔ رات کو بروک اور میں نارگٹ کے مکان میں داخل ہوئے۔ وہاں پہلے ہم نے بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دی تھی۔ نارگٹ کو ہم نے ہماری افس کا انجکشن لگایا اور واپس ہوٹل آ گئے۔ آج صبح ہم نے وہاں دوبارہ شوٹنگ کی اور پھر واپس دارالحکومت روانہ ہو گئے۔ ابھی ہم دارالحکومت پہنچے ہیں کہ

سرسلطان کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا کیونکہ سرسلطان کے لہجے میں موجود گہری تشویش کو اس نے واضح طور پر محسوس کر لیا تھا۔

”اوہ آپ۔ کیا ہوا۔ آپ کے لہجے میں تشویش ہے۔“..... عمران نے چونک کر کہا۔

”عمران بیٹے۔ ایک ایسی رپورٹ ملی ہے جس نے مجھے واقعی تشویش میں مبتلا کر دیا ہے۔“..... سرسلطان نے اہتائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”کیسی رپورٹ۔“..... عمران نے سیدھا ہو کر بیٹھے ہوئے کہا۔ اس نے کتاب بند کر کے میز پر رکھ دی تھی۔

”تم میرے آفس آجاؤ۔ فون پر بتانے والی بات نہیں ہے۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوکے۔ میں آ رہا ہوں۔“..... عمران نے کہا اور پھر دوسری طرف سے رابطہ ختم ہوتے ہی اس نے رسیور رکھا اور اٹھ کر ڈیرنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سرسلطان کے آفس میں داخل ہو رہا تھا۔ سرسلطان اکیلے بیٹھے ہوئے تھے۔

”آؤ بیٹھو۔“..... رسمی دعا سلام کے بعد سرسلطان نے کہا اور عمران کے میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھے ہی انہوں نے میز کی دروازہ کھول کر سرخ رنگ کی ایک فائل نکالی اور اسے عمران کی طرف بڑھا دیا۔

عمران اپنے فلیٹ میں موجود تھا۔ وہ ایک کتاب کھولے اس کے مطالعہ میں مصروف تھا چونکہ ان دنوں کوئی مشن موجود نہ تھا اور سلیمان بھی گاؤں گیا ہوا تھا اس لئے عمران زیادہ ترفیٹ میں ہی رہتا تھا۔ البتہ کبھی کبھار وہ دانش منزل چلا جاتا یا پھر سیکرٹ سروس کے ممبران میں سے کسی کے فلیٹ پر جا کر ڈیوٹی عمارت لیکن زیادہ تر اس کا وقت اپنے فلیٹ میں ہی گزرتا تھا۔ عمران کتاب کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) مصروف مطالعہ بول رہا ہوں۔“..... عمران نے کتاب سے نظریں ہٹائے بغیر اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”سلطان بول رہا ہوں عمران بیٹے۔“..... دوسری طرف سے

”یہ تو ملڑی اٹیلی جنس کی فائل ہے“..... عمران نے چونک کر فائل لیتے ہوئے کہا۔ فائل کو پرچونکہ ملڑی اٹیلی جنس کا مخصوص نشان موجود تھا اس لئے عمران نے اسے دیکھتے ہی کہہ دیا تھا۔

”ہاں“..... سرسلطان نے مختصر سا جواب دیا تو عمران نے فائل کھولی۔ فائل میں صرف دو کاغذ تھے اور پھر جیسے جیسے عمران کاغذات کو پڑھتا گیا اس کے چہرے پر موجود سنجیدگی کے تاثرات مزید نمایاں ہوتے چلے گئے۔

”یہ تو واقعی انتہائی تطویش ناک رپورٹ ہے“..... عمران نے فائل بند کر کے واپس میز پر رکھتے ہوئے کہا تو سرسلطان نے بغیر کچے کہے فائل اٹھا کر واپس میز کی دراز میں رکھ دی۔

”صدر مملکت کا خیال ہے کہ اس کیس کو پاکیشیا سیکرٹ سروس مکمل کرے“..... سرسلطان نے کہا۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس کیوں“..... عمران نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”صدر صاحب کا خیال ہے کہ یہ سب کچھ کسی پراسرار سازش کا نتیجہ ہے“..... سرسلطان نے جواب دیا۔

”اس خیال کی وجہ“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہری، بحری اور فضائی افواج کے اعلیٰ ترین افسروں کا اچانک اس پراسرار بیماری میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جانا اور ایسا ہوا ابھی ایک ہفتے کے اندر ہے اور پھر ان دس آفسران کا آپس میں بھی کوئی تعلق

نہیں تھا اور سب سے اہم بات یہ کہ یہ دس کے دس افسر پاکیشیا کے دفاعی سیٹ اپ کے اہم ترین افراد تھے۔ یہ سب ان کے خیال کے مطابق پاکیشیا کے خلاف کوئی گہری سازش ہو سکتی ہے۔ سرسلطان نے کہا۔

”تو اب صدر صاحب کا ذہن بھی پولیس جیسا ہو گیا ہے۔ پھر تو واقعی پاکیشیا پولیس سٹیٹ بن چکی ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم اس مذاق میں لے رہے ہو عمران بیٹے جبکہ ان اعلیٰ فوجی افسران کی اس طرح موت نے پورے دفاعی سیٹ اپ میں دراڑیں ڈال دی ہیں اور حکومت کے اعلیٰ حلقوں میں گھٹلی چمی ہوئی ہے۔ سب سے عجیب بات یہ ہے کہ اس بیماری کے بارے میں بھی باوجود کوشش کے کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ ایسی بیماری کا عالمی سطح پر آج تک کوئی مریض بھی سامنے نہیں آیا اور یہ سب اعلیٰ افسران ہر لحاظ سے پوری طرح صحت مند تھے۔ وہ اچانک بیمار ہوئے اور پھر ہسپتال پہنچ کر ہلاک ہو گئے“..... سرسلطان نے کہا۔

”میں مذاق نہیں کر رہا سرسلطان۔ لیکن میرے خیال کے مطابق ملڑی اٹیلی جنس اس پر یقیناً مزید کام کر رہی ہوگی اور کونسل شہاب بے حد کچھ دار آوی ہیں۔ وہ کوئی نہ کوئی گلیو حاصل کر لیں گے۔ البتہ اگر اس سلسلے میں کوئی ایسی ہلت سامنے آجائے کہ یہ غیر ملکی سازش ہے تو پھر یقیناً ہم بھی حرکت میں آسکتے ہیں“..... عمران نے

ہسپتال لایا گیا لیکن یہاں پہنچتے ہی وہ ہلاک ہو گئے۔ میں بھی ان کی وفات پر تعزیت کے لئے گیا تھا۔ بے حد قابلِ جرنیل تھے اور دفاعی سیٹ اپ کے اہم ترین افسر تھے۔..... سرسلطان نے کہا۔

"ان کے بیوی بچے اب کہاں ہیں۔..... عمران نے پوچھا۔
"ان کی بیگم تو چار سال پہلے فوت ہو گئی تھی۔ دو لڑکے ہیں جو اکیرمیا میں مستقل سیٹل ہیں۔ یہاں یہ ناپ ریک ملز کا لونی کی کوٹھی نمبر اٹھارہ میں ملازموں کے ساتھ رہتے تھے۔..... سرسلطان نے جواب دیا۔

"وہاں گاؤں میں ان کا کوئی عزیز رہتا تھا جو یہ وہاں چھٹیاں گزارنے جاتے تھے۔..... عمران نے کہا۔

"وہاں ان کے کزن رہتے تھے۔ ایک جڑا حویلی بنا مکان ہے۔ وہاں سب اکٹھے رہتے ہیں۔..... سرسلطان نے جواب دیا۔
"اب وہاں کون جڑا ہے۔..... عمران نے کہا۔

"ان کے بڑے کزن ہیں۔ وہ زینداری کرتے ہیں۔ ان کا نام جبار صابری ہے۔..... سرسلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"آپ انہیں میرے بارے میں بتا دیں تاکہ میں وہاں جا کر انکواری کر سکوں۔..... عمران نے کہا۔

"کیسی انکواری۔..... سرسلطان نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ وہیں بیمار ہوئے ہیں اس لئے بیمار ہونے سے پہلے کے

اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"چلو اتنا بھی غنیمت ہے۔ میں صدر صاحب کو گرین سگنل دے دیتا ہوں۔..... سرسلطان نے کہا۔

"لیکن کنٹرل شہاب کو یہ نہ بتا دینا کہ پاکیشیا سکیورٹ سروس کو یہ کیس ریفر کیا گیا ہے تاکہ وہ پیچھے نہ ہٹ جائیں۔ میں اپنے طور پر کام کروں گا۔ آپ اس فائل کی ایک کاپی مجھے دے دیں۔..... عمران نے کہا۔

"تم یہ فائل ہی رکھ لو۔..... سرسلطان نے کہا۔
"اس میں ان وفات پا جانے والے افسران کے بارے میں تفصیل موجود نہیں ہے جبکہ مجھے ان کے بارے میں تفصیل چاہئے۔..... عمران نے کہا۔

"تفصیل تو وزارتِ دفاع سے لینا پڑے گی۔..... سرسلطان نے کہا۔

"ان میں سے کسی ایک کے بارے میں معلوم کر دیں۔ سب کی ضرورت نہیں ہے۔..... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ ایک کو تو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ یہ میرے دور کے عہدوں میں سے تھے۔ ان کا نام جنرل حسن تھا۔ ان کا آبائی گاؤں فیروزہ ہے۔ وہ فیروزہ کے معروف خاندان صابری سے متعلق تھے اس لئے انہیں جنرل حسن صابری کہا جاتا تھا۔ یہ جیٹی پر لپنے گاؤں گئے اور پھر وہیں اچانک بیمار ہو گئے۔ انہیں وہاں سے جہاں سپیشل ملز

لحوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سرسلطان نے رسیور اٹھا لیا جبکہ عمران نے خود ہی ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بشن پریس کر دیا۔

"جواب جبار صابری صاحب لائن پر موجود ہیں۔" "جواب۔" دوسری طرف سے سرسلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔ سلطان بول رہا ہوں۔" سرسلطان نے کہا۔

"اٹکل میں جبار صابری بول رہا ہوں۔ آپ کیسے ہیں۔" دوسری

طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"میں ٹھیک ہوں۔ مرحوم جبریل حسن صابری کی پراسرار موت کے سلسلے میں اعلیٰ سطح پر تحقیقات ہو رہی ہے اور اس سلسلے میں ایک نوجوان جس کا نام علی عمران ہے وہ آپ کے پاس آئے گا۔ آپ نے اس سے ہر لحاظ سے تعاون کرنا ہے۔" سرسلطان نے کہا۔

"کب آرہے ہیں وہ؟" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"جلد ہی پہنچ جائیں گے۔" سرسلطان نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے اٹکل۔ ویسے پہلے بھی تو انکو انری ہوتی رہی

ہے۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہاں۔ ابھی تک کوئی نیچہ خیز بات سامنے نہیں آسکی اس لئے

ابھی تحقیقات جاری ہے۔" سرسلطان نے کہا۔

"ٹھیک ہے اٹکل۔ جو تعاون ہم سے ہوسکا ہم ضرور کریں گے۔"

جبار صابری نے جواب دیا تو سرسلطان نے اس کا شکریہ ادا کر کے

رسیور رکھ دیا۔

حالات اور بعد کے حالات کا جائزہ تو لینا ہی پڑے گا تاکہ معلوم کیا جا سکے کہ کیا واقعی کوئی سازش ہے یا نہیں۔ عمران نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے لیکن۔" سرسلطان بات کرتے کرتے اچانک بے اختیار رک گئے تو عمران چونک پڑا۔

"کیا ہوا۔ آپ بات کرتے کرتے رک گئے۔" عمران نے کہا۔

"وہ بہر حال موت کا گھر ہے اور تم نے اپنی باتوں سے باز نہیں آنا۔" سرسلطان نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"تو آپ کا کیا خیال ہے کہ میں فیروزہ میں جا کر قہقہے لگانا شروع کر دوں گا۔ مجھے معلوم ہے کہ وہاں مجھے کیا کرنا ہے اور کیا

نہیں۔" عمران نے کہا تو سرسلطان کے چہرے پر بے اختیار اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ انہوں نے رسیور اٹھایا اور دو نمبر

پریس کر دیئے۔

"فیروزہ میں جبار صابری صاحب سے میری بات کراؤ۔"

سرسلطان نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اوہ۔ تو آپ اس لئے پریشان تھے کہ آپ کی ان سے عزیزداری ہے اور میری باتوں سے آپ کے وقار کو ٹھیس پہنچ جاتی۔" عمران

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ بھی بات تھی لیکن اصل بات وہی تھی کہ وہاں موت ہو چکی ہے۔" سرسلطان نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔ بعد

دفاع کے خلاف کوئی پراسرار سازش کی جا رہی ہے۔..... عمران نے کہا۔

"اوہ واقعی۔ لیکن یہ سازش کیا ہو سکتی ہے۔ کیا ان کے پاس دفاعی راز تھے۔..... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ ان کے پاس کیا راز ہو سکتے ہیں۔ البتہ یہ سب دفاعی سیٹ اپ کو جانتے تھے۔ نہ صرف جانتے تھے بلکہ اس کے کنٹرول تھے۔ گو ان کی جگہ دوسرے افراد نے لے لی ہو گی لیکن یہ موت بہر حال قدرتی نہیں ہے۔..... عمران نے کہا۔

"اگر یہ بات ہے عمران صاحب تو پھر ان کی موت کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔..... بلیک زیرو نے کہا۔

"بظاہر تو ان کا کوئی مقصد نظر نہیں آتا لیکن جہادی بات درست ہے۔ اس کے نیچے بہر حال کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہو گا۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"پی اے ٹو سیکرٹری دفاع بول رہا ہوں۔..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ سر راشد سے بات کراؤ۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ییس سر۔ ییس سر۔..... دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"اوکے۔ اب مجھے اجازت دیں۔..... عمران نے کہا تو سر سلطان نے اثبات میں سر ہلایا اور عمران انہیں سلام کر کے واپس مڑا اور آفس سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار دانش منزل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ عمران جب دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو حسب عادت احتیاطاً اٹھ کھڑا ہوا۔

"یہ مضمون۔..... عمران نے سلام دعا کے بعد کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

"آپ کچھ اچھے ہوئے سے لگ رہے ہیں۔ کیا ہوا ہے۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"پاکیشیا کے خلاف کوئی گہری اور خوفناک سازش ہو رہی ہے۔..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا ہوا ہے۔..... بلیک زیرو نے حیرت مبرے لہجے میں پوچھا۔

"پاکیشیائی فوج کے دس جنرل رینک کے ناپ افسران ایک پراسرار بیماری کا شکار ہو کر ایک ہفتے کے اندر ہلاک ہو گئے ہیں۔

ان میں سے دو کا تعلق ایئر فورس، دو کا نیوی اور چھ کا تعلق بری فوج سے تھا۔ ان دس کے دس افراد کو ایک ہی بیماری ہوئی اور بیمار ہونے کے بعد محنتوں کے اندر اندر ہلاک ہو گئے۔ چونکہ ان کا آپس

میں بھی کوئی رابطہ نہ تھا اور وہ سب ایک جگہ اکٹھے بھی نہ تھے اور دس کے دس افسران پاکیشیائی فوج کے دفاعی سیٹ اپ کے اہم

ترین آدمی تھے۔ ان کی اس انداز میں موت کا مطلب ہے پاکیشیا کے

ڈیفنس کا فارمولا پیش کیا۔ اس فارمولے کے تحت پاکیشیا کے گرد ایسا اینٹی میزائل سرکل تیار کیا جانا تھا جس کی وجہ سے سمندر کی طرف سے یا فضائی کی طرف سے کسی بھی طرف سے کوئی میزائل ہمارے مین ڈیفنس ایریے تک نہ پہنچ سکے۔ اس آئیڈیے کے تحت پاکیشیا میں دس ایسے سپائس تجویز کئے گئے تھے جہاں اگر اینٹی میزائل سسٹم نصب کر دیا جائے تو سپر ڈیفنس کا نظریہ درست ثابت ہو سکتا تھا لیکن جب یہ تجویز اعلیٰ سطح پر زیر بحث آئی تو ان دس سپائس کے انتخاب کے بارے میں اختلافات بھی سامنے آ گئے۔ آخر چیف آف آرمی سٹاف نے ایک کمیٹی قائم کر دی۔ اسے سپر ڈیفنس کمیٹی کا نام دیا گیا جو دس افسران فوت ہوئے ہیں یہ دس کے دس اس کمیٹی کے بھی ممبران تھے۔ ان کی دو میسنگز ہوئیں۔ ان کا مقصد ایسے سپائس کا انتخاب تھا جو ہر لحاظ سے درست ہوں لیکن ابھی یہ معاملہ سمجھ رہیں ہوا تھا کہ اچانک یہ دس کے دس وفات پا گئے اور معاملہ وہیں رک گیا۔ اب وہ دوبارہ کمیٹی بنائی جائے گی اور پھر کام آگے بڑھے گا۔ سیکرٹری دفاع نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ان کی میسنگز کے نوٹس کیا موجود ہوں گے؟" عمران نے کہا۔

"یس سر"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اس کی ایک کاپی آپ سر سلطان کو بمجوادیں"..... عمران نے کہا اور کریڈل و باکر اس نے رابطہ ختم کیا اور پھر ٹون آنے پر ایک

"راشد بول رہا ہوں سر"..... چند لمحوں بعد سر راشد کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"سر راشد۔ سر سلطان نے میرے نمائندہ خصوصی کو ایک ملاقات میں بتایا ہے کہ پاکیشیائی فوج کے دس بڑے اور اہم افسران کسی پراسرار بیماری سے ایک ہفتے کے اندر ہلاک ہو گئے ہیں۔ طہری انشیلٹی جنس اس سلسلے میں انکوائری کر رہی ہو گی لیکن پھر بھی آپ سے معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ دس افسران کسی پراجیکٹ پر اکٹھے کام کر رہے تھے؟"..... عمران نے مخصوص لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ سپر ڈیفنس سسٹم کے منصوبے پر حکومت کی طرف سے کام کیا جا رہا تھا اور تینوں افواج کی طرف سے انہیں اس کے لئے نامزد کیا گیا تھا۔ ان کی دو مشترکہ میسنگز بھی ہو چکی تھیں لیکن یہ معاملہ ابھی ابتدائی سٹیج پر تھا کہ یہ واقعہ پیش آ گیا۔"..... سیکرٹری سر راشد نے جواب دیا۔

"یہ سپر ڈیفنس سسٹم کیا تھا۔ مختصر طور پر بتا دیں"..... عمران نے کہا۔

"سر۔ ڈیفنس کے سلسلے میں اکثر تجاویز سامنے آتی رہتی ہیں یہ معمول کی بات ہے اور اہتائی تجربہ کار افسران اس سلسلے میں حکومت کو ڈیفنس کی کمزوریوں اور انہیں بہتر بنانے کی تجاویز پیش کرتے رہتے ہیں اور جنرل ہاشم رضا صاحب نے ایک ماہ پہلے سپر

ہے۔..... عمران نے کہا۔

”لیکن کیا یہ پوائنٹ دوسری کمیٹی میں ڈسکس نہیں ہو سکتا۔“
بلیک زرو نے کہا۔

”جہاں تک میرا خیال ہے یہ کسی ممبر کی اپنی ذہنی بات ہوگی اور اسی لئے کمیٹی کے تمام ممبران کا خاتمہ کیا گیا ہے تاکہ یہ پوائنٹ دوبارہ سلسلہ نہ آسکے۔..... عمران نے کہا۔

”کیا جو رپورٹ آپ نے منگوائی ہے اس میں یہ پوائنٹ موجود ہو گا۔..... بلیک زرو نے کہا۔

”ہونا تو چاہئے۔ بہر حال دیکھو کیا ہوتا ہے۔..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”جولیا بول رہی ہوں۔..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

”عمران جہارے پاس آ رہا ہے۔ تم نے اس کے ساتھ قصبہ فریدزہ جا کر بری فوج کے ایک اعلیٰ افسر جنرل حسن صابری کی پراسرار موت کے بارے میں انکوائری کرنی ہے۔ عمران تمہیں اس بارے میں بریف کر دے گا۔..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”میں سر۔..... دوسری طرف سے جولیا نے کہا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”آپ صرف اس جنرل حسن صابری کو اہمیت دے رہے ہیں جبکہ

بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ۔..... دوسری طرف سے سرسلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

”ایکسٹو۔ سرسلطان سے بات کراؤ۔..... عمران نے کہا۔

”میں سر۔..... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”سلطان بول رہا ہوں جتباب۔..... چند لمحوں بعد سرسلطان کی انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”سیکرٹری دفاع سرراشد کو میں نے کہا ہے کہ وہ ایک رپورٹ کی کاپی آپ کو بھجوائیں گے۔ آپ نے وہ کاپی وائس منسٹر بھجوانی ہے۔..... عمران نے کہا۔

”میں سر۔ کیا یہ رپورٹ کی کاپی ان آرمی افسروں کی موت سے متعلق ہے۔..... سرسلطان نے کہا۔

”ہاں۔..... عمران نے مختصر سا جواب دیا اور رسیور رکھ دیا۔

”عمران صاحب۔ صرف سپائس کا انتخاب تو ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ اس طرح ان دس افراد کو رستے سے ہٹا دیا جائے اور وہ بھی اس پراسرار انداز میں۔..... بلیک زرو نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ کوئی ایسی بات ان کے درمیان ڈسکس ہوئی ہے جو لیک آؤٹ ہو گئی جس سے یقیناً کسی دوسرے ملک کے مفادات پر ضرب پڑتی ہوگی اس لئے ایسا ہونا تک اقدام کیا گیا

میں نے آپ کے مناعہ خصوصی سے درخواست کی تھی کہ یہ کیس آپ لے لیں لیکن انہوں نے اسے اہمیت نہ دی..... سرسلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ گو ان کے لچے میں مودبانہ پن موجود تھا لیکن لچے میں ہلکی سی ناگواری کا تاثر بھی نمایاں تھا۔

"ہر کام اگر سیکرٹ سروس نے ہی کرنا ہے تو پھر حکومت کے تمام نااہل ادارے بند کیوں نہ کر دیئے جائیں..... عمران نے بھی اہتہائی تلخ لچے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"نائسنس۔ اپنا بوجھ بھی دوسروں پر ڈال دیتے ہیں یہ لوگ۔" عمران نے اہتہائی غصیلے لچے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ اس بات سے بہر حال یہ طے ہو گیا ہے کہ معاملات پر اسرار ہیں اور یہ سب کچھ ایک سازش کے تحت ہوا ہے..... بلیک زیرو نے کہا۔

"ملٹری انٹیلی جنس کو اس زواپے پر کام کرنا چاہئے..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی بلیک زیرو بھی اٹھ کھڑا ہوا لیکن پھر اس سے پہلے کہ عمران بیرونی دروازے کی طرف مڑتا فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"ایکسٹو..... عمران نے مخصوص لچے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں جناب۔ چونکہ آپ نے مجھے نااہل قرار دے دیا ہے اس لئے میں نے استعفیٰ لکھ کر صدر صاحب کو بھجوا دیا

باقی نو افسران بھی تو ہلاک ہوئے ہیں..... بلیک زیرو نے کہا۔

"باقی افراد تو اپنی سرکاری رہائش گاہوں میں رہائش پذیر تھے اور وہاں بیمار ہوئے جبکہ جنرل حسن صابری چھٹیوں پر گاؤں گئے ہوئے تھے۔ ان کی وہاں پر اسرار بیماری کے بارے میں جلد معلومات مل سکتی ہیں..... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو نے اشیات میں سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"ایکسٹو..... عمران نے مخصوص لچے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں..... دوسری طرف سے سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

"قریبیے..... عمران نے اسی طرح مخصوص لچے میں کہا۔

"سیکرٹری داخلہ۔ سرراشد نے فون کر کے اطلاع دی ہے کہ وہ رپورٹ جو آپ نے طلب کی تھی وہ رپورٹ پر اسرار طور پر غائب ہو چکی ہے۔ وہ اس سلسلے میں انکوائری کر رہے ہیں..... سرسلطان نے مودبانہ لچے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے سرسلطان۔ کیا اب حکومت کے اعلیٰ افسران اس حد تک نااہل ہو چکے ہیں کہ اہتہائی اہم دستاویزات کی حفاظت بھی نہیں کر سکتے..... عمران نے مخصوص لیکن اہتہائی تلخ لچے میں کہا۔

"سر۔ یہ سب یقیناً کسی غیر ملکی ایجنسی کا کام ہے۔ اسی لئے تو

استعفیٰ لکھ کر صدر صاحب کو بھجوا دیا اور پھر خود وہ اپنی رہائش گاہ پر چلے گئے ہیں۔..... دوسری طرف سے انتہائی پریشان لہجے میں کہا گیا۔
"کیوں - کیا ہوا ہے؟"..... عمران نے جان بوجھ کر انجان بننے ہوئے کہا۔

"کسی کو بھی کچھ معلوم نہیں جناب۔ اچھے بھلے کام کر رہے تھے صاحب کہ اچانک استعفیٰ لکھ کر بھجوا دیا اور خود نچلے گئے۔"..... پی اے نے کہا۔

"اچھا میں کوئی کال کر کے معلوم کرتا ہوں۔"..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا بی تھا کہ گھنٹی بج اٹھی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔" عمران نے کریڈل سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے کہا۔

"ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ بول رہا ہوں جناب۔ صدر صاحب آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔"..... دوسری طرف سے ملٹری سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"کرائیں بات۔"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ صدر صاحب نے یقیناً ڈائننگ روم کال کی ہوگی اور بلیک زرو نے اپنی بات سے ہٹنے پر انکار کر دیا ہوگا اس لئے اب صدر صاحب اس سے اس معاملے پر بات کرنا چاہتے ہوں گے۔

"ہیلو۔"..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پاکیشیا کے صدر کی

ہے۔ میں نے سوچا کہ آپ کو رپورٹ دے دوں۔ اللہ حافظ۔" دوسری طرف سے سرسلطان کی خشک آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھا اور مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"عمران صاحب۔ سرسلطان کا کیا ہوگا۔"..... بلیک زرو نے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"استعفیٰ منظور کر لیا جائے گا اور کیا ہوگا۔"..... عمران نے مزے بغیر کہا اور دروازے سے باہر آ گیا۔ اسے واقعی سرسلطان پر غصہ آ رہا تھا جو چھوٹی چھوٹی باتوں پر اس طرح غمی ہو جاتے ہیں کہ استعفیٰ دینے پر آ جاتے ہیں جبکہ عمران نے بطور ایکسٹنشن جو کچھ کہا تھا وہ سرراشد کے بارے میں تھا اس لئے عمران کو بھی غصہ آ گیا تھا لیکن کاریں بیٹھ کر وہ جو کیا کی طرف جانے کی بجائے اپنے فلیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ سرسلطان اب اس کی طرف سے کسی نہ کسی جواب کے منتظر ہوں گے۔ فلیٹ پر پہنچ کر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ۔"..... دوسری طرف سے رابطہ قائم ہوتے ہی پی اے کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ سرسلطان سے بات کراؤ۔" عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ غصہ ہو گیا ہے۔ سرسلطان نے اچانک

"جناب صدر۔ سرسلطان آپ کی بے حد عزت کرتے ہیں۔ وہ مجھ سے بے پناہ محبت کرنے کے باوجود آپ کی وجہ سے سینکڑوں بار مجھے بری طرح ڈانٹ چکے ہیں اس لئے اگر آپ انہیں حکم دے دیں تو وہ یقیناً استعفیٰ واپس لے لیں گے کیونکہ چیف صاحب تو بہتر ہیں۔ انہوں نے تو اپنی بات سے پیچھے نہیں ہٹنا"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سرسلطان کی مہربانی ہے کہ وہ میرا اس قدر خیال رکھتے ہیں اور میرے دل میں بھی ان کے لئے بے پناہ عزت ہے اسی لئے تو میں حکم دے کر استعفیٰ واپس نہیں دلوانا چاہتا ورنہ باہمی احترام کے اس سلسلے میں گرہ پڑ جائے گی"..... صدر نے بڑے خوبصورت انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جی بہت بہتر۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی اور میرا وعدہ کہ سرسلطان استعفیٰ واپس لے لیں گے"..... عمران نے کہا۔

"کیا واقعی آپ اپنے دعویٰ کو درست ثابت کر سکیں گے"۔ صدر نے عمران کے اس دعویٰ پر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"آپ دیکھیں گے سر کہ جو کچھ میں نے کہا ہے ویسے ہی ہو گا"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔ اللہ حافظ"..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے منبر داخل کرنے شروع کر دیے۔

بھاری اور باوقار آواز سنائی دی۔

۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں

جناب..... عمران نے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

۔ عمران صاحب۔ آپ کو یقیناً علم ہو گا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے سرسلطان کو کسی معاملے پر ڈانٹ پلائی ہے جس سے دل برداشتہ ہو کر سرسلطان نے استعفیٰ دے دیا ہے۔ میں نے انہیں فون کیا ہے لیکن انہوں نے معذرت کر لی ہے اور کہا ہے کہ وہ اب اپنے آپ کو اس سیٹ کے قابل نہیں سمجھتے اس لئے وہ اپنا استعفیٰ واپس نہیں لیں گے۔ اس پر میں نے چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بات کی ہے تو انہوں نے کہا ہے کہ انہوں نے جو کچھ کہا ہے وہ چونکہ درست ہے اس لئے اگر سرسلطان استعفیٰ دیتے ہیں تو ان کا استعفیٰ منظور کر لیا جائے اس لئے مجبوراً مجھے آپ کو کال کرنا پڑی ہے۔ سرسلطان جیسے تجربہ کار اور جہان نیدہ افسر پاکیشیا میں اور نہیں ہیں اور بطور وزارت خارجہ سیکرٹری ان کے اس تجربہ، ذہانت اور اس کے عالمی سطح پر مثبت تعلقات کی وجہ سے پاکیشیا کے خارجہ تعلقات پوری دنیا سے بہترین انداز میں استوار ہیں اس لئے سرسلطان کے اس طرح استعفیٰ دینے سے پوری پاکیشیا کے مفادات یقیناً بری طرح مجروح ہوں گے۔ آپ پلیز اس سلسلے میں کام کریں تاکہ سرسلطان اپنا استعفیٰ واپس لے لیں"..... صدر نے باوجود صدر ہونے کے منت بھرے لہجے میں کہا۔

سنائی دی۔

”آئی آپ کا بھتیجا۔ اودہ نہیں۔ بیٹا علی عمران بول رہا ہوں۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“..... عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خدا تمہاری عمر دراز کرے۔ ہمیشہ تمہیں خوش رکھے۔ تم جیسے نوجوان کو سب کے لئے نمونہ بنائے“..... آئی نے اپنے مخصوص لہجے میں عمران کو دعائیں دینا شروع کر دیں۔

”آئی آپ سرسلطان سے ناراض ہیں کیا“..... عمران نے کہا۔
 ”ناراض۔ نہیں۔ کیا مطلب۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ میں کیوں ان سے ناراض ہوں گی۔ کیا میں نے ان سے ناراض ہو کر اپنی عاقبت خراب کرنی ہے“..... آئی نے غصیلے لہجے میں کہا۔ عمران جانتا تھا کہ سرسلطان کی بیگم مذہبی معاملات میں انتہائی پرانے خیالات کی مالک ہیں اس لئے وہ واقعی شوہر کو مجازی خدا کا درجہ دیتی تھیں۔ یہ اور بات ہے کہ اصول کے معاملے میں وہ ان کے سامنے بھی ڈٹ جایا کرتی تھیں لیکن اس کے باوجود عورت و احترام کا دامن انہوں نے کبھی ہاتھ سے نہیں چھوڑا تھا۔

”انہوں نے اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا ہے۔ صدر مملکت نے ان کی منت کی ہے لیکن وہ نہیں مانے۔ میں نے انہیں منانے کے لئے فون کیا لیکن خدام حسین نے بتایا کہ انہوں نے خصوصی

”جی صاحب“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سرسلطان کے ذاتی ملازم کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔ عمران نے چونکہ سرسلطان کی رہائش گاہ پر فون کیا تھا اس لئے سرسلطان کے ملازم نے کال رسیور کی تھی۔

”بابا خدام حسین میں علی عمران بول رہا ہوں۔ کیسے ہیں آپ“..... عمران نے کہا۔

”اودہ۔ عمران صاحب آپ۔ یہ آپ نے بڑے صاحب سے کیا کہہ دیا ہے کہ انہوں نے مجھے اور دیگر ملازمین کو بلا کر خاص طور پر کہا ہے کہ اگر عمران کا فون آئے تو اسے کہہ دینا کہ وہ آپ سے بات ہی نہیں کرنا چاہتے۔ میں یہ سن کر بہت حیران ہوا کیونکہ بڑے صاحب تو آپ کے نام کی ہر وقت مالا چھتے رہتے تھے۔ پھر اب کیا ہو گیا ہے“..... ملازم نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے تو کچھ نہیں کہا۔ میرے بڑے صاحب نے انہیں ڈانٹ دیا جس کی وجہ سے وہ مجھ سے بھی ساتھ ہی ناراض ہو گئے ہیں۔ آئی کہاں ہیں“..... عمران نے کہا۔

”وہ اپنے کمرے میں ہیں“..... ملازم نے جواب دیا۔

”ان سے میری بات کراؤ“..... عمران نے کہا۔
 ”انہوں نے تو منع کر دیا ہے۔ میں بیگم صاحبہ سے آپ کی بات کرا دیتا ہوں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو“..... چند لمحوں بعد سرسلطان کی بیگم کی بھاری سی آواز

ان کی یہ سرکاری معاملات میں اس قدر مصروفیت کی وجہ سے میں اکیلی رہ گئی ہوں..... آنٹی نے قدرے شرمائے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”آپ کو تو معلوم ہے آنٹی کہ سرسلطان صرف آپ کی ہی بات مانتے ہیں۔ صدر صاحب نے بھی مجھے خصوصی طور پر کہا ہے کہ میں آپ سے بات کروں ورنہ صدر صاحب اپنی بیگم کو آپ کے پاس بھیجنا چاہتے تھے لیکن میں نے انہیں روک دیا اور میں نے انہیں یقین دلایا ہے کہ آنٹی اپنے بیٹے عمران کی بات کسی صورت نہیں ٹال سکتیں اور صرف وہی ہیں جو سرسلطان کو استعفیٰ واپس لینے پر مجبور کر سکتی ہیں اور آنٹی۔ میں نے یہ دعویٰ آپ کی وجہ سے کر دیا ہے۔ اب اس کی لالچ آپ نے رکھنی ہے..... عمران نے گھما پھرا کر بات کرتے ہوئے کہا۔

”اگر انہوں نے میری وجہ سے استعفیٰ دیا ہے تو میں انہیں مجبور کر دیتی ہوں۔ مجھے ایسے شوہر پسند نہیں جو ہر وقت بیگم کے گھٹنے سے لگے بیٹھے رہیں۔ مرد کام کرتے ہوئے ہی اچھے لگتے ہیں..... آنٹی نے قدرے جو شیلے لہجے میں کہا۔

”اگر آپ اپنے دعوے کو درست ثابت کر سکیں تو بتا دیں کیونکہ آپ سے بات کر کے میں نے صدر کو رپورٹ دینی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ آپ ناکام ہو جائیں اور مجھے شرمندگی اٹھانا پڑے۔“ عمران نے کہا۔

طور پر منع کر دیا ہے کہ میری ان سے بات نہ کرائی جائے اور مجھے معلوم ہے آنٹی کہ سرسلطان کی یہ کیفیت اس وقت ہوتی ہے جب آپ ان سے ناراض ہوں۔ پھر وہ سب سے ناراض ہو جاتے ہیں..... عمران نے کہا۔

”تم واقعی شیطان ہو۔ خواہ مخواہ سرکاری معاملہ میں مجھے گھسیٹ لیا ہے تم نے۔ وہ اصول پر کام کرنے والے ہیں اور یقیناً کسی نے ان سے بے اصولی کی ہو گی اس لئے انہوں نے استعفیٰ دے دیا ہو گا.....“ آنٹی نے سرسلطان کی ہی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

”کس میں جرات ہے آنٹی کہ وہ ان سے بے اصولی کی بات کر سکے۔ صدر صاحب سے انہوں نے کہا ہے کہ وہ استعفیٰ دے کر اپنی بیگم کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں کیونکہ سرکاری معاملات کی وجہ سے انہیں ساتھ رہنے کا موقع نہیں مل رہا اور آپ ناراض ہوتی ہیں.....“ عمران نے کہا۔

”ارے۔ ارے۔ میرا یہ مقصد تو نہیں تھا.....“ آنٹی نے کہا۔ ان کے لہجے میں ہلکے سے شرمیلے پن کا تاثر موجود تھا جیسے عمران کی اس بات سے انہیں شرم آگئی ہو کہ سرسلطان نے ان کے ساتھ رہنے کے الفاظ کہہ دیے ہیں۔

”پھر آپ کا اور کیا مقصد تھا آنٹی.....“ عمران نے کہا۔

”ارے۔ وہ ہر وقت بے حد مصروف رہتے ہیں۔ دن رات سرکاری ملاقات، بیرونی ملکوں کے دورے۔ میں نے انہیں کہا تھا کہ

"جہارے جیف نے کسی بات پر سرسلطان کو ڈانٹ دیا ہے اور سرسلطان نے ان کی ڈانٹ کا برا مناتے ہوئے اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا ہے۔ صدر مملکت نے انہیں استعفیٰ واپس لینے کا کہا لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ صدر مملکت نے جہارے جیف سے کہا کہ وہ معذرت کر لیں لیکن جہارے جیف تو ویسے ہی ضدی آدمی ہے اس نے بھی صاف انکار کر دیا اور اس پر صدر صاحب نے یہ نیک کام میرے ذمے لگا دیا۔ میں نے سرسلطان کی رہائش گاہ پر فون کیا تو ان کے ملازم نے بتایا کہ سرسلطان نے خصوصی طور پر منع کر دیا ہے کہ میرا فون آئے تو ان کی بات نہ کرائی جائے۔" عمران نے مزے لے لے کر تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ پھر۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے جولیا کی حریت بھری آواز سنائی دی۔"

"پھر کیا۔ میں نے تہہ کا پتہ شو کر دیا اور اب دیکھنا کہ سرسلطان استعفیٰ واپس لیں گے اور میری جھین بھی کریں گے۔" عمران نے جواب دیا۔

"تہہ کا پتہ۔ کیا مطلب۔ کیسا تہہ کا پتہ۔" جولیا نے حریت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے سرسلطان کی بیگم اور اپنی آنٹی کو بتا دیا ہے کہ سرسلطان ان کی وجہ سے استعفیٰ دے رہے ہیں اور اب تم دیکھنا کہ تہہ کا پتہ کیسے کام دیتا ہے۔ پوری بازی ہی الٹ جائے گی اور میں

"تم بے فکر رہو۔ میں دیکھتی ہوں کہ وہ کیسے میری بات نہیں ملتے۔" آنٹی نے عمران کی توقع کے عین مطابق جوش میں آتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"میں اپنے فلیٹ پر موجود ہوں اور سرسلطان کو میرے فلیٹ کا فون نمبر معلوم ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں انہیں کہوں گی کہ وہ تمہیں خود فون کر کے کہہ دیں کہ انہوں نے استعفیٰ واپس لے لیا ہے۔" آنٹی نے کہا تو عمران نے اٹھ حافظہ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"اب میں دیکھوں گا کہ سرسلطان کیسے استعفیٰ واپس نہیں لیتے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی ساتھ اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"جولیا بول رہی ہوں۔" رابطہ قائم ہوتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ تم میرے فلیٹ پر آ جاؤ۔ میں جہاں انتہائی نیک کام کی وجہ سے بیٹھنے پر مجبور ہوں اس لئے میں جہارے جیف پر نہیں آ سکتا۔ یہ نیک کام مکمل ہو جائے تو پھر ہم جہاں سے فیروزہ روانہ ہو جائیں گے۔" عمران نے کہا۔

"نیک کام۔ کیا مطلب۔ کون سا نیک کام ہے۔" جولیا نے بری طرح چوہکتے ہوئے کہا۔

سرسلطان کی غصیلی آواز سنائی دی۔

”جنتاب۔ بیگمات ویسے ہی گردن پر سوار رہتی ہیں اور بیگمات بننے سے پہلے رہبرسل میں ہی یہ کام ہوتا ہے۔ اب آپ دیکھیں مس جولیانافر وائر بیگم بننے سے پہلے ہی گردن پر سوار ہیں اور اس وقت بھی سریے ساتھ بیٹھی ہیں تاکہ وہ دیکھ سکیں کہ آپ آغٹی کی کتنی بات ملتے ہیں اور کتنی نہیں..... عمران نے کہا۔ اس نے جان بوجھ کر جولیا کا حوالہ دیا تھا کیونکہ اسے اچانک خیال آگیا تھا کہ کہیں سرسلطان غصے میں آکر یہ نہ کہہ دیں کہ اس نے بطور ایکسٹوا نہیں غلط بات کیوں کی تھی۔ اس طرح سارا سیٹ اپ ہی سامنے آجاتا۔ اسے پہلے اس بات کا خیال ہی نہ آیا تھا ورنہ وہ سرے سے جولیا کو فون ہی نہ کرتا اور جولیا کا چہرہ بے اختیار بگڑ سا گیا۔

”بہر حال تم اپنے چیف کو بتا دو کہ آئندہ وہ ہم جیسے مخلص لوگوں پر اس طرح طعنہ کیا کرے۔ میں نے اس بار تو استعفیٰ واپس لے لیا ہے لیکن آئندہ ایسا نہیں ہوگا..... سرسلطان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”جنتاب۔ اللہ تعالیٰ آغٹی کو عمر خضر عطا کرے۔ آئندہ بھی وہ کام کرتی رہیں گی۔ بہر حال میری طرف سے آغٹی کا شکریہ ادا کر دیں اور ہاں۔ صدر صاحب کو بھی آپ خود ہی کال کر کے بتا دیں۔ میں نے ان کے سامنے دعویٰ کیا تھا کہ میرے پاس ترب کا پتہ موجود ہے۔ آپ کو بہر حال استعفیٰ واپس لینا پڑے گا۔ وہ میرے دعوے پر حیران

یہاں ان کی کال کے انتظار میں ہوں اس لئے تمہارے پاس نہیں آ سکتا..... عمران نے کہا۔

”تم واقعی شیطان ہو۔ پورے شیطان..... دوسری طرف سے جولیا نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ پھر کچھ دیر بعد ادھر ڈور بیل کی آواز سنائی دی اور ادھر فون کی گھنٹی بھی اسی وقت بج اٹھی۔ عمران اٹھا اور تیزی سے دوڑتا ہوا ریدنی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ جولیا آئی ہوگی اور وہ چاہتا تھا کہ ڈراپ سین جولیا کے سامنے ہو اس لئے اس نے جلدی سے جاکر دروازہ کھولا اور تیزی سے واپس مڑ کر سنگ روم کی طرف بڑھ گیا جہاں فون کی گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔

”کیا ہوا۔ تم اتنی جلدی میں کیوں ہو..... جولیا نے اندر آتے ہوئے کہا۔

”تیک کام میں جلدی کرنی چاہئے..... عمران نے مزے بغير کہا تو جولیا کے ہنسنے کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور عمران نے کرسی پر بیٹھ کر رسیور اٹھالیا۔ اسی لمحے جولیا بھی سنگ روم میں داخل ہوئی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔“ عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

”سلطان بول رہا ہوں۔ یہ تم نے اپنی آغٹی کو کیا پی پڑھائی ہے کہ وہ میری گردن پر سوار ہو گئی ہے کہ میں استعفیٰ واپس لوں۔“

دیا۔

”سرسلطان نے تمہیں نااہل کس دھمانے میں کہہ دیا ہے۔“ جوہا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جو اہل نہ ہو وہ نااہل ہوتا ہے۔ مطلب ہے جس کا اہل و عیال نہ ہو یا دوسرے لفظوں میں جو کنوارا ہو۔“..... عمران نے برا سامنے بناتے ہوئے کہا۔

”یکو اس مت کیا کرو۔ وہ تمہیں پھیلے تو ناکارہ کہا کرتے تھے اب نااہل کیوں کہا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔“..... جوہا کی سوئی اس لفظ پر اٹکی ہوئی تھی اور عمران اس کی ذہانت پر دل ہی دل میں مسکرا دیا۔

”جہارے چیف نے انہیں نااہل کہہ دیا تھا جس کی وجہ سے انہوں نے غصہ اتارا ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ غصہ ہمیشہ کمزوروں پر ہی نکالا جاتا ہے۔ اب سرسلطان چیف کو تو نااہل نہیں کہہ سکتے تھے اس لئے مجھ بے چارے کو نااہل کہہ کر انہوں نے بدلہ چکایا ہے۔“..... عمران نے اس بار اصل بات بتاتے ہوئے کہا تو جوہا بے اختیار ہنس پڑی۔ اس کے چہرے پر نیگت فخر کے تاثرات ابھرتے تھے اور عمران اس کی وجہ سمجھتا تھا کہ جوہا کو اس بات پر فخر کا احساس ہو رہا تھا کہ سرسلطان جیسے اہم عہدے کے افسر بھی چیف کے سامنے زبان کھولنے سے ڈرتے تھے۔

”میں جہارے چیف کو بتا دوں پھر فیروزہ چلتے ہیں۔“..... عمران

تو بہت ہوئے تھے اور انہوں نے گو مجھ سے تپ کے پچے کے بارے میں پوچھنے کی بجائے حد کو شش کی لیکن میں نے انہیں صرف یہ کہہ کر ٹال دیا کہ آپ کو آم کھانے سے مطلب ہے پیرگننے سے تو نہیں، تو انہوں نے مجھ سے اتفاق کر لیا کہ واقعی انہیں آم کھانے سے مطلب رکھنا چاہئے۔“..... عمران نے کہا۔

”صدر صاحب نے تمہیں فون کیا تھا۔ کیوں۔“..... دوسری طرف سے سرسلطان نے اہتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ظاہر ہے آپ جیسے تجربے کار، جہاندیدہ اور محب وطن سیکرٹری خارجہ پاکیشیا کو اور کہاں سے مل سکتے تھے اس لئے وہ بے حد پریشان تھے۔ انہوں نے چیف کو فون کیا تو چیف نے انہیں کہہ دیا کہ وہ آپ کا استعفیٰ منظور کر لیں جس کے بعد انہوں نے مجھے فون کیا۔“ عمران نے کہا۔

”اور تم نے حسب عادت ان کے ساتھ فضول باتیں کی ہوں گی۔“..... سرسلطان نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

”کرنا تو چاہتا تھا لیکن کیوں نہیں کیونکہ وہ واقعی بے حد پریشان تھے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں ابھی انہیں کال کرتا ہوں اور ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے میری خاطر اتنی کوشش کی ہے کہ انہیں تم جیسے نااہل کو فون کرنا پڑ گیا ہے۔“..... سرسلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا اور اس نے زسیور رکھ

آپ بے شک اس سے پوچھ لیں..... عمران کی زبان رواں ہو گئی اور ساتھ ہی اس نے رسیور جو لیا کی طرف بڑھا دیا۔

"جولیا بول رہی ہوں چیف....." جولیا نے کہا اور پھر اس نے عمران کے فون آنے سے لے کر یہاں آنے اور سرسلطان سے عمران کی ہونے والی بات چیت دوہرا دی۔

"ٹھیک ہے۔ مختصر بات کیا کرو۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔" عمران نے اس لئے آپ کو فون کیا تھا کہ آپ کو بتا سکے کہ سرسلطان نے استعفیٰ واپس لے لیا ہے..... جولیا نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔ انہوں نے پہلے مجھے فون کر کے معذرت کی اور استعفیٰ واپس لینے کی اجازت طلب کی۔ میرے اجازت دینے کے بعد انہوں نے عمران کو فون کیا ہو گا۔ میں نے انہیں لاسٹ وارننگ دے دی ہے کہ آئندہ انہوں نے اس طرح کا جذباتی اقدام کیا تو استعفیٰ کے ساتھ ساتھ ان کی روح بھی عالم بالا کو روانہ کر دی جائے گی۔ تم عمران کو ساتھ لے کر فوراً فیروزہ روانہ ہو جاؤ۔ وہ کام انتہائی اہم ہے....." دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جولیا نے ایک طویل سانس لیا اور رسیور رکھ دیا۔

"کیا ضرورت تھی چیف سے بکواس کرنے کی....." جولیا نے رسیور رکھ کر عمران پر آنکھیں نکلتے ہوئے کہا۔

"تو کس سے کرنا۔ بتاؤ....." عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

نے کہا اور اس نے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔

"غصہ۔ پہلے مجھے بتاؤ کہ تم نے خاص طور پر سرسلطان کو میرے بارے میں کیوں بتایا کہ میں جہاں فلیٹ پر موجود ہوں۔ وجہ بتاؤ....." جولیا نے یلخت رسیور پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"میں تو انہیں بتا رہا تھا کہ وہ اکیلے نہیں ہیں جن کی گردن پر ان کی بیگم سوار ہے....." عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔ نجانے عمران کے اس فقرے نے اس کے دل کے کن تاروں کو چھو دیا تھا کہ وہ سب باتیں بھول گئی تھی۔ اس نے ہاتھ واپس ہٹایا تو عمران نے رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو۔ دوسری طرف سے چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔" علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔" عمران نے کہا۔ "کہاں سے بول رہے ہو....." دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

"اپنے فلیٹ سے جتاپ....." عمران نے کہا۔

"تم فیروزہ نہیں گئے۔ کیوں۔" چیف نے عصبی لہجے میں کہا۔

"میں نے مس جولیا کو کال کر کے کہا لیکن فیروزہ جیسے کم قیمت ہتھ کر سستے بی مس جولیا کو غصہ آگیا کہ اب اس کی اہمیت اتنی رہ گئی ہے کہ اسے فیروزہ کی انگوٹھی دی جائے اور وہ اسی غصے کی وجہ سے جہاں آگئی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اسے میرے کی انگوٹھی منہ دکھائی کے طور پر دی جائے ورنہ وہ اپنا منہ خود بھی دیکھنا چھوڑ دے گی۔

"تم نے فضول باتیں ضرور کرنی ہوتی ہیں"..... جو یانے غصیلے لہجے میں کہا۔

"چلو۔ تم فیروزہ پر ہی مان جاؤ ورنہ میرے کے لئے تو رقم اکٹھی کرتے کرتے باقی ماندہ زندگی بھی گزر جائے گی"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو اس بار جو یا بے اختیار ہنس پڑی۔

"نائنسنس۔ آؤ چلیں۔ چیف پہلے ہی غصے میں ہیں کہ ہم فیروزہ کیوں نہیں گئے"..... جو یانے ہنستے ہوئے کہا اور اٹھ کر دروازے کی طرف مڑ گئی۔

"ارے۔ ارے۔ مجھے لباس تو بدلنے دو"..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"لباس۔ کیوں اس لباس میں کیا خرابی ہے"..... جو یانے مڑ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سنا ہے صابری خاندان کی خواتین نفیس ذوق کی مالک ہوتی ہیں"..... عمران نے قدرے ہچکچاتے ہوئے انداز میں کہا۔

"اوہ۔ تو اس لئے تم لباس تبدیل کرنا چاہتے ہو۔ چلو اسی لباس میں چلو ورنہ"..... جو یانے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا تو عمران اس طرح ہبے ہوئے انداز میں بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا جیسے جو یا کے غصے سے خوفزدہ ہو گیا ہو۔

ہو گن اپنے آفس میں موجود تھا کہ سلمے میز پر موجود انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو ہو گن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

"لیس"..... ہو گن نے سخت اور تھکمانے لہجے میں کہا۔

"سوئی ملاقات کے لئے موجود ہے باس"..... دوسری طرف سے

ایک مودبانہ نسوانی آواز سنائی دی۔

"بیج دواسے"..... ہو گن نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے میز

کے کنارے پر موجود ایک بٹن پر پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور سوئی اندر داخل ہوئی۔ اس نے جینز کی پیٹش اور بلیک لیڈر کی جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔ اس کے سنہری بال اس کے کاندھوں پر چڑے ہوئے تھے۔

"لیس باس"..... سوئی نے مودبانہ انداز میں سلام کرتے ہوئے

کہا۔

گڈ شو۔ جہاں ایہ اعتماد ہی تمہیں خوش قسمت بنا دیتا ہے۔ بہر حال عمران کوئی عام انجینئر نہیں ہے کہ اسے اس طرح معمولی حیثیت دی جائے اور مجھے یقین ہے کہ عمران وہاں تک پہنچ ہی نہ سکے گا جہاں میں تمہیں بھیجا جا رہا ہوں..... ہو گئے نے کہا۔

"آپ کا مطلب پاکیشیا ہے تو عمران تو وہیں رہتا ہے۔"

شروع کر دیں گے۔ ہم نے کوشش کی کہ ان فوجی افسران کو خرید لیا جائے تاکہ وہ شاکمان کو اپنی لسٹ سے نکال دیں لیکن ان میں سے کوئی بھی جب ٹریپ پر نہ آیا اور شاکمان کو انہوں نے قاتل کر لیا تو مجبوراً ایکریمیا کو ان کی ہلاکت کا حکم دینا پڑا کیونکہ اول تو ان افسران کی موت کے بعد دوبارہ یہ کمیٹی بنے گی ہی نہیں اور اگر بنے گی تو اس میں چند افراد ایسے لازماً ہوں گے جو ایکریمیا کی فیور کے ہوں گے اس لئے ایکریمیا ان کے ذریعے شاکمان کو اس لسٹ میں شامل نہ ہونے دے گا۔..... ہو گن نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے باس۔ لیکن پھر آپ مجھے کیوں پاکیشیا بھجوا رہے ہیں اور عمران کے بارے میں آپ کیوں پریشان ہیں۔..... سوئی نے کہا۔

”مجھے پاکیشیا سے اطلاع ملی ہے کہ ان افسران کی موت میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف دلچسپی لے رہا ہے اور ظاہر ہے اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس اس معاملے میں کود پڑی اور وہ اس نتیجے پر پہنچ گئی کہ یہ سب کچھ شاکمان کی وجہ سے ہو رہا ہے تو لامحالہ وہ شاکمان کی چیکنگ کریں گے اور وہاں ایکریمین خفیہ اڈا سامنے آگیا تو اسے تباہ کرنے کا مشن لامحالہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ذمے لگا دیا جائے گا اس لئے حکومت نے مجھے کہا ہے کہ میں وہاں کوئی ایسا ایجنٹ بھیجوں جس پر کسی کو شک بھی نہ پڑے اور جو وہاں مسلسل نگرانی کرتا رہے۔ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس وہاں پہنچے تو پھر اس اڈے کی

پورے پاکیشیا میں ایسے کئی پوائنٹس منتخب کرنا تھے جہاں ایٹمی میزائل نصب کئے جاسکیں۔ ہمیں جب اطلاع ملی تو اس کمیٹی کی دو میٹنگز ہو چکی تھیں اور ان میٹنگوں میں بننے والی رپورٹ کی کاپی بھی ہم تک پہنچ گئی۔ اس رپورٹ کے مطابق ایک پوائنٹ ایسا منتخب کیا گیا جس سے ہمارے مفادات کو ضرب پہنچ سکتی تھی۔ ہمیں شاید معلوم نہ ہو کہ ایکریمیا نے پوری دنیا کو کنٹرول کرنے کے لئے خفیہ طور پر چند پوائنٹس پر لپٹے خفیہ اڈے بنائے ہوئے ہیں جہاں سے کسی بھی ملک کو کسی بھی وقت کنٹرول کیا جاسکتا ہے۔ ان پوائنٹس کو انتہائی خفیہ رکھا جاتا ہے اس لئے ایکریمیا کا پاکیشیا کے اس علاقے میں جو شوگران کی سرحد سے ملتا ہے جے گات علاقہ کہا جاتا ہے، کے ایک انتہائی دشوار گزار علاقے شاکمان میں ایس ایس میزائل کا خفیہ اڈا موجود ہے۔ اس اڈے سے پاکیشیا شوگران، روسیہ اور بہادرستان حتیٰ کہ آران تک کو کنٹرول کیا جاسکتا ہے۔ اس اڈے کو قائم ہونے ابھی چند ماہ ہی گزرے ہیں اور ایکریمیا نے اسے قائم کرنے پر اربوں ڈالرز خرچ کر دیئے تاکہ کسی بھی ایجنسی کو اس کی خبر نہ ہو سکے اور ہوا بھی ایسے ہی کہ یہ اڈا وہاں قائم ہو چکا ہے لیکن ابھی تک نہ پاکیشیا، نہ شوگران، نہ روسیہ، نہ بہادرستان اور نہ ہی آران کو اس کی خبر ہو سکی ہے۔ اب جبکہ سپر ڈیفنس کمیٹی نے شاکمان کو بطور پوائنٹ منتخب کیا تو لامحالہ ایکریمین اڈا سامنے آجائے گا اور اس کے بعد شوگران، روسیہ اور پاکیشیا لامحالہ اس اڈے کی تباہی پر کام

حفاظت کے لئے اس پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف جہاں سے بلیک وینچس کی ٹیم بھیجی جائے جو ان لوگوں کا خاتمہ کر دے اور اس کے لئے میں نے جہارا انتخاب کیا ہے اس لئے کہ تم پاکیشیائی خداد ہو۔ تم وہاں شاکمان میں آسانی سے رہ سکتی ہو اور تم پر کوئی شک بھی نہیں کرے گا ورنہ اگر ایکریمین عورت وہاں مستقل رہی تو شک پڑ سکتا ہے اور پھر تم عمران سے مل چکی ہو اس لئے اگر عمران وہاں تمہیں نظر آئے گا تو تم آسانی سے اسے پہچان لو گی۔..... ہو گئے نے کہا۔

• لیکن باس۔ میں وہاں کس حیثیت سے رہوں گی۔..... سوئی نے کہا۔

• جہارے والد ہوٹل بزنس سے متعلق ہیں اور تم نے بھی ہوٹل بزنس میں ہی ڈگری لی ہوئی ہے اور بظاہر تم ہوٹل بزنس سے ہی متعلق ہو جبکہ شاکمان اور اس کے ارد گرد کا علاقہ سیاحوں کے لئے بے حد پرکشش ہے۔ وہاں سارا سال دنیا بھر کے سیاح آتے جاتے رہتے ہیں اس لئے وہاں ایکریمینا نے اپنے وینچسوں کے لئے ایک ہوٹل بنایا ہوا ہے جس کا نام شاکمان ہوٹل ہے۔ یہ ہوٹل تمہیں باقاعدہ فروخت کر دیا جائے گا اور تم اس ہوٹل کی مالک اور منیجر بن کر وہاں رہو گی۔ اس طرح کسی کو شک بھی نہ پڑ سکے گا۔..... ہو گئے نے کہا۔

• مجھے وہاں کتنا عرصہ رہنا پڑے گا۔..... سوئی نے منہ بتاتے

ہوئے کہا کیونکہ وہ پاکیشیا میں رہنے کے ویسے ہی خلاف تھی۔ ایکریمینا اس کا پسندیدہ ملک تھا اور اب اسے نجانے کتنے عرصہ کے لئے وہاں بھیجا جا رہا تھا۔

• زیادہ سے زیادہ ایک سال۔ اس دوران سب کچھ فاسٹل ہو جائے گا۔..... ہو گئے نے کہا۔

• ٹھیک ہے۔ میں تیار ہوں۔..... سوئی نے کہا۔

• تم اب جاؤ اور سب ملنے والوں سے بھی بات کرو کہ تم نے شاکمان میں ہوٹل خرید لیا ہے اور اب تم مستقل طور پر وہیں شفٹ ہو رہی ہو۔ چاہو تو اپنے ڈیڑی کو بھی اطلاع دے دو۔ ایک ہفتے کے اندر تمام معاملات سیکٹل ہو جائیں گے اور تم وہاں شفٹ ہو جاؤ گی۔..... ہو گئے نے کہا۔

• لیکن مجھے پہلے کچھ روز کے لئے تو دارالحکومت جانا پڑے گا۔ سوئی نے کہا۔

• بے شک آتی جاتی رہو۔ لیکن کوئی ایسا اقدام مت کرنا جس سے کوئی مشکوک ہو۔ سب کچھ نارمل رکھو۔ تمہیں وہاں حفظ ماتقدم کے طور پر بھیجا جا رہا ہے۔..... ہو گئے نے کہا۔

• کیا اس اڈے کی بھی مجھے نگرانی کرنا ہو گی۔..... سوئی نے کہا۔

• نہیں۔ جہارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہو گا اور نہ ہی تمہیں بتایا جائے گا کہ وہ اڈا کہاں ہے اور نہ تم نے اسے ٹریس کرنے کی

ہیں وہ ایسے خاص جراثیموں پر مشتمل تھے جن سے پیدا ہونے والی بیماری پوری دنیا کے ڈاکٹر بھی چیک نہیں کر سکتے۔ ایکریمیا نے ایک تیرے دو شکار کئے ہیں۔ ایک تو فوجی افسروں کو ہلاک کیا ہے دوسرا ان جراثیموں کے اثرات کو انسانی جسموں پر چیک کیا گیا ہے کیونکہ ایکریمیا ان جراثیموں پر مبنی خصوصی جراثیم بم تیار کر رہا ہے۔ اس کے خاص اثرات چیک کئے جانے ضروری تھے۔ اب پاکیشیا کیا دنیا بھر کے ڈاکٹر لاکھ لاکھ نگرین مار لیں وہ ان جراثیموں سے پیدا ہونے والی بیماری کو کسی صورت بھی چیک نہ کر سکیں گے اور ظاہر ہے اس سلسلے میں حکومت پاکیشیا جو کچھ کرے گی وہ بھی ایکریمین حکام تک پہنچتا رہے گا۔ اس طرح اس کے زلزلے بھی سلسلے آجائیں گے۔ ہو گئے ہیں۔

”کیا دس مختلف افراد کے بیک وقت ایک ہی بیماری سے ہلاک ہونے سے وہاں کی حکومت چونک نہیں پڑے گی؟“ سوینی نے کہا۔

”ہاں۔ یہ بات ممکن ہے لیکن اس سے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا اس لئے اسے نظر انداز کر دیا گیا ہے“ سوینی نے جواب دیا۔

”اوکے ہاں۔ اب مجھے اجازت“ سوینی نے کہا تو ہو گئے کے سر ہلانے پر وہ اٹھی اور سلام کر کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

کوشش کرنی ہے ورنہ تم ماری جاؤ گی۔ اس کی حفاظت کے لئے انتہائی سخت ترین نظام قائم کیا گیا ہے ورنہ تو ظاہر ہے کسی بھی وقت کوئی ایجنٹ اسے چیک کر سکتا ہے۔“ ہو گئے نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے ہاں۔ میں آپ کے اعتماد پر ہر لحاظ سے پوری اتروں گی۔“ سوینی نے کہا۔

”اوکے۔ تم جاؤ۔ انتظامات ہوتے ہی تمہیں آگاہ کر دیا جائے گا۔“ ہو گئے نے کہا۔

”ہاں۔ صرف ایک بات میں نے معلوم کرنی ہے جو مسلسل میرے ذہن میں کھٹک رہی ہے۔“ سوینی نے کہا تو ہو گئے چونک پڑا۔

”کون سی بات؟“ ہو گئے نے کہا۔

”ان پاکیشیائی فوجی افسران کو انجکشن کے ذریعے ہلاک کیا گیا ہے باقاعدہ بیمار بنا کر اس کی کیا ضرورت تھی۔ انہیں گولی بھی تو ماری جا سکتی تھی۔“ سوینی نے کہا تو ہو گئے بے اختیار مسکرا دیا۔

”جہلی بات تو یہ ہے کہ سوائے تمہارے ٹارگٹ کے باقی سب ٹارگٹس انتہائی سخت حفاظتی ایریا میں رہتے تھے اس لئے انہیں وہاں فائرنگ سے ہلاک کیا جانا تقریباً ناممکن تھا اور اگر ممکن بھی ہو جاتا تو لامحالہ کوئی نہ کوئی ہمارا آدمی پکڑا جاتا جس کے نتیجے میں یہ ساری پلاننگ اوپن ہو جاتی۔ دوسری بات یہ کہ جو انجکشن انہیں لگائے گئے

جسے ہال میں داخل ہوا تو تقریباً تمام ہال خالی پڑا ہوا تھا۔ البتہ ایک کونے میں چھوٹا مقامی افراد بیٹھے ہوئے کھانا کھانے میں مصروف تھے۔ ایک طرف کاؤنٹر تھا جس پر ایک اوجڑ عمر مقامی آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے ایک بڑا سار جسر کھلا ہوا موجود تھا۔

”جی صاحب..... عمران کے قریب آنے پر اس آدمی نے چونک کر کہا۔

”اس قصبہ میں ہوٹل کی موجودگی پر مجھے حیرت ہو رہی ہے۔ کیا جہاں کوئی خاص بات ہے..... عمران نے کہا۔

”جنت سہاں سے قریب ہی ایک قدیم قلعہ ہے جسے دیکھنے کے لئے جہاں غیر ملکی اکثر آتے رہتے ہیں۔ جب غیر ملکی جہاں آتے ہیں تو کئی کئی روزہ جاتے ہیں اور اس طرح ہوٹل کو خاصی آمدنی ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ جہاں سال میں دو بڑے میلے لگتے ہیں جنت اور ان میلوں کے دنوں میں دور دور سے لوگ شرکت کرتے ہیں۔ تب بھی یہ ہوٹل بھر جاتا ہے..... اوجڑ عمر کاؤنٹر مین نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اوہ اچھا۔ ہم نے جہاں صابری خاندان کے بزرگ جبار صابری سے ملنا ہے۔ ان کی رہائش گاہ کہاں ہوگی..... عمران نے کہا۔

”یہ ہوٹل انہی کی ملکیت ہے جنت۔ ویسے ان کی حویلی جہاں سے کچھ فاصلے پر ہے۔ میں آدمی آپ کے ساتھ بھیج دیتا ہوں۔ وہ آپ کو وہاں تک چھوڑ آئے گا..... کاؤنٹر مین نے کہا۔

فیر وہ قصبہ خاصا بڑا تھا اور وہاں ایک ہوٹل بھی تھا۔ عمران نے کار اس ہوٹل کے سامنے جا کر روکی اور پھر وہ نیچے اتر آیا۔ دوسری طرف سے جو لیا بھی نیچے اتر آئی۔ عمران چونکہ پہلی بار جہاں آ رہا تھا اس لئے اس کے ذہن میں یہ خیال آیا تھا کہ یہ گاؤں نیا قصبہ ہو گا اور چونکہ کسی گاؤں میں غیر ملکی عورت کا پہنچ جانا ایک عجوبہ بن سکتا تھا اس لئے عمران نے فلیٹ سے روانہ ہونے سے پہلے جو لیا کو ماسک میک اپ کرا دیا تھا جس کی وجہ سے جو لیا بھی مقامی ہی لگ رہی تھی۔ چونکہ جو لیا اب مقامی زبان مقامی لہجے میں ہی بولنے پر قادر ہو چکی تھی اس لئے کوئی یہ گمان بھی نہ کر سکتا تھا کہ جو لیا غیر ملکی بھی ہو سکتی ہے۔ ہوٹل کا نام عالمیخان تھا اور عمران جہاں ہوٹل کی موجودگی پر خاصا حیران ہوا تھا کیونکہ جہاں اس ہوٹل کی کوئی وجہ تسمیہ اسے سمجھ نہ آ رہی تھی۔ عمران ہوٹل کے برآمدے سے ہو کر

"سیکرنی وزارت خارجہ سرسلطان نے آپ کو میرے بارے میں بتا دیا ہو گا۔ میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے"..... عمران نے کہا۔
 "اوہ۔ اوہ۔ ہاں۔ آپ کہاں سے بول رہے ہیں"..... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

"عالیشان ہوٹل کے عالیشان کاؤنٹر پر پڑے ہوئے عالیشان فون سے"..... عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف سے جبار صابری بے اختیار ہنس پڑے جبکہ سامنے بیٹھے ہوئے ادھیر عمر کاؤنٹر مین کے چہرے پر ہلکی سی شرمندگی کے تاثرات ابھرتے تھے کیونکہ کاؤنٹر اور فون کی صفائی کا وہ معیار نہ تھا جو اچھے ہوٹلوں میں ہوتا ہے۔
 "میں آدمی بھیج رہا ہوں۔ وہ آپ کو حویلی لے آئے گا جتنا ہے۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"بے حد شکریہ"..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔
 "تشریف رکھیں جتنا ہے"..... کاؤنٹر مین نے اہتائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا آپ اس رجسٹر میں رہائش پذیر افراد کے نام و پتے لکھتے ہیں"..... عمران نے سامنے پڑے ہوئے رجسٹر کو دیکھتے ہوئے کہا۔
 "جی ہاں۔ قانون کے مطابق ہم ان کے ناموں، پتوں اور شناختی کارڈ کے نمبروں کا اندراج کرتے ہیں اور آمد کی وجہ وغیرہ بھی درج کرتے ہیں"..... کاؤنٹر مین نے کہا تو عمران نے ویسے ہی تھک کر

"کیا ان کی حویلی میں فون ہے"..... عمران نے کہا۔
 "بالکل ہے جتنا ہے"..... ادھیر عمر نے کہا۔
 "تو کیا میں پہلے ان سے فون پر بات کر سکتا ہوں"..... عمران نے کہا۔

"جی ضرور کیجئے"..... ادھیر عمر نے کہا اور ایک سائیڈ پر پڑے ہوئے فون کو اس نے عمران کی طرف کھسکا دیا۔
 "ان کا نمبر بتادیں"..... عمران نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا تو کاؤنٹر مین نے نمبر بتا دیا۔ جو کیا ایک سائیڈ پر خاموشی سے کھڑی تھی۔
 "صابری ہاؤس"..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"جبار صابری صاحب سے بات کرادیں میں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"..... عمران نے کہا تو سامنے بیٹھا ہوا ادھیر عمر کاؤنٹر مین بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر یقیناً مروجیت کے تاثرات ابھرتے تھے۔ شاید یہ ڈگریوں کا رعب تھا۔

"جی صاحب۔ ہولڈ کریں"..... دوسری طرف سے بھی اہتائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو۔ جبار صابری بول رہا ہوں"..... جند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

رجسٹر کو دیکھنا شروع کر دیا۔ ابھی اس نے چند صفحات ہی پلے تھے کہ وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ رجسٹر پر ایک جگہ اسے سوئی کا نام سامنے ہی نظر آ گیا تھا جس کے سامنے راشد خان جنرل نیجر ہوٹل گرائنڈ بھی درج تھا۔

”یہ خاتون سوئی کہاں آ کر رہی ہے“..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

”..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”ٹھیک ہے جناب۔ میں بلواتا ہوں اسے“..... کاؤنٹر میں نے کہا اور پھر اس نے ایک آدمی کو بلا کر رحیم الدین کو بلانے کا کہہ دیا جبکہ عمران جو یا سمیت ایک طرف میز کے گرد موجود کرسیوں پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک اوجڑ عمر آدمی کاؤنٹر کے پاس پہنچا تو کاؤنٹر میں نے اسے کچھ کہہ کر عمران اور جو یا کی طرف بھجوا دیا۔

”جناب میں صابری ہاؤس سے آیا ہوں“..... اس آدمی نے قریب آ کر سلام کرتے ہوئے مودبانہ لہجے میں کہا۔
 ”اچھا۔ دو منٹ بیٹھ جاؤ۔ ہم نے ایک گائیڈ کو بلایا ہے۔ اس سے چند باتیں کر لیں“..... عمران نے کہا۔
 ”گائیڈ۔ کیا مطلب جناب“..... آنے والے نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کوئی رحیم الدین صاحب ہیں۔ سنا ہے بہت اچھے گائیڈ ہیں۔ چلے بھی کسی محترمہ سوئی کے ساتھ بطور گائیڈ رہے ہیں جو یہاں کوئی فلم بنانے آئی تھی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”اوہ ہاں۔ مجھے معلوم ہے جناب۔ لیکن جناب اس کی کیا ضرورت ہے۔ انہوں نے پرانا قلعہ دیکھنا تھا۔ میں آپ کو وہاں لے چلوں گا۔ میں بڑے صابری صاحب کا پرانا ڈرائیور ہوں“..... آنے والے نے کہا۔

”میں اس فلم کے بارے میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کہاں

”جی صاحب۔ ان کے ساتھ ایک صاحب بھی تھے اور ایک رات یہاں رہے تھے۔ دو کمرے علیحدہ علیحدہ انہوں نے لئے۔ یہ کوئی ڈاکو منزلی فلم بنانے آئے تھے۔ انہوں نے یہاں مختلف پوزیشن کو بھی چیک کیا اور پرانے قلعے کی شوٹنگ بھی کی تھی“..... کاؤنٹر میں نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کیا انہوں نے یہاں کے کسی آدمی کو بطور گائیڈ ساتھ رکھا تھا یا ویسے ہی آکر رہے تھے“..... عمران نے کہا۔
 ”نہیں جناب۔ رحیم الدین ان کے ساتھ ہوٹل کی طرف سے گیا تھا۔ انہوں نے اسے باقاعدہ معاوضہ دیا تھا“..... کاؤنٹر میں نے جواب دیا۔

”کہیں ہے رحیم الدین“..... عمران نے کہا۔
 ”آپ نے کیا کہنا ہے اسے جناب“..... کاؤنٹر میں نے چونک کر کہا۔

”ہم بھی اسے بطور گائیڈ رکھ لیں گے اور یہ قلعہ دیکھ کر ہی جائیں

تھیں..... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ بے شمار جگہیں انہوں نے دیکھیں۔ کچھ انہیں پسند آئیں اور کچھ نہیں..... رحیم الدین نے جواب دیا۔ عمران کے اشارے پر وہ بھی کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

"کیا صابری حویلی کو بھی انہوں نے چیک کیا تھا..... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ وہ صابری حویلی کے چاروں طرف گھومے تھے۔ عقبی طرف ایک باغ ہے جس میں مصنوعی آبشار بھی ہے۔ وہ جگہ انہیں بے حد پسند آئی تھی..... رحیم الدین نے جواب دیا۔

"تم نے انہیں کس وقت واپس ہو مل چھوڑا تھا..... عمران نے کہا۔

"رات کو نو بجے جناب..... رحیم الدین نے جواب دیا۔

"اور وہ واپس دارالحکومت کب گئے تھے..... عمران نے پوچھا۔

"جی مجھے نہیں معلوم۔ میں دوسرے روز ڈیوٹی پر آیا تو وہ جا چکے تھے..... رحیم الدین نے جواب دیا۔

"کیا ان کے پاس بہت سا سامان تھا۔ میرا مطلب ہے شوٹنگ کے سلسلے میں..... عمران نے کہا۔

"نہیں جناب۔ ایک کیمرا تھا اور بس..... رحیم الدین نے جواب دیا۔

کہاں اس کی شوٹنگ ہوئی تھی..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جناب۔ اس رحیم الدین کو تو پوری طرح معلوم ہی نہ ہو گا۔ انہوں نے آدھی رات کو صابری ہاؤس کے قریب بھی شوٹنگ کی تھی..... ڈرائیور نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"صابری ہاؤس کے قریب اور آدھی رات کو۔ کیا مطلب..... عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔ اسی لمحے ایک اور آدمی گاؤنٹر سے ہو کر ان کی طرف آتا دکھائی دیا۔

"میرا نام رحیم الدین ہے جناب..... آنے والے نے قریب آ کر سلام کرتے ہوئے کہا۔

"جناب میں باہر کار میں موجود ہوں..... ڈرائیور نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

"اس ڈرائیور کا کیا نام ہے..... عمران نے کہا۔

"جی۔ اس کا نام باشم ہے۔ یہ بڑے صابری صاحب کا خاندانی ڈرائیور ہے۔ پہلے اس کا والد ڈرائیور تھا اب یہ ہے..... رحیم الدین نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ تم یہ بتاؤ کہ فلم بنانے والوں نے کہاں کہاں شوٹنگ کی تھی..... عمران نے کہا تو رحیم الدین نے تفصیل بتانا شروع کر دی۔

"مجھے بتایا گیا ہے کہ انہوں نے پہلے سچو نیشنز بھی دیکھی

”کون سا کیرہ تھا۔ میرا مطلب ہے کس قسم کا۔“ عمران نے کہا۔

”جنتاب۔ ویڈیو فلم بنانے والا کیرہ تھا۔ میرے چھوٹے بھائی کے پاس بھی ہے۔ وہ شہر سے لایا تھا۔“ رحیم الدین نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ تم جاؤ۔ ابھی ہم صابری حویلی جا رہے ہیں پھر جب پرانے قلعے جانے کا پروگرام بنے گا تو جہیں کال کر لیں گے۔“ عمران نے کہا اور جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر اس نے رحیم الدین کے ہاتھ پر رکھ دیا اور رحیم الدین نے بڑے مسرت جبرے انداز میں سلام کیا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ عمران اٹھا اور کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

”کیا رات کو بھی آپ یہاں ڈیوٹی پر ہوتے ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”نہیں جنتاب۔ رات کو محمد حسین کی ڈیوٹی ہوتی ہے۔“ کاؤنٹر مین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کا گھر کہاں ہے۔“ عمران نے کہا۔

”جی۔ ہمیں قصبے میں ہی ہے۔“ کاؤنٹر مین نے جواب دیا۔

”کیا ہاشم ڈرائیور جانتا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ بہت اچھی طرح۔“ کاؤنٹر مین نے جواب دیا۔

”اوکے۔ میں جناب صابری صاحب سے مل کر شاید یہاں واپس آؤں۔“ عمران نے کہا۔

”جنتاب۔ آپ بڑے صابری صاحب کے بھیمان ہیں تو وہ آپ کو ہوٹل میں تو ٹھہرنے نہیں دیں گے۔“ کاؤنٹر مین نے کہا۔

”دیکھو۔“ عمران نے کہا اور واپس مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ باہر ایک پرانے ماڈل کی بنی سی کار موجود تھی۔

”جو کیا تم کار لے کر ہمارے بچے آؤ۔ میں نے ڈرائیور سے راستے میں باتیں کرتی ہیں۔“ عمران نے جویا سے کہا۔

”یہ جہاں کمزی رہے۔ واپسی پر ہمیں سے لے لیں گے۔“ جویا نے کہا تو عمران سمجھ گیا کہ جویا بھی ڈرائیور سے ہونے والی بات جیت سنا چاہتی ہے اس لئے اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ڈرائیور ہاشم کے ساتھ اس بنی سی کار میں سوار آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔

”محمد حسین کا گھر جلتے ہو۔“ عمران نے کہا تو ڈرائیور بے اختیار چونک پڑا۔

”کون محمد حسین جنتاب۔“ ڈرائیور نے پوچھا۔

”وہ جو رات کو ہوٹل میں ڈیوٹی دیتا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔“ ڈرائیور نے کہا۔

”تو پہلے اس کے گھر چلو۔“ میں نے اس سے جھوٹ باتیں کرتی

ہیں۔“ عمران نے کہا تو ہاشم ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”تھوڑی دیر بعد اس نے کار ایک گلی کے کونے پر روک دی۔

”میں محمد حسین کو بلاتا ہوں جنتاب۔“ ہاشم نے کہا اور کار

”یہی کہ تم مسلسل میرے ساتھ ہو جبکہ اس کا صرف تذکرہ ہی رہ گیا ہے۔“..... عمران نے کہا تو جو یا کی چڑھی ہوئی تیوری بے اختیار اتر گئی۔ اس کی آنکھوں میں چمک اور چہرے پر نرمی سی آگئی اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ہاشم ایک اوصیہ عمر آدمی کے ساتھ لگی سے باہر آگیا تو عمران کاہر سے اتر کر کھڑا ہو گیا۔

”یہ محمد حسین ہے جناب۔“..... ہاشم نے کہا تو محمد حسین نے سلام کیا۔

”حکم جناب۔“..... محمد حسین نے قدرے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

”آپ ہوٹل میں نائٹ ڈیوٹی کرتے ہیں۔“..... عمران نے کہا۔
 ”جی ہاں جناب۔ میں مستقل نائٹ ڈیوٹی کرتا ہوں۔“..... محمد حسین نے جواب دیا۔

”کچھ روز پہلے ایک عورت اور مرد ہوٹل میں آکر ٹھہرے تھے۔ عورت کا نام سوینی تھا جبکہ مرد کا نام رحیم الدین کے مطابق آصف تھا۔ وہ گائیڈ رحیم الدین کے ساتھ پرانے قلعے بھی گئے تھے اور انہوں نے ڈاکو منتری فلم بنانے کے لئے شوٹنگ بھی کی تھی۔“ عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ جی ہاں جناب۔ مجھے یاد آگیا ہے۔“..... محمد حسین نے جواب دیا۔

”یہ دونوں رات کو نو بجے رحیم الدین کے ساتھ ہوٹل میں

کا دروازہ کھول کر وہ نیچے اتر اور تیز قدم اٹھاتا گلی میں داخل ہو گیا۔
 ”عمران۔ یہ تم نے کس قسم کی انکوائری شروع کر دی ہے۔ کون ہے یہ سوینی۔“..... جو یا نے ہاشم کے جاتے ہی پہلی بار عمران سے ایسے لہجے میں کہا جیسے اس سے جواب طلب کر رہی ہو۔

”ہوٹل گرانڈ کے جنرل مینجر راشد علی خان کی لڑکی ہے۔ اصلی نام شاہدہ ہے لیکن اسے سوینی کہا جاتا ہے۔ مستقل ایکریٹیا میں رہتی ہے۔ گزشتہ دنوں چھٹیاں گزارنے یہاں آئی ہوئی تھی۔ وہاں کسی ہوٹل بزنس سے متعلق ہے۔“..... عمران نے بڑی شرافت سے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تمہیں اس کے بارے میں اتنی تفصیل کیسے معلوم ہے۔“ جو یا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”تم اسے اتفاق کہہ سکتی ہو۔ ورنہ تو میں اسے جانتا تک نہ تھا۔ سلیمان چھٹی پر ہے اس لئے بچ کر نے میں ہوٹل گرانڈ گیا تو وہاں ڈسٹنگ ہال میں اس سے ملاقات ہو گئی اور جب میں جنرل مینجر کے پاس گیا تو یہ وہاں بھی موجود تھی اور اب دیکھو میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ سوینی یہاں بھی آئی ہوگی۔ اب کیا کیا جائے۔ قسمت کی بات ہے۔“..... عمران نے کہا تو جو یا بے اختیار اچھٹا

پڑی۔
 ”قسمت۔ کیسی قسمت۔“..... جو یا نے آنکھیں ٹپکتے ہوئے

کہا۔

واپس آئے اور پھر باہر چلے گئے۔ پھر ان کی واپسی کس وقت ہوئی تھی..... عمران نے کہا۔

"جنتاب۔ وہ رات دو بجے واپس آئے تھے"..... محمد حسین نے جواب دیا۔

"تمہیں صبح وقت کیسے یاد رہا؟..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"جنتاب۔ انہوں نے رات کا کھانا نہیں کھایا تھا۔ کچن سے بار بار پوچھا جا رہا تھا۔ آخر کار ایک کچے کچن والے چلے گئے۔ پھر دو بجے یہ آئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ اگر انہوں نے کھانا کھانا ہو تو میں گرم کر کے خود لے آؤں لیکن انہوں نے صرف ہاٹ کافی بھیجنے کا کہہ دیا اس لئے مجھے یاد رہا ہے"..... محمد حسین نے جواب دیا۔

"آپ نے ہاٹ کافی سرور کی تھی..... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ میں خود لے گیا تھا"..... محمد حسین نے کہا۔

"کیا وہ دونوں ایک ہی کمرے میں تھے یا آپ علیحدہ علیحدہ کمروں میں کافی لے کر گئے تھے"..... عمران نے پوچھا۔

"جی۔ انہوں نے دو کمرے بک کر لئے تھے لیکن واپسی پر دونوں ہی مس سوئی والے کمرے میں موجود تھے۔ کافی بھی انہوں نے دیں پی۔ انہوں نے مجھے کہا کہ برتن صبح لے جانا"..... محمد حسین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ نے ان سے پوچھا کہ اس چمٹے سے گاؤں میں رات کے دو بجے تک وہ کہاں رہے ہیں"..... عمران نے کہا۔

"اوه نہیں جنتاب۔ ہماری کیا جرأت ہے جنتاب کہ معزز گاہکوں سے ہم ایسی باتیں پوچھیں"..... محمد حسین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر صبح یہ کس وقت گئے"..... عمران نے پوچھا۔

"وہ صبح سویرے ہی چلے گئے تھے جنتاب۔ فجر کی نماز کے وقت۔"..... محمد حسین نے جواب دیا۔

"کیا ان کے پاس اپنی کار تھی یا کسی ٹیکسی میں گئے تھے"۔ عمران نے پوچھا۔

"جنتاب ان کے پاس اپنی کار تھی اور ہوٹل گرانڈ کا نام اور مونو گرام اس پر درج تھا۔ میں نے دو چار ماہ وہاں ویٹر کے طور پر کام کیا ہے اس لئے میں پہچانتا ہوں"..... محمد حسین نے جواب دیا۔

"اوکے۔ شکریہ۔ اب آپ جاسکتے ہیں"..... عمران نے کہا اور دوبارہ کار میں بیٹھ گیا تو ہاشم جو پہلے ہی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ چکا تھا، نے کار آگے بڑھا دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ حویلی پہنچ گئے۔ انہیں

ایک بہت وسیع و عریض کمرے میں لے جایا گیا جس میں قدیم دور کا لیکن انتہائی صاف ستھرا فرنیچر موجود تھا۔ ابھی وہ وہاں بیٹھے ہی تھے کہ دروازہ کھلا اور ایک سفید بالوں لیکن کافی دلاہمی والا آدمی اندر داخل ہوا تو عمران اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی جولیا بھی اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

"میرا نام جبار صابری ہے"..... آنے والے نے کہا۔

"اوہ۔ اب میرے ذہن میں خیال آ رہا ہے کہ جیسے ہی میں بستر پر لیٹنے لگا تو مجھے کوئی نامانوس سی بو محسوس ہوئی تھی۔ میں چونکا بھی تھا کہ اچانک مجھے یکھٹ نیند آگئی اور پھر دوسرے روز دن چڑھے میں بیدار ہوا اور میں ہی کیا سارے گھر والے دن چڑھے بیدار ہوئے حالانکہ سب فجر کی نماز کے لئے باقاعدگی سے اٹھتے ہیں لیکن نجانے کیا ہوا۔ بہر حال جنرل صابری بھی اٹھ کر کمرے سے باہر آگئے لیکن میں نے دیکھا کہ وہ لڑکھڑا رہے تھے اور ان کے چہرے پر سوجن سی تھی اور ان کا رنگ خاصا زرد تھا۔ ہم پریشان ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ بے ہوش ہو گئے تو میں نے انہیں فوراً کال میں ڈالا اور دارالحکومت کے سپیشل ملٹری ہسپتال لے گئے۔ وہاں انہیں ہوش ہی نہ آیا اور نہ ہی میرے خیال میں ڈاکٹر ان کی بیماری کو تشخیص کر سکے۔ ان کے جسم کو بے ہوشی کے دوران تھوڑی تھوڑی دیر بعد اس طرح جھٹکے لگ رہے تھے جیسے ان کے جسم میں انتہائی طاقتور الیکٹرک کرنٹ گزر رہا ہو۔ پھر شام کو وہ وفات پا گئے۔" جبار صابری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ان کا پوسٹ مارٹم ہوا۔" عمران نے پوچھا۔

"اوہ نہیں جنتاب۔ اس کی کیا ضرورت تھی۔" جبار صابری نے جواب دیا۔

"وہ کس کمرے میں سوئے تھے۔ کیا آپ ہمیں وہ کمرہ اور اس کے ارد گرد کی جگہ دکھائیں گے۔" عمران نے کہا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) اور یہ میری ساتھی ہے مس شاہدہ۔" عمران نے کہا تو جبار صابری نے عمران سے مصافحہ کیا جبکہ جولیا کو صرف سر جھکا کر سلام کر کے وہ سامنے صوفے پر بیٹھ گیا۔

"مجھے سر سلطان نے بتایا تھا کہ آپ کا تعلق کسی خفیہ ایجنسی سے ہے اور آپ بھائی جنرل حسن صابری کی موت کے سلسلے میں انکوائری کر رہے ہیں۔" جبار صابری نے کہا۔ اسی لمحے ایک ملازم اندر داخل ہوا۔ اس نے مشروبات کی بوتلیں ٹرے میں رکھی ہوئی تھیں جن پر نشو و نما لپٹے ہوئے تھے۔ ملازم نے ایک ایک بوتل عمران، جولیا اور جبار صابری کے سامنے رکھی اور خاموشی سے واپس چلا گیا۔

"جبار صاحب۔ آپ ہمیں تفصیل سے بتائیں کہ جنرل حسن صابری کیسے بیمار ہوئے۔ اس سے پہلے کیسے تھے اور کیا ہوا تھا۔" عمران نے کہا۔

"وہ بالکل صحت مند اور بالکل ٹھیک تھے۔ ہم بڑے کمرے میں کافی مدت گئے تک وہاں باتیں کرتے رہے۔ پھر اٹھ کر سب اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔ میں اپنے بیڈ روم میں گیا اور لباس تبدیل کر کے بستر پر لیٹ گیا۔" جبار صابری بات کرتے کرتے رک گئے ان کے چہرے پر ایسے تاثرات ابھر آئے تھے جیسے کوئی بات انہیں اچانک یاد آگئی ہو۔

"کوئی خاص بات یاد آگئی ہے آپ کو۔" عمران نے کہا۔

"جس روز جنرل حسن صابری صاحب بیمار ہوئے اور انہیں ہسپتال لے جایا گیا اس روز بھی صفائی تم نے کی تھی۔" عمران نے کہا۔

"جی صاحب۔"..... بوڑھے آدمی نے اسی انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا صفائی کے دوران کسی انجکشن کی خالی شیشی ملی تھی۔ اچھی طرح سوچ کر جواب دینا۔"..... عمران نے کہا تو بوڑھا بے اختیار چونک پڑا۔

"جی۔ جی صاحب ملی تھی، جناب۔ میں نے اسے الماری میں رکھ دیا تھا۔"..... بوڑھے نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"کس الماری میں۔ نکال کر دکھاؤ۔"..... عمران نے کہا تو بوڑھا

تیزی سے آگے بڑھا۔ اس نے ایک الماری کھولی۔ اس میں کتابیں بھری ہوئی تھیں اس لئے اس نے ایک کونے میں ہاتھ ڈال کر جب ہاتھ باہر نکالا تو اس کے ہاتھ میں ایک انجکشن کی شیشی تھی جس کی گردن ٹوٹی ہوئی تھی۔ اس نے یہ شیشی عمران کی طرف بڑھا دی۔

عمران نے اس انجکشن وائل کو الٹ پلٹ کر دیکھا۔ اس میں ایک دو قطرے محلول کے بھی موجود تھے۔ وائل پر کچھ چسپا ہوا نہیں تھا بلکہ صاف وائل تھی۔ عمران نے اسے ہاتھ میں اس انداز میں رکھ لیا جیسے وہ اسے نیچا نہ ہونے دینا چاہتا ہو۔

"یہ کیسا انجکشن ہے عمران صاحب۔"..... جنرل صاحب نے تو

"ضرور۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں انتظامات کرتا ہوں۔"۔ جبار صابری نے کہا تو عمران کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ اٹھ کر کمرے سے باہر چلے گئے۔

"جہاری انکوائری جس رخ پر جا رہی ہے اس سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کارروائی باقاعدہ سازش کے تحت ہوئی ہے اور سوئی اس میں ملوث ہے۔"..... جو بیانے کہا۔

"دیکھو ابھی تو صرف ابتدائی جائزے لئے جا رہے ہیں۔"۔ عمران نے کہا۔ تھوڑی دیر بعد جبار صابری واپس آئے اور پھر وہ عمران اور جو یا کو ساتھ لے کر حویلی کے ایک غلیحہ حصے میں گئے سبھاں جنرل حسن صابری کا بیڈ روم تھا۔ یہ عام سا بیڈ روم تھا۔ عمران نے گو اس بیڈ روم کا بڑا تفصیلی جائزہ لیا لیکن کوئی بات سامنے نہ آسکی۔

"جس روز جنرل حسن صابری بیمار ہوئے تھے اس روز اس کمرے کی صفائی کس نے کی تھی۔"..... عمران نے پوچھا۔

"صفائی ملازم نے ہی کی ہوگی۔ کیوں۔"..... جبار صابری نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اسے بتائیں۔"..... عمران نے کہا تو جباری صابری نے ایک ملازم کو کہہ کر اسے بلوایا۔ تھوڑی دیر بعد ایک بوڑھا آدمی اندر داخل ہوا۔ وہ بے حد ڈر اور سہما ہوا سا تھا۔

"بابا۔ اس کمرے کی صفائی تم کرتے ہو۔"..... عمران نے کہا۔

"جی صاحب۔"..... بوڑھے آدمی نے جواب دیا۔

کبھی انجکشن نہیں لگوا یا تھا۔..... جبار صابری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ابھی اس کا کیمیائی تجزیہ ہو گا تو معلوم ہو گا۔..... عمران نے کہا اور پھر وہ بوڑھے کی طرف متوجہ ہو گیا۔

”بابا۔ تم نے اسے الماری میں کیوں رکھا تھا۔ باہر کیوں نہیں پھینک دیا جبکہ یہ ٹونا ہوا اور خالی انجکشن تھا۔..... عمران نے بوڑھے ملازم سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جنرل صاحب ایسی چیزوں کے معاملہ میں بے حد دہی تھے۔ میں نے اسے اس لئے رکھ دیا تھا کہ جنرل صاحب نے اگر پوچھا تو اٹھا کر انہیں دے دوں گا لیکن پھر اس کا موقع ہی نہیں آیا اور نہ ہی مجھے یاد رہا۔ اب آپ نے یاد دلایا تو مجھے یاد آیا ہے۔..... بوڑھے نے جواب دیا تو عمران نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر وہ اس کمرے سے باہر آ گیا۔ باہر آ کر وہ ادھر ادھر دیکھتا رہا۔ کمرے کے عقب میں حویلی کی دیوار تھی جس کے پیچھے گھنا باغ تھا اور بڑے بڑے کئی درختوں کے سچے دیوار پر بھی موجود تھے اور دیوار کے باہر بھی۔ یوں لگتا تھا جیسے باغ پہلے سے ہی موجود تھا جبکہ دیوار بعد میں ڈالی گئی تھی اس لئے کئی درخت اس دیوار کے اندر آ گئے اور کئی باہر رہ گئے۔ عمران کافی دیر تک دیکھتا رہا۔ پھر جبار صابری سے اجازت لے کر وہ واپس ہوٹل آ گئے۔ جبار صابری نے کھانے کے لئے بہت اصرار کیا لیکن عمران نے دارالحکومت میں اجتنابی ضروری کام کا کہہ کر آخر کار اجازت لی اور پھر

ہوٹل سے انہوں نے اپنی کار لی اور دارالحکومت روانہ ہو گئے۔ عمران نے انجکشن وائل جو یا کو دے دی تھی کہ وہ اسے اس انداز میں پکڑے رکھے کہ اس میں موجود محلول کے قطرے باہر نہ گر سکیں۔ ”یہ کس قسم کا انجکشن ہے۔ اس پر کسی قسم کا کوئی نام وغیرہ ہی نہیں ہے۔..... جو یا نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ پہلے صابری حویلی میں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی گئی اور پھر اندر جا کر جنرل حسن صابری کو یہ انجکشن لگایا گیا اور اس انجکشن کی وجہ سے وہ بیمار ہو گئے۔..... عمران نے کہا۔

”اور یہ کام تمہاری اس سوئی کا لگتا ہے۔..... جو یا نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”ہاں۔ لگتا تو ایسا ہی ہے۔ بہر حال دیکھو۔ پہلے اس انجکشن کا کیمیائی تجزیہ کرالیں پھر آگے کام ہو گا۔..... عمران نے کہا تو جو یا نے اثبات میں سر ہلادیا۔

کے بزنس کو بھول جائیں گے۔ یہ میرا دعویٰ ہے۔..... سوئی نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ لیکن میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ یا تو تم پاکیشیا میں مستقل رہنے سے شدید بیمار ہو چکی تھی یا پھر خود ہی تم نے یہاں مستقل رہنے کا از خود فیصلہ کر لیا اور بجائے دارالحکومت میں رہنے کے اس دور دراز پہاڑی علاقے میں پہنچ گئی۔ یہ سب تبدیلی کیسے آئی..... راشد علی خان نے کہا تو سوئی بے اختیار ہنس پڑی۔

”ڈیڈی۔ آپ بیک ورڈ نسل ہیں۔ آپ کو ہم نوجوانوں کے دھوکوں کے بارے میں کچھ علم نہیں ہے۔ بہر حال آپ اس پوائنٹ پر ذہن پر زور نہ ڈالیں۔ میں اپنی مرضی کی مالک ہوں۔ جہاں چاہوں رہوں اور جب تک چاہوں رہوں..... سوئی نے فیصلہ کن لہجے میں کہا تو راشد علی خان نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”ٹھیک ہے۔ بہر حال میری تو دعا ہے کہ تم جہاں بھی رہو خوش رہو۔ اب مجھے اجازت۔ کیا تم آؤ گی ساتھ..... راشد علی خان نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اوہ نہیں ڈیڈی۔ ابھی تو دس روز دارالحکومت میں گزار کر میں یہاں آئی ہوں۔ اب یہاں کم از کم ایک ماہ رہ کر معاملات کو سیدل لوں گی اور پھر جگر لگاؤں گی..... سوئی نے کہا۔

”اوکے۔ پھر مجھے اجازت..... راشد علی خان نے کہا۔

”بائی بائی ڈیڈی..... سوئی نے دیس بیٹھے بیٹھے کہا تو راشد علی

سوئی کمرے میں بیٹھی ایک فیشن میگزین دیکھنے میں مصروف تھی کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور سوئی کا والد راشد علی خان اندر داخل ہوا تو سوئی نے چونک کر اپنے والد کی طرف دیکھا۔ وہ ویسے ہی کرسی پر بیٹھی رہی جبکہ راشد علی خان سامنے کرسی پر بیٹھ گئے۔

”بہت ہی خوبصورت لوکیشن ہے اور انتہائی خوبصورت ہوٹل ہے جہاں۔ لیکن..... راشد علی خان نے کہا تو سوئی بے اختیار چونک پڑی۔

”نیشن کیا ڈیڈی..... سوئی نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جہاں بزنس کا سکوپ تقریباً نہ ہونے کے برابر ہے..... راشد علی خان نے کہا۔

”اوہ نہیں ڈیڈی یہاں اس قدر بزنس ہو گا کہ آپ دارالحکومت

سیکٹ سر دس کے لئے کام کرنے والا خطرناک ایجنٹ عمران اگوائری کرتا پھر رہا ہے اور وہ اس سلسلے میں حویلی بھی گیا ہے اور اس نے دو چار آدمیوں سے بھی ملاقاتیں کی ہیں۔ تم نے وہاں اپنی کوئی شناخت تو نہیں چھوڑی تھی..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”باس۔ میں تو وہاں اصل حلیئے اور اصل نام کے ساتھ گئی تھی۔ ہم نے وہاں رات ایک ہوٹل میں گزاری۔ ویسے ہم نے اپنے آپ کو ڈاکو منزلی فلم بنانے والے پوز کیا تھا اور اس سلسلے میں ہم نے باقاعدہ ایک پرانے قلعے میں شوٹنگ بھی کی اور مختلف لوکیشن کو بھی چیک کیا اور پھر دوسرے روز ہم صبح کو واپس آ گئے..... سوینی نے کہا۔

”اوہ۔ ویری بیڈ۔ تمہیں دہار، میک اپ میں اور فرضی نام سے جانا چاہئے تھا۔ اب جب اس عمران کو تمہارے بارے میں معلوم ہو گا تو وہ جھوٹ کی طرح تمہارے پیچھے لگ جائے گا اور اگر اس نے تم سے سب کچھ اگوا لیا تو پھر محاطات بے حد خراب ہو جائیں گے۔“

باس نے کہا۔

”باس۔ ہمارے پاس باقاعدہ ڈاکو منزلی فلم بنانے کا لائسنس موجود ہے اور جو فلم ہم نے شوٹ کی وہ بھی موجود ہے۔ ہم نے وہاں کوئی کلیو نہیں چھوڑا۔ کوئی جرم نہیں کیا اور نہ ہی ہم نے کسی صابری سے ملاقات کی ہے“..... سوینی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تم جو کچھ کہہ رہی ہو وہ درست ہے لیکن تم اس عمران کے

خان ہونٹ بھینچنے مڑے اور تیز تیز قدم اٹھاتے کمرے سے باہر چلے گئے۔

”انہیں کیا معلوم کہ میں کیا ہوں اور کیوں یہاں آئی ہوں“..... سوینی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور دوبارہ فیشن میگزین دیکھنے میں مصروف ہو گئی۔ پھر اچانک ساتھ ہی میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سوینی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”سوینی بول رہی ہوں“..... سوینی نے رسیور اٹھا کر کہا۔

”بی ایس ون بول رہا ہوں۔ کیا فون محفوظ ہے“..... دوسری طرف سے بھاری سی آواز سنائی دی تو سوینی بے اختیار چونک پڑی۔

”ہولڈ کریں“..... سوینی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون پیس کو اٹھا کر اس کے نیچے ایک جگہ پر انگلی رکھ کر اسے دبایا تو ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی اور سوینی نے فون رکھ دیا۔ اب فون کے ڈائل میں ایک سرخ رنگ کا بلب نظر آ رہا تھا۔

”یس باس۔ اب فون مکمل طور پر محفوظ ہے“..... سوینی نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”تم نے مارگٹ نمبر نو ہٹ کیا تھا سوینی“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو سوینی بے اختیار چونک پڑی۔

”یس باس“..... سوینی نے جواب دیا۔

”مجھے اطلاع ملی ہے کہ مارگٹ نمبر نو کے علاقے میں پاکیشیاؤ

طرح خوفزدہ ہیں۔ نانسس..... سوئی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن ظاہر ہے باس نے جو دھمکی دی تھی وہ اس قدر خوفناک تھی کہ اس کے پاس فوری تعمیل کے علاوہ اور کوئی چارہ ہی نہ تھا۔ چنانچہ اس نے فوراً ہی واپسی کے انتظامات کرنے کا فیصلہ کر لیا اور اٹھ کر وہ کمرے سے باہر نکل گئی۔

بارے میں کچھ نہیں جانتی۔ وہ ایسے طریقے سے تم سے سب کچھ اگوا لے گا کہ تم خود ہی سب کچھ بتانے پر مجبور ہو جاؤ گی اس لئے ہم نے فیصلہ کیا ہے تمہاری یہ شاکمان والی پوزیشن کیپٹل کر دی جائے ورنہ جو کچھ چھپانے کے لئے ہم نے یہ ساری تنگ و دو کی ہے وہ سب خود ہی اوپن ہو جائے گی۔ تم واپس آ جاؤ۔ تمہاری جگہ میں دوسرا ایکٹنٹ بمجوا دوں گا..... باس نے کہا۔

”باس۔ اس آدمی سے اس طرح خوفزدہ ہو کر واپس آ جانا میرے لئے بے حد مشکل ہے..... سوئی نے کہا۔

”سوئی۔ جہاں معاملات اس انداز کے ہوں وہاں ایسی جذباتی باتیں ہمیشہ نقصان دیتی ہیں۔ دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ تمہیں گولی مار دی جائے تاکہ تمہارے ذریعے وہ لوگ ہم تک نہ پہنچ سکیں..... باس کا لہجہ یکھت: انتہائی سرد ہو گیا تو سوئی بے اختیار کانپ اٹھی۔

”آئی ایم سوری باس۔ بہر حال آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی۔ مجھے اب یہ بے عمل فروخت کرنا پڑے گا اور اس میں چند روز تو بہر حال لگ ہی جائیں گے..... سوئی نے کہا۔

”یہ سب ہوتا رہے گا۔ تم فوراً واپس آ جاؤ..... باس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سوئی نے ایک طویل سانس لیچے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ اتنی بڑی بڑی سطحیں ایک فرد سے اس

”کہاں..... ہو گن نے چونک کر پوچھا۔

”اپنے سپیشل آفس میں..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اُدکے۔ میں آ رہا ہوں..... ہو گن نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے انٹرکام کارسیور اٹھا کر یکے بعد دیگرے تین بین پریس کئے اور دوسری طرف سے بولنے والے کو اس نے کار تیار کرنے اور چیف سیکرٹریٹ جانے کا کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد سیاہ رنگ کی کار کی عقبی سیٹ پر وہ موجود تھا جبکہ باوردی ڈرائیور کار چلا رہا تھا۔ ہو گن کار میں بیٹھا یہی سوچ رہا تھا کہ چیف سیکرٹری صاحب نے اسے اس طرح اچانک کیوں کال کیا ہو گا کیونکہ چیف سیکرٹری اول تو اس سے رابطہ ہی نہ کرتے تھے اور اگر رابطہ کسی مجبوری کی وجہ سے ہو ہی جاتا تو فون پر ہی ہدایات دے دینی جاتی تھیں۔ بہت کم مواقع ایسے آتے تھے کہ وہ اسے اپنے آفس میں کال کرتے تھے اور اسی وجہ سے وہ سوچ رہا تھا کہ آفر ایسی کیا وجہ ہو سکتی ہے لیکن حقیقتاً کوئی وجہ اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ بہر حال تھوڑی دیر بعد وہ سر مارٹن کے سپیشل آفس میں موجود تھا۔ ابھی وہ سپیشل روم میں جا کر بیٹھا ہی تھا کہ اندرونی دروازہ کھلا اور اصدی عمر سر مارٹن اندر داخل ہوئے تو ہو گن بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”بیٹھو..... سر مارٹن نے اپنی مخصوص کرسی کی طرف بڑھتے ہوئے کہا لیکن ہو گن اس وقت تک کھڑا رہا جب تک کہ چیف سیکرٹری صاحب اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ نہ گئے۔

براؤٹ سٹار کا چیف ہو گن اپنے آفس میں موجود تھا کہ سلمنے پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ہو گن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”ہیں..... اس نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”پی اے ٹو چیف سیکرٹری صاحب کی کال ہے باس“۔ دوسری طرف سے مودبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”کرؤ بہت..... ہو گن نے کہا۔

”ہیلو۔ پی اے ٹو چیف سیکرٹری بول رہا ہوں..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی لیکن لہجہ مودبانہ تھا۔

”ہیں..... ہو گن نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”چیف سیکرٹری صاحب آپ سے فوراً ملاقات چاہتے ہیں“۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

کہا۔

”آپ کو معلوم ہے کہ یہ مشن کیوں مکمل کرایا گیا ہے؟“..... سر مارٹن نے کہا۔

”میں سر۔ ڈیفنس سیکرٹری صاحب نے تفصیل بتائی تھی کہ ان فوجی افسران پر مشتمل کمیٹی نے شامکان کا سپاٹ بھی میزائل اڈوں کی تنصیب کے لئے منتخب کیا ہے جبکہ وہاں ایکریمن میزائلوں کا خفیہ اڈا پہلے سے موجود ہے اور اگر پاکیشیائی فوج نے میزائلوں کے اڈے کے لئے وہاں سروے کیا تو ایکریمن اڈا سامنے آجائے گا۔ اسے روکنے کے لئے اس ساری کمیٹی کو ہی ختم کر دیا گیا ہے۔“..... ہوگن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس اڈے میں جو میزائل موجود ہیں۔ وہ ایم ایم نیڈرڈ میزائل ہیں۔ یہ دنیا کا سب سے خوفناک کیمیائی اور جراثیمی ہتھیار ہے اور اس پر بین الاقوامی پابندیاں ہیں اس لئے انکریمنیہ پوری دنیا پر کنٹرول کرنے کے لئے اسے منتخب کیا ہے کیونکہ یہ انتہائی برقی رفتار سے تمام جانداروں کو بیماریوں میں مبتلا کر کے ہلاک کر دیتا ہے۔ اگر پاکیشیا میں دو میزائل فائر کر دیئے جائیں تو زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے کے اندر پاکیشیا کی آدھی سے زیادہ آبادی ایم ایم دائرس میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جائے گی اور باقی آدھی ہمیشہ کے لئے معذور ہو کر رہ جائے گی۔“..... سر مارٹن نے کہا۔

”اوہ۔ آپ کا مطلب ہے جناب کہ پاکیشیا کے ان دس فوجی

”مسٹر ہوگن۔ تم نے پاکیشیا میں سر ڈیفنس مشن مکمل کیا ہے۔“..... چیف سیکرٹری نے بیٹھتے ہی انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”میں سر۔“..... ہوگن نے چونک کر جواب دیا۔

”تم نے پاکیشیائی فوجی افسران کو ایم ایم نیڈرڈ کے انجکشن لگا کر ہلاک کرایا ہے۔“..... سر مارٹن نے کہا۔

”میں سر۔“..... ہوگن نے جواب دیا۔

”کیوں۔ کیا انہیں گولی نہ ماری جاسکتی تھی؟“..... سر مارٹن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”میں تو انہیں گولیاں ہی مارنا چاہتا تھا جناب لیکن ڈیفنس سیکرٹری صاحب نے اپنی میننگ میں طے کیا کہ انہیں ایسی بیماری میں مبتلا کر کے ہلاک کیا جائے کہ جس کا علم پوری دنیا میں کسی کو نہ ہو تاکہ پاکیشیائی ملٹری انٹیلی جنس یہ سوچ ہی نہ سکے کہ انہیں کسی خاص مشن کے لئے ہلاک کیا گیا ہے۔ وہ بھی سمجھتے رہیں کہ کسی پر اسرار بیماری کا شکار ہو کر ہلاک ہو گئے ہیں اور ایم ایم نیڈرڈ کے دس انجکشن واکمز بھی انہوں نے خود ہی سپلائی کئے تھے۔“..... ہوگن نے جواب دیا۔

”وری بیڑ۔ اس کا مطلب ہے کہ اب ایم ایم نیڈرڈ جراثیمی بم بھی اوپن ہو جائیں گے۔“..... سر مارٹن نے کہا تو ہوگن بے اختیار چونک پڑا۔

”کیا مطلب جناب۔ ایم ایم نیڈرڈ جراثیمی بم۔“..... ہوگن نے

مجھے جب یہ رپورٹ ملی تو میرے ذہن میں بھی یہ خیال آیا۔ پچانچہ میں نے پاکستان میں ایک خاص آدمی کو اس بارے میں تفصیلات معلوم کرنے کے لئے حکم دیا اور جو تفصیل مجھ تک پہنچی ہے اس کے مطابق ہماری پاکستانی جاسوسین جس کا نام سوینی ہے، نے پاکستان کے دارالحکومت کے مضافات میں ایک اعلیٰ فوجی افسر کو ہلاک کیا ہے۔ اس نے اس اعلیٰ افسر کو جو انجکشن لگایا وہ داخل وہ وہیں چھوڑ آئی۔ اس میں دوا کے چند قطرے موجود تھے۔ عمران اپنی ایک ساتھی لڑکی کے ساتھ وہاں پہنچا اور وہ انجکشن داخل

”ممران نے اکیرمیا کے معروف سائس دان ڈاکٹر ہرٹ سے فون پر بات کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس کے پاس ایک ایسا انجکشن

اس نے حاصل کر لی اور پھر وہ واپس دارالحکومت آگیا۔ اس کے بعد اس نے ڈاکٹر ہرٹ سے رابطہ کیا۔ اسی لئے تو میں نے تمہیں کال کیا تھا کہ یہ ایم ایم نیڈر ڈکیوں استعمال کیا گیا جبکہ اس کی جگہ آسانی سے ان افسران کو گولی مار کر بھی ہلاک کیا جاسکتا تھا۔ اب تم نے بتایا ہے کہ یہ حماقت ڈیفنس سیکرٹری کی طرف سے ہوئی ہے۔ بہر حال اب جہادری ایجنٹ سوئی کہاں ہے..... سر مارٹن نے کہا۔
"وہ پاکیشیا میں تھی۔ آج صبح واپس پہنچی ہے۔" ہوگن نے کہا۔

"اس کا سراغ لامحالہ عمران لگلے گا اس لئے تم فوری طور پر اس سے چھٹکارہ حاصل کر لو اور مجھے جلد رپورٹ دو۔ مجھے جہادری رپورٹ کا انتظار رہے گا اور سنو۔ اس لڑکی کی موت قدرتی ہوئی چاہئے۔" سر مارٹن نے اہتائی سر دلوئے میں کہا۔

"کیس سر..... ہوگن نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار واپس اپنے ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔
"اس سوئی نے ایسی حماقت کی ہے کہ اب واقعی اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں کہ اسے ختم کر دیا جائے....." ہوگن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اپنے آفس پہنچ کر اس نے رسیور اٹھایا اور فون کے نیچے موجود بین پریس کر کے اس نے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ناسن گلب..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی

دی۔
"مارٹی سے بات کراؤ۔ میں ہوگن بول رہا ہوں....." ہوگن نے کہا۔

"اوہ۔ کیس سر۔ ہولڈ کریں..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
"ہیلو۔ مارٹی بول رہا ہوں..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ہوگن بول رہا ہوں مارٹی....." ہوگن نے کہا۔
"اوہ آپ۔ حکم دیجئے..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
"بی ایس ایجنٹ لیٹ سوئی کو جلتے ہو....." ہوگن نے کہا۔
"کیس سر۔ بہت اچھی طرح..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
"اسے فوری طور پر اس طرح فٹش کر دو کہ اس کی موت قدرتی معلوم ہو....." ہوگن نے کہا۔

"سوئی کے بارے میں کہہ رہے ہیں آپ..... دوسری طرف سے حریت بھرے لہجے میں کہا گیا۔
"ہاں....." ہوگن نے مختصر سا جواب دیا۔

"وہ گلب میں ہی موجود ہے لیکن آپ کو تو معلوم ہے کہ وہ اہتائی ہو شیار ایجنٹ ہے اس لئے یہ تو ہو سکتا ہے کہ اسے گولی مار کر اس کی لاش کار میں ڈال کر کاروڈ ایکسیڈنٹ کر دیا جائے ورنہ یہ آسانی سے مار نہیں کھائے گی....." مارٹی نے جواب دیا۔
"اسے کسی بلندی سے نیچے دھکیل دو....." ہوگن نے کہا۔

کر کھڑکی سے اسے بے ہوشی کے عالم میں باہر لگی میں پھینک دیا گیا اور نیچے گر کر وہ اسی بے ہوشی کے عالم میں ہلاک ہو گئی ہے۔ اب پولیس وہاں پہنچ چکی ہے۔ پولیس کو یہی بتایا جائے گا کہ سوینی شراب پیتے ہی اٹھ کر چلی گئی تھی اور پھر اس کی لاش سسٹے آئی ہے۔ مارٹی نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا رپورٹ دینے کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی انسان کی موت کے بارے میں رپورٹ دینے کی بجائے کسی مجھریا لکھی کی ہلاکت کی رپورٹ دے رہا ہو۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے۔“..... ہو گن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحے وہ خاموش بیٹھا رہا۔ پھر اس نے رسیور اٹھایا اور فون پیس کے نیچے موجود بین پریس کر کے اس نے اسے ڈائریکٹ کیا اور نمبر پریس کر کے شروع کر دیئے۔

”پی اے ٹو چیف سیکرٹری“..... رابطہ قائم ہوتے ہی چیف سیکرٹری کے پی اے کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”چیف آف بی ایس ہو گن بول رہا ہوں۔ چیف صاحب کو ایک رپورٹ دینی ہے۔“..... ہو گن نے کہا۔

”ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو“..... چند لمحوں بعد چیف سیکرٹری صاحب کی بھاری سی آواز سنائی دی۔

”جناب۔ حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے۔ سوینی کو قدرتی انداز ہلاک کر دیا گیا ہے۔“..... ہو گن نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں کام ہوتے ہی رپورٹ دوں گا۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”جس قدر جلد ممکن ہو سکے کام کرو۔ میں جہاری کال کا منتظر رہوں گا۔“..... ہو گن نے کہا۔

”یس سر۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو ہو گن نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ہو گن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس۔“..... ہو گن نے کہا۔

”ٹانس کلب سے مارٹی کی کال ہے جناب۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کرو فوٹ بات۔“..... ہو گن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون پیس کے نیچے لگا ہوا بین پریس کر دیا۔ اب کال ڈائریکٹ ہو گئی تھی۔

”مارٹی بول رہا ہوں۔“..... دوسری طرف سے مارٹی کی آواز سنائی دی۔

”یس۔ کیا رپورٹ ہے۔“..... ہو گن نے کہا۔

”کام مکمل ہو گیا ہے۔“..... مارٹی نے کہا۔

”تفصیل بتاؤ۔“..... ہو گن نے کہا۔

”سوینی کو بے ہوش کر دینے والی زود اثر دوا مشروب میں ڈال کر پلا دی گئی۔ جب وہ بے ہوش ہو گئی تو کلب نے دو تھیں منزل پر لے جا

تفصیلی رپورٹ دو..... دوسری طرف سے کہا گیا تو ہوگن نے وہی تفصیل دوہرا دی جو ماری نے اسے بتائی تھی۔

گڈ..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ہوگن نے رسیور رکھ دیا۔

اس عمران کی وجہ سے میری بہترین ایجنٹ کو موت کے گھاٹ اتارنا پڑا ہے اس لئے اب اس کی موت بھی یقینی ہو گئی ہے۔" ہوگن نے جڑواتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کی دراز کھولی۔ اس میں سے شراب کی چھوٹی سی بوتل نکالی اور اس کا ڈسکن کھولا اور بوتل منہ سے لگائی۔ جب بوتل میں موجود شراب کا آخری قطرہ بھی اس کے حلق سے نیچے اتر گیا تو اس نے خالی بوتل ایک طرف رکھی، ہوئی بڑی سی ٹوکری میں اجمال دی اور میز پر موجود ڈبے میں سے نشوونہر کھینچ کر اس نے اپنا منہ صاف کرنا شروع کر دیا لیکن دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ہوگن نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات اجمرائے کیونکہ دروازے سے ایک اور ایجنسی کا چیف ڈسکن اندر داخل ہو رہا تھا۔

ڈسکن تم۔ کیا مطلب۔ اس طرح بغیر اطلاع دینے۔" ہوگن نے اہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

میں تمہیں اطلاع دینے آیا ہوں ہوگن کہ چیف سیکرٹری صاحب نے براؤن سٹار ایجنسی ختم کر دی ہے۔ اس کے خاتمے کا باقاعدہ نوٹیفکیشن بھی جاری کر دیا گیا ہے اور تمہاری ایجنسی کے

سب افراد اور اڈوں کو ماسٹر ایجنسی میں ضم کر دیا گیا ہے۔" ڈسکن نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کیوں۔ وجہ۔"..... ہوگن نے اہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہاری ایجنٹ سوینی نے پاکیشیا میں کوئی اہم مشن مکمل کرتے ہوئے ایسے کھوجھوئے ہیں جن کی بنیاد پر پاکیشیا سیکرٹ سروس تم تک پہنچ سکتی ہے اور اگر وہ تم تک پہنچ گئی تو ایکریمیا کے ایسے مفادات پر ضرب لگ سکتی ہے جس کا نتیجہ ایکریمیا کے لئے اہتائی بھیانک نکل سکتا ہے اس لئے تمہیں حکم دے کر سوینی کا خاتمہ کرا دیا گیا اور جب تم نے سوینی کے خاتمے کی رپورٹ دے دی تو تمہاری ایجنسی ختم کر دی گئی تاکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کسی صورت بھی آگے نہ بڑھ سکے اور چونکہ یہ سب کچھ ڈیفنس سیکرٹری کی حماقت کی وجہ سے ہوا ہے اس لئے ڈیفنس سیکرٹری صاحب کی کار ٹیک آئل فینکے سے نکل اگئی اور ڈیفنس سیکرٹری صاحب اپنے ذرا بیور سمیت ہلاک ہو گئے ہیں۔"..... ڈسکن نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ دیری بیٹے۔ اس قدر اہم اقدامات کئے گئے ہیں اور وہ صرف ایک آدمی سے خوفزدہ ہو کر..... ہوگن نے آنکھیں ملاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ آدمی ایسا ہی ہے اور ابھی ایک اور اہم اقدام رہ گیا ہے مجھے مکمل کرنے کا حکم تجھے دیا گیا ہے۔"..... ڈسکن نے کہا۔

”وہ کیا“..... ہو گئے جو تک کر پوچھا۔

”جہاری ہلاکت اور اس ہلاکت پر میں معذرت خواہ ہوں۔“
 ڈکسن نے کہا تو ہو گئے چہرے پر موجود تاثرات تبدیل ہوئے ہی
 تھے کہ ڈکسن کا کوٹ کی جیب میں موجود ہاتھ باہر آیا اور دوسرے
 لمحے ٹھک ٹھک کی آوازوں کے ساتھ ہی ہو گئے کو یوں محسوس ہوا
 جیسے اس کے سینے میں دھکتی ہوئی لوہے کی سلاخیں اترتی چلی جا رہی
 ہوں اور پھر اس کا سانس یکثرت اس کے حلق میں پتھر کی طرح جم
 گیا۔ اس نے سانس باہر نکلنے کے لئے اپنی طرف سے دور لگایا لیکن
 دوسرے لمحے اس کا ذہن اس طرح تاریک پڑ گیا جیسے کسی نے اس پر
 یکثرت سیاہ چادر ڈال دی ہو اور اس کے تمام احساسات اس سیاہ چادر
 میں غائب ہو کر رہ گئے ہوں۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھا
 ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے تاثرات نمایاں تھے جبکہ
 بلیک زرو کچن میں تھا۔ تھوڑی دیر بعد بلیک زرو کچن سے واپس آیا تو
 اس کے ہاتھ میں موجود ٹرے میں کافی کی دو پیالیاں موجود تھیں۔
 اس نے ایک پیالی عمران کے سامنے رکھی اور دوسری پیالی اٹھائے وہ
 اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ ٹرے اس نے ایک سائیز پر رکھ دی تھی۔
 ”گراہم نے سوئی کے بارے میں کوئی رپورٹ دی ہے۔“ عمران
 نے کہا۔

”صرف اتنی رپورٹ ملی ہے کہ سوئی کا تعلق انگریزیا کی ایک
 ایسی برانڈ سٹار سے ہے۔ یہ ایجنسی انگریزیا کے ڈیفنس سیکرٹری
 کے تحت کام کرتی ہے اور اس کا دائرہ کار دفاعی معاملات تک ہی
 محدود ہے“..... بلیک زرو نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے

بغضت گلی میں گری اور ہلاک ہو گئی۔ پوسٹ مارٹم رپورٹ میں یہی ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ نشے میں تھی لیکن میں نے اپنے طور پر جو معلومات حاصل کی ہیں ان سے معلوم ہوا ہے کہ سرکاری دباؤ پر ایسی رپورٹ تیار کی گئی ہے جبکہ سوئی ہلاک ہوتے وقت بے ہوش تھی۔ اسے بے ہوش کر دینے والی کوئی دوا پلائی گئی تھی اور ڈیفنس سیکرٹری صاحب کی کار کا ایکسیڈنٹ بھی خصوصی طور پر کرایا گیا ہے۔..... گراہم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ان تبدیلیوں کے پس منظر میں کیا معلوم ہوا ہے؟..... عمران نے کہا۔

"یہ سب کچھ چیف سیکرٹری سر مارٹن کے حکم پر ہوا ہے اور چیف سیکرٹری کی پرسنل سیکرٹری سے یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ سب کچھ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے علی عمران صاحب اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خوف کی وجہ سے کیا گیا ہے کیونکہ چیف سیکرٹری صاحب کو خطرہ تھا کہ سوئی کی وجہ سے اور پھر سوئی کے ذریعے چیف آف بی ایس ایچ، ہوگن کے ذریعے ایکریمیا کا ایسا راز اوپن ہو سکتا تھا جس سے بین الاقوامی سطح پر ایکریمیا کے مفادات کو انتہائی گہری ضرب لگ سکتی تھی اس لئے عمران صاحب اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس راز تک پہنچنے سے روکنے کے لئے یہ سارا کھیل کھیلا گیا ہے۔..... گراہم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس راز کے بارے میں کوئی رپورٹ؟..... عمران نے کہا۔

پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی سپیشل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

"چیف بول رہا ہوں؟..... عمران نے سپیشل فون کی وجہ سے ایسنو کی بجائے چیف کا لفظ استعمال کیا تھا۔

"گراہم بول رہا ہوں چیف؟..... دوسری طرف سے ایکریمیا میں سپیشل فارن ایجنٹ گراہم کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

"میں۔ کیا رپورٹ ہے؟..... عمران نے کہا۔

"چیف۔ انتہائی حیرت انگیز اور تیز رفتار تبدیلیاں آئی ہیں جہاں..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران کا چہرہ سکو سا گیا۔

"جہد مت باندھا کرو۔ میرے پاس ڈائلاگ سننے کے لئے وقت نہیں ہوتا؟..... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"س۔ سوری چیف۔ سوئی ہلاک ہو چکی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایجنسی برائٹ سٹار کو ختم کر کے دوسری ایجنسی ماسٹر میں ضم کر دیا گیا ہے۔ برائٹ سٹار ایجنسی کے چیف ہوگن کو اس کے آفس میں گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے اور ڈیفنس سیکرٹری صاحب ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو چکے ہیں۔..... گراہم نے جواب دیا۔

"کیا سوئی کو ہلاک کیا گیا ہے؟..... عمران نے پوچھا۔

"جو تفصیلات ملی ہیں ان کے مطابق سوئی کلب میں ہنمو شراب نوشی کر رہی تھی کہ اچانک اٹھ کر چوتھی منزل کے ایک کمرے میں گئی اور پھر نشے میں ہونے کی وجہ سے وہ کھڑکی سے

صابری کو بیماری میں مبتلا کیا گیا اس کے بارے میں رپورٹ ہے کہ یہ دنیا کے انتہائی خطرناک ترین جراثیم ہیں اور ایکریمیا میں ان پر کام ہوتا رہا ہے۔ اس کے بعد سوئی کو ہلاک کر دیا جاتا ہے اور اس مہجی کو بھی ختم کر دیا جاتا ہے جس کی وہ رکن تھی۔ اس مہجی کے چیف کو ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ ڈیفنس سیکرٹری کو ہلاک کر دیا جاتا ہے اور وجہ یہ کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ان کے ذریعے اس راز تک نہ پہنچ سکے۔ تو کیا نیچہ نکلتا ہے۔ یہی ناں کہ اس کا بہر حال تعلق پاکیشیا سے ہے ورنہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے یہ لوگ اس قدر خوفزدہ نہ ہوتے۔ ”..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

”آپ کی بات درست ہے عمران صاحب۔ اور اب تو یہ بات واضح طور پر نظر آ رہی ہے کہ ان افسران کی میننگز میں جو سپائس منتخب کئے گئے ہیں ان میں کوئی ایک یا زیادہ سپائس ایسے ہیں جنہیں ایکریمیا منتخب نہیں کرنا چاہتا اور اس بات کو چھپانے کے لئے سارا کھیل کھیلا گیا ہے۔..... بلیک زرو نے کہا۔

”ہاں۔ اور اب اصل بات اس سپاٹ یا ان سپائس کو دریافت کرنا ہے۔..... عمران نے کہا۔

”یہ کیسے ہو گا؟..... بلیک زرو نے کہا۔

”جس انداز میں سوئی کو ہلاک کیا گیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سوئی کو اس بارے میں علم تھا۔..... عمران نے کہا اور اس کے

”نوسر۔ باوجود کوشش کے کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔..... دوسری ریف سے کہا گیا۔

”اس بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش جاری ہو۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”یہ کیا راز ہو گا عمران صاحب کہ انہوں نے اپنی ایک مہجی ہی تم کو دی اور اس کے چیف کے ساتھ ساتھ بیورو کریسی کے اہلکارین آدمی ڈیفنس سیکرٹری کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے۔“ بلیک زرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اور اس راز کا کوئی نہ کوئی تعلق پاکیشیا سے بھی ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”پاکیشیا سے۔ وہ کیسے۔..... بلیک زرو نے کہا۔

”یہ تو سادہ سی بات ہے۔ ذہن پر زور ڈال کر نتائج نکلنے کی کوشش کیا کرو۔ پاکیشیا کے دس اعلیٰ ترین فوجی افسران کو ایک ہر اسرار بیماری کے ذریعے ہلاک کیا گیا ہے اور یہ دس افسران ایسی ایک کمیٹی کے ممبران تھے جس کے ذمے ایسے سپائس منتخب کرنا تھا جنہیں ڈیفنس ممبران اہل نصب کر کے پاکیشیا کے ڈیفنس کو کور کیا جا سکتا ہے۔ اس کمیٹی کی دو میننگز ہوئیں۔ پھر یہ دس کے دس افسران ہلاک ہو گئے اور دونوں میننگز میں تیار ہونے والی رپورٹس بھی غائب کر دی گئیں۔ ان میں سے ایک افسر کے ہلاک کرنے میں پاکیشیائی عہدہ دار کی سوئی ملوث تھی۔ جس انجکشن سے جنرل حسنا

ہوئے کہا تو بلیک زرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد عمران کی کار سراج کالونی پہنچ گئی۔ اس کالونی میں بڑی بڑی کوٹھیاں تھیں۔ ایک کوٹھی کے باہر کاروں کا ہجوم مس تھا۔ عمران نے اپنی کار ایک سائیڈ پر روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کوٹھی کی طرف بڑھ گیا۔

”مجھے دلی افسوس ہوا ہے خان صاحب“..... عمران نے راشد علی خان سے گلے ملتے ہوئے انتہائی خلوص سہرے لہجے میں تعزیتی فقرے ادا کرتے ہوئے کہا۔

”بس۔ اس کی موت اکیرمیا میں ہی لکھی گئی تھی ورنہ اچھی خاصی وہ پاکیشیا میں مستقل شفٹ ہو گئی تھی۔ میں اس سے مل کر واپس آیا تو دوسرے روز مجھے اطلاع ملی کہ وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اکیرمیا واپس چلی گئی ہے اور پھر اسی روز اس کی ہلاکت کی اطلاع ملی“..... راشد علی خان نے انتہائی مغموم لہجے میں کہا۔

”یہاں پاکیشیا میں شفٹ ہو گئی تھی۔ کیا جہاں دارالحکومت میں“..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

”نہیں۔ اس نے شامکان میں ہوٹل خرید اٹھا۔ میں وہاں گیا اور اس سے ملا تو اس نے بتایا کہ اب وہ شامکان میں مستقل شفٹ ہو گئی ہے لیکن دوسرے روز ہی وہ واپس چلی گئی اور اب اس کی لاش ہی آئی ہے“..... راشد علی خان نے کہا اور پھر وہ دوسرے لوگوں کی طرف متوجہ ہو گئے تو عمران خاموشی سے ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ پھر

ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”انکوآری پلیز“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”ہوٹل گرانڈ کا نمبر دیں“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”ہوٹل گرانڈ“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”جنرل منیجر راشد علی خان سے بات کرائیں۔ میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر سنٹرل انٹیلی جنس بیورو بول رہا ہوں“..... عمران نے سرزد لہجے میں کہا۔

”جواب۔ وہ ایک ہفتے کی چھٹی پر ہیں۔ ان کی بیٹی اکیرمیا میں فوت ہو گئی ہے۔ اس کی ڈیڈ باڈی آج پاکیشیا پہنچی ہے۔ آج ہی اس کی تدفین ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”وہ۔ ویری سیڈ۔ کہاں ہے ان کی رہائش گاہ“..... عمران نے کہا۔

”سراج کالونی، کوٹھی نمبر اٹھارہ اے بلاک“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”میں راشد علی خان سے تعزیت کر آؤں“..... عمران نے اٹھتے

اس نے سوئی کے جنازے میں شرکت کی اور اس کے بعد وہ کارلے
 دانش منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کے ذہن میں شاکمان کا نام
 گونج رہا تھا۔ شاکمان شوگران کی سرحد کے قریب ایک انتہائی دشوار
 گزار پہاڑی علاقہ تھا۔ وہاں چونکہ سیاحت کے نقطہ نظر سے اتنی
 سہولیات موجود نہ تھیں کہ زیادہ سے زیادہ سیاح وہاں کا رخ کرتے
 اس لئے عمران حیران ہو رہا تھا کہ سوئی آخر وہاں کیوں گئی اور پھر
 فوراً ہی واپس اٹکریا کیوں چلی گئی۔ یہی سوچتے ہوئے وہ دانش
 منزل کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

چیف سیکرٹری سرمارٹن اپنے آفس میں موجود تھا کہ میز پر پڑے
 ہوئے بہت سے رنگوں کے فون پیسز میں سے سرخ رنگ کے فون کی
 قدرے تیز آواز والی گھنٹی بج اٹھی تو سرمارٹن نے چونک کر اس فون
 کی طرف دیکھا اور پھر رسیور اٹھالیا۔

"ہیس۔ مارٹن بول رہا ہوں"..... سرمارٹن نے کہا کیونکہ اس
 سرخ فون کا تعلق انتہائی ٹاپ اٹکریا میں انجینئریوں کے سربراہوں سے
 تھا۔

"راڈرک بول رہا ہوں جناب۔ چیف آف ایس ایس۔ دوسری
 طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ہیس۔ کیوں کال کی ہے"..... سرمارٹن نے کہا۔

"جناب۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے علی عمران کو شاکمان میں
 دیکھا گیا ہے"..... دوسری طرف سے کہا گیا تو چیف سیکرٹری بے
 اختیار اچھل پڑے۔

کے ہی انداز میں بول رہے ہوں۔
"میں سر"..... راڈرک نے کہا۔

"اب عمران کہاں ہے۔ کیا اب بھی وہ شاکمان میں ہے"..... سر مارٹن نے کہا۔

"نہیں جناب۔ وہ وہاں سے واپس دارالحکومت پہنچ گیا ہے۔"
راڈرک نے جواب دیا۔

"ریڈ پول کی حفاظت کا انتظام کس پہنسی کے پاس ہے۔" سر مارٹن نے پوچھا۔

"جناب۔ یہ پوائنٹ مکمل طور پر خودکار ہے اور زیر زمین ہے۔ وہاں کوئی آدمی موجود نہیں ہے۔ البتہ اس کا وائرلیس کنٹرولنگ سسٹم شاکمان سے قریب ایک اور شہر شاکی میں ہے۔ شاکی سیاحوں کا گڑھ ہے اور وہاں سارا سال پوری دنیا سے سیاح آتے جاتے رہتے ہیں۔ وہاں ایک عمارت میں یہ کنٹرولنگ سسٹم نصب ہے لیکن یہ کنٹرولنگ مشینری نیچے تہہ خانوں میں ہے۔ اوپر سپرٹروئلنگ پہنسی کا آفس ہے اور اس آفس کے عملہ کو بھی اس سسٹم کے بارے میں علم نہیں ہے۔ صرف اس کا میجر گیبی ایس ایس کا خاص آدمی ہے"..... راڈرک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ کنٹرولنگ سسٹم بھی خودکار ہے"..... سر مارٹن نے کہا۔
"میں سر۔ وہ اکیڑیما کے سپرڈیفنس آفس کے تحت مکمل طور پر خودکار ہے"..... راڈرک نے کہا۔

"شاکمان میں۔ اودہ ویری بیڈ۔ تو وہ وہاں پہنچ ہی گیا آخر"..... سر مارٹن نے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"سر۔ اس کے ساتھ اس کے دو حبشی ساتھی اور ایک مقامی آدمی تھا اور وہ بظاہر وہاں تفریح کرتے رہے ہیں لیکن یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ وہ وہاں بی ایس کی ایجنٹ سوئی کے بارے میں معلومات حاصل کرتے رہے ہیں"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سوئی کے بارے میں کیوں۔ سوئی کا شاکمان سے کیا تعلق"۔
چیف سیکرٹری نے حیران ہو کر کہا۔

"بی ایس کے چیف نے سوئی کو وہاں مستقل طور پر شفٹ کر دیا تھا تاکہ اگر پاکیشیا سیکٹ سروس وہاں پہنچے تو اس کا خاتمہ کیا جا سکے"..... راڈرک نے جواب دیا۔

"ویری بیڈ، یہ آدمی ہو گن تو انتہائی احمق ثابت ہوا ہے۔
نانسنس۔ بہر حال عمران ریڈ ایریا کی طرف تو نہیں گیا"..... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"نہیں جناب"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
"اب یہ معاملہ انتہائی خطرناک حیثیت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ اس خوفناک آدمی سے بعید نہیں کہ وہ ریڈ پول کے بارے میں معلومات حاصل کر لے اور پھر جیسے ہی ریڈ پول اوپن ہوا اکیڑیما نہ صرف بدنام ہو جائے بلکہ بین الاقوامی سطح پر بے حد پیچیدگیاں پیدا ہو جائیں گی"..... سر مارٹن نے ایسے انداز میں کہا جیسے وہ خود کلامی

"مسٹر ڈیوڈ۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف ایک اہم ترین مشن درپیش ہے اور میں نے اس کے لئے آپ کے سپر ایجنٹوں کو تجویز کیا ہے"..... سر مارٹن نے کہا۔

"کیا مشن ہے جناب"..... دوسری طرف سے کہا گیا تو سر مارٹن نے مختصر طور پر ساری بات بتا دی۔

"لیکن سر۔ ہمارے ایجنٹ کب تک وہاں رہیں گے۔ ہو سکتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سرے سے وہاں نہ جائے"..... ڈیوڈ نے کہا۔

"ہاں۔ یہ بات تو ہے۔ میں تو حفظ ماتقدم کے طور پر ایسا کرنا چاہتا ہوں"..... سر مارٹن نے کہا۔

"سر۔ اس کا ایک ہی حل ہے کہ ہم عمران تک یہ بات پہنچا دیں کہ انکریٹین مفادات شاکی میں موجود ہیں۔ وہ لامحالہ شاکی آئیں گے تو وہاں ان سے آسانی سے نمٹ لیا جائے گا"..... ڈیوڈ نے کہا۔

"ہاں۔ تجویز تو اچھی ہے لیکن اسے بتاؤ گے کیا"..... سر مارٹن نے کہا۔

"کچھ بھی بتایا جاسکتا ہے"..... ڈیوڈ نے کہا۔

"نہیں۔ عمران بے حد ذہین اور ہوشیار آدمی ہے۔ اسے آسانی سے ڈانچ نہیں دیا جاسکتا۔ تم اپنے دو سپر ایجنٹ شاکی اور شاکمان لکھا دو۔ دترین ماہ تک اگر عمران وہاں نہ پہنچا تو اس کا مطلب ہے کہ سے معلوم نہیں ہو سکا اور اگر پہنچ جائے تو اس سے نمٹ لیا جائے۔

"اوہ۔ وری گڈ۔ پھر تو یہ ریڈ پول کسی بھی صورت خطرے میں نہیں آسکتا۔ ہم خواہ مخواہ پریشان ہو رہے ہیں"..... سر مارٹن نے اس بار قدرے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"سر۔ ویسے تو ریڈ پول ہر لحاظ سے محفوظ ہے اور اسے حیار ہی اسی انداز میں کیا گیا ہے لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں جو کچھ بتایا جاتا ہے وہ بھی کم نہیں ہے اس لئے میری تجویز ہے کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنی ایجنسی کے چند ایجنٹوں کو وہاں بھیجا دوں"۔ واؤرک نے کہا۔

"نہیں۔ یہ لوگ جہاڑی ایجنسی کے بس کا روگ نہیں ہیں۔ ان کے مقابلے کے ایجنٹ صرف بلیک ایجنسی کے سپر ایجنٹ ہی ہو سکتے ہیں اور جہاڑی ایجنسی صرف معلومات تک ہی اپنے آپ کو محدود رکھے گی"..... سر مارٹن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے ہاتھ جھکا کر کیڈل دبا دیا اور پھر ہاتھ اٹھا کر اوٹون آنے پر انہوں نے تیزی سے نمبر ریس کرنے شروع کر دیے۔

"بس"..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک غزاقی ہوئی سی آواز سنائی دی۔

"مارٹن بول رہا ہوں چیف سیکرٹری"..... سر مارٹن نے بھاری لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ ٹکی سر۔ میں چیف آف بلیک ایجنسی ڈیوڈ بول رہا ہوں"..... دوسری طرف سے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا گیا۔

دیے بھی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اجتنابی تیز رفتاری سے کام کرنے کے عادی ہیں اس لئے اگر انہیں کچھ معلوم ہوا تو وہ فوراً کارروائی کر ڈالیں گے۔..... سر مارٹن نے کہا۔

”یس سر۔ یہ بھی ٹھیک ہے۔..... ڈیوڈ نے جواب دیا۔

”لیکن یہ سن لو کہ جہارے ہتھنوں نے وہاں کوئی ایسا کام نہیں کرنا جس سے انہیں شک پڑ جائے۔ اس طرح آئیل مجھے مار والا مسئلہ پیدا ہو جائے گا۔..... سر مارٹن نے کہا۔

”میں سمجھتا ہوں سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ بلیک ہتھنوں کے سپر ٹاپ ایجنٹ گانڈر اور اس کی بیوی سارہ گانڈر ہیں۔ یہ ان علاقوں کی زبانیں بھی جانتے ہیں اور طویل عرصہ ان علاقوں میں رہ بھی چکے ہیں کیونکہ یہ طویل عرصے تک شوگران کے سرحدی علاقوں میں کام کرتے رہے ہیں۔ یہ دونوں پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بھی زیادہ ہوشیار، تیز اور فعال ہیں اس لئے گانڈر اور سارہ دونوں کو میں وہاں بھجوا دیتا ہوں۔..... ڈیوڈ نے کہا۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے۔ انہیں اچھی طرح بریف کر دینا۔..... سر مارٹن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے رسیور رکھ دیا۔ ان کے چہرے پر اب گہرے اطمینان کے تاثرات ابھرائے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ بلیک ہتھنوں کے سر ایجنٹ کسی طرح بھی کارکردگی کے لحاظ سے عمران اور اس کے ساتھیوں سے کم نہیں رہیں گے۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زرو حسب عادت احتیاطاً اٹھ کھڑا ہوا۔

”بیٹھو۔..... رسمی سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

”آپ شاکمان سے ہو آئے ہیں۔ کیا رہا وہاں۔..... بلیک زرو نے کہا۔

”کچھ بھی نہیں۔ میں نے وہاں ساری چیکنگ کی ہے لیکن عام سا پہاڑی علاقہ ہے۔ وہاں ہوٹل ہے جسے پہلے سوینی نے خرید لیا تھا اور پھر اس نے فوری طور پر اسے ایک مقامی سردار کے پاس فروخت کر دیا اور خود واپس ایکریڈیا چلی گئی۔ اب وہ ہوٹل چل رہا ہے اور بس۔..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”پھر یہ سوینی جو اصل میں ایجنٹ تھی، شاکمان کیا کرنے لگی

تھی..... بلیک زیرو نے کہا۔

”یہی عقدہ تو حل نہیں ہو رہا..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”تو پھر آپ نے اس بارے میں مزید کیا سوچا ہے..... بلیک زیرو نے کہا۔

”کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا۔ بس ایک ہی صورت رہ گئی ہے کہ ایکریمیا کے چیف سیکرٹری کو اغوا کر کے ان سے پوچھ گچھ کی جائے۔“ عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

”جو بڑا تو اچھی ہے..... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”اگر یہی کام کرنا ہے تو پھر سیکرٹ سروس پر اس قدر اخراجات کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ بہر حال تم گراہم کو فون کر کے اس سے معلوم کرو کہ اس نے اس بارے میں مزید کیا معلوم کیا ہے۔ اس کے ذمے چیف سیکرٹری سے مزید معلومات حاصل کرنے کا کام لگایا گیا تھا..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر سپیشل فون کا رسیور اٹھا کر اس نے منبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ جب گراہم سے رابطہ ہو گیا تو اس نے رسیور عمران کی طرف

بڑھا دیا۔

”گراہم تمہارے ذمے تھا کہ چیف سیکرٹری سے اس بارے میں مزید معلومات حاصل کرو گے لیکن تم نے کوئی رپورٹ نہیں دی۔“

عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”سر۔ کوئی رپورٹ ملی ہی نہیں..... دوسری طرف سے گراہم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”چیف سیکرٹری کے خصوصی فون کو ٹیپ کیا گیا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”نہیں جناب۔ انہوں نے ایسا چیک سسٹم قائم کیا ہوا ہے کہ کسی صورت بھی اسے واچ نہیں کیا جاسکتا..... گراہم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کوئی ایسی صورت نہیں کہ جس سے منحوس کیا جاسکے کہ اصل معاملہ کیا ہے..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”جناب۔ ایک معلومات فروخت کرنے والی مہجمنی ایسی ہے جو اس معاملے میں کچھ معلوم کر سکتی ہے لیکن اس مہجمنی کی مالک مادام پرسٹن ایسی عورت ہے جسے ہمارے بارے میں بھی علم رہتا ہے کہ ہمارا تعلق کس سے ہے اور وہ ہمیں کسی صورت بھی ایکریمیا کے سرکاری راز نہیں بتاتی۔ ویسے وہ اگر چاہے تو کچھ معلوم کر سکتی ہے..... گراہم نے جواب دیا۔

”تو پھر وہ کیا بتاتی ہے..... عمران نے کہا۔

”جناب۔ اب سرکاری سیکریسی سے ہٹ کر یورو کریسی میں بے شمار منصوبہ جات تیار ہوتے رہتے ہیں۔ ان کے بارے میں معلومات مہیا کرتی رہتی ہیں..... گراہم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کب سے کام کر رہی ہے یہ بھنسی..... عمران نے پوچھا۔
"چار پانچ سال ہو گئے ہیں..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اس کا نمبر کیا ہے یا کوئی اور خاص نمبر..... عمران نے کہا۔
"جناب۔ مادام پرسن ایکریمیا کے معروف لارڈ ہیرنگٹن کی بیٹی ہے۔ ولنکٹن میں اس کا ایٹ سٹار شاندار ہوٹل ہے جس کا نام ہائی لارڈ ہے۔ مادام پرسن اس ہوٹل کی مالک ہے اور جنرل تیگر بھی اور اس کے تعلقات ایکریمیا کے انتہائی ناپ حلقوں سے ہیں۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے دوسرے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کر دیئے۔

"انکواری پلزز..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی تو بلیک زرو آواز سن کر ہی سمجھ گیا کہ عمران نے ایکریمیا کال کی ہے۔"

"ہائی لارڈ ہوٹل کی مالک اور جنرل تیگر مادام پرسن کا خصوصی نمبر دیں..... عمران نے ایکریمین لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبا کر رابطہ ختم کیا اور پھر فون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"میں..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مجتبیٰ ہوئی انتہائی کرخشاہی آواز سنائی دی۔

"ارے۔ یہ تو کہیں غلط نمبر مل گیا ہے ورنہ لارڈ ہیرنگٹن جیسے انتہائی مہذب لارڈ کی صاحبزادی کی آواز اس قدر کرخشاہی نہیں ہو سکتی..... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ خود کلامی کر رہا ہو۔

"کون بول رہا ہے۔ میں مادام پرسن بات کر رہی ہوں۔" اس بار دوسری طرف سے لکھت انتہائی نرم لہجے میں کہا گیا تو مین کی دوسری طرف بیٹھا ہوا بلیک زرو بے اختیار مسکرا دیا۔

"کمال ہے۔ فون خود بخود درست نمبر پر شفٹ ہو گیا ہے۔ اب تو واقعی لگتا ہے کہ کوئی نفیس مزاج خاتون بات کر رہی ہے۔ ویسے میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے اور میں پاکیشیا سے بول رہا ہوں..... عمران نے کہا۔

"پاکیشیا سے۔ لیکن تم لارڈ صاحب کے بارے میں کیسے جانتے ہو جبکہ وہ کبھی پاکیشیا نہیں گئے..... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"لارڈ صاحب کو کون نہیں جانتا۔ دنیا کا کون سا خطہ ہے، کون سا ملک ہے جہاں لارڈ صاحب کو جانتے والے موجود نہیں ہیں۔" عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ واقعی آپ درست کہہ رہے ہیں لیکن آپ کیا چاہتے ہیں..... اس بار مادام پرسن کی مسرت بھری آواز سنائی دی۔

"محترمہ مادام پرسن۔ آپ کو شاید معلوم نہیں ہے لیکن لارڈ صاحب سے آپ پوچھیں گی تو وہ آپ کو بتائیں گے کہ ان کی وصیت

گیا۔

”مادام آپ کے پاس یقیناً یہ اطلاع ہوگی کہ میں بطور پرنس آف ڈمپ پاکستان میں ائیکریٹیا کے مفادات کی نگرانی کرتا ہوں جن مفادات کو اوپن نہیں کیا جاتا۔ جو مفادات اوپن ہوتے ہیں ان کی نگرانی سفارت خانہ کرتا ہے لیکن خفیہ مفادات کی نگرانی میرے ذمے ہے۔ لیکن ائیکریٹیا کے چیف سیکرٹری سر مارٹن میرے ڈیڈی سر عبدالرحمن کی وجہ سے درپردہ میرے مخالف ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ ڈمپ کی بجائے ائیکریٹیا کی طرف سے یہ کام ریاست ڈمپ کی ہمسایہ ریاست کاروب کے پرنس کو دے دیا جائے اور ساتھ ہی مجھے اطلاع ملی ہے کہ چیف سیکرٹری صاحب نے ائیکریٹیا کی ٹاپ مینجمنٹ کے چیف کو کہہ کر دو ٹاپ ایجنٹ پاکستان بھیجوائے ہیں تاکہ وہ وہاں میرے خلاف کام کر کے کوئی ثبوت حاصل کر سکیں۔ میں نے بڑی زبردست کوشش کے بعد یہ معلوم کیا ہے کہ چیف سیکرٹری صاحب کے بارے میں معلومات اس پوری دنیا میں صرف آپ ہی مہیا کر سکتی ہیں اور مجھے اس پر فخر ہے کہ میرے انٹل لارڈ ہمرنگٹن کی صاحبزادی اس قدر بااثر ہے“..... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

”سر مارٹن نے آپ کے خلاف ایجنٹ بھیجے ہیں۔ میں ابھی معلوم کرالیتی ہوں۔ یہ کون سی بات ہے۔ آپ کس نمبر سے فون کر رہے ہیں“..... مادام پرنسٹن نے عمران کی توقع کے مطابق کہا۔

”کتنی دیر میں معلوم کر لیں گی“..... عمران نے کہا۔

میں ان کے جس بھیٹے کا ذکر ہے وہ میں ہوں۔ البتہ میں نے لارڈ صاحب سے کہہ دیا ہے کہ مجھے آپ کی جاگیر سے کچھ نہیں چاہئے۔ صرف میرا نام وصیت میں درج کر دیں تاکہ میں اس پر فخر کر سکوں کہ اس دنیا کے معروف ترین لارڈ کے وصیت نامہ میں میرا نام بھی موجود ہے“..... عمران نے اسے پوری طرح بانس پر چڑھاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تو آپ اس قدر قریب سے جلتے ہیں ڈیڈی کو۔ لیکن میں نے تو کبھی آپ کا نام نہیں سنا۔ حیرت ہے“..... مادام پرنسٹن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میرا ایک نام اور بھی ہے اور وہ ہے پرنس آف ڈمپ۔ بے شک لارڈ صاحب کو فون کر کے معلوم کر لیں“..... عمران نے کہا۔

”پرنس آف ڈمپ۔ یہ ڈمپ کیا کوئی ریاست ہے“..... مادام پرنسٹن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کوہ ہمالیہ کی ترائی میں ایک بڑی سی ریاست ہے“..... عمران نے جواب دیا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تو کیا آپ واقعی پرنس ہوں“..... دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”میرے ڈیڈی سر عبدالرحمن اگر کنگ آف ڈمپ ہیں تو میں واقعی پرنس آف ڈمپ ہوں“..... عمران نے جواب دیا۔

”اوہ۔ میرے لئے کیا حکم ہے پرنس“..... دوسری طرف سے کہا

باتیں مردوں کے نزدیک احمقانہ ہوتی ہیں وہ عورتوں کے نزدیک اہمائی قابل ستائش قرار پاتی ہیں جبکہ وہ باتیں جو مردوں کے نزدیک قابل ستائش ہوتی ہیں وہ عورتوں کے نزدیک احمقانہ قرار پاتی ہیں۔ عورت کے حسن کی تعریف کسی بھی انداز میں کر دو۔ لاکھ احمقانہ انداز میں کر دو لیکن وہ اسے بہر حال پسند کرے گی چاہے وہ اس کا اظہار کرے یا نہ کرے۔ اسی طرح کسی خاتون کے ماں باپ، بہن بھائیوں کی تعریف کر دو تو اسے بھی لازماً وہ پسند کرے گی۔ عمران نے ایسے لہجے میں اسے سمجھاتے ہوئے کہا جیسے استاد کسی کند ذہن بچے کو سبق پڑھاتے ہیں اور بلیک زرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ کو عورتوں کی نفسیات کس نے بتائی ہیں..... بلیک زرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"حکیم لقمان سے کسی نے پوچھا تھا کہ آپ نے حکمت و دانائی کہاں سے سیکھی تو حکیم لقمان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا کہ اس نے دانائی جابلوں اور احمقوں سے سیکھی ہے کہ جو بات وہ کہتے ہیں یا جو کام وہ کرتے ہیں میں ان کا الٹ کرتا ہوں۔ سچی جہاد کے سوال کا جواب ہے..... عمران نے جواب دیا تو بلیک زرو ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ پھر اسی طرح ایک گھنٹہ تک وہ باتیں کرتے رہے اور پھر عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیں....." رابطہ قائم ہوتے ہی مادام پرسن کی آواز سنائی دی۔ "پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں پاکیشیا سے..... عمران نے

"ایک گھنٹے میں..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تو میں ایک گھنٹے بعد دوبارہ فون کر لوں گا۔ میں ایک وقت میں ایک کام کا قائل ہوں۔ آپ معلوم کرانے کا کام بھی کریں اور پھر مجھے فون کرنے کا کام بھی۔ یہ تو آپ کے ساتھ زیادتی ہے اس لئے ایک کام آپ کریں اور ایک کام میں کروں گا..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے مادام پرسن بے اختیار ہنس پڑی۔

"اوکے....." مادام پرسن نے ہنستے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ عورتیں اس قدر سادہ لوح اور احمق کیوں ہوتی ہیں عمران صاحب..... بلیک زرو نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

"ارے۔ ارے۔ خدا کا خوف کرو۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ خواتین اور سادہ لوح اور احمق..... عمران نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"اب اس مادام پرسن کو ہی دیکھیں۔ کتنا بڑا ہوٹل چلا رہی ہے۔ مخبری کا نیٹ ورک چلا رہی ہے لیکن آپ کی باتوں سے اس قدر احمق بن گئی جیسے اس میں عقل نام کی کوئی چیز ہی نہ ہو۔" بلیک زرو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"گو تم نے میرا لحاظ کرتے ہوئے میری باتوں کو احمقانہ نہیں کہا لیکن دراصل جہاد مقصد ہی تھا لیکن مسئلہ یہ ہے کہ تم مرد ہو اور پرسن عورت اور مردوں اور عورتوں میں یہی فرق ہوتا ہے کہ جو

ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے مادام پرسن کی بات پر یقین نہ آ رہا ہو۔
 "تم دیکھ لینا۔ میرا نام مادام پرسن ہے اور میں لاڈلہ، ہر نگلن کی
 بیٹی ہوں۔" مادام پرسن نے انتہائی فخریہ لہجے میں جواب دیا۔
 "بس یہ خیال رکھنا کہ کسی کے سلسلے میرے نام نہ آئے۔"
 عمران نے کہا۔

"تم فکر مت کرو۔ میں سمجھتی ہوں۔ احمق نہیں ہوں۔" دوسری
 طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے
 رسیور رکھا ہی تھا کہ سلسلے بیٹھا ہوا بلیک زرو بے اختیار کھلکھلا کر
 ہنس پڑا۔

"ارے۔ کیا ہوا۔ تم ہنس کیوں رہے ہو۔" عمران نے
 مسکراتے ہوئے کہا۔

"کہہ رہی ہے کہ میں احمق نہیں ہوں۔ بلیک زرو نے ہنسنے
 ہوئے کہا تو عمران بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

"وہ واقعی احمق نہیں ہے بلیک زرو۔ وہ اتنی آسانی سے کیسے
 یہ بات معلوم کر لیتی جس کو گراہم بھی معلوم نہیں کر سکا۔" عمران
 نے کہا۔

"ہاں۔ عمران صاحب۔ واقعی یہ بات تو میرے ذہن میں بھی
 نہیں آئی۔ آخر اس کے کیسے تعلقات ہوں گے معلومات حاصل
 کرنے کے۔" بلیک زرو نے کہا۔

"ایکری میا میں یہ قانون ہے کہ بڑے سرکاری افسران کی فون

کہا۔
 "اوہ آپ۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔
 "ہاں۔ کیا کچھ معلوم ہوا کہ میرے خلاف کیا سازش کی جا رہی
 ہے۔" عمران نے کہا۔

"پرنس۔ آپ کے خلاف کوئی سازش نہیں ہو رہی۔ میں نے
 سب معلوم کر لیا ہے۔ سر مارٹن نے بلیک ایجنسی کے چیف ڈیوڈ کو
 کہا ہے کہ وہ دو ایجنٹ پاکیشیا کے کسی پہاڑی علاقے شاکی میں
 ایکری میا کے کسی پراجیکٹ کے تحفظ کے لئے بھیجے تو سر مارٹن کے حکم
 پر بلیک ایجنسی کے چیف نے گلاڈز اور سارہ کو وہاں بھجوا دیا۔ یہ
 دونوں میاں بیوی ہیں اور بلیک ایجنسی کے سپرنٹ ایجنٹ ہیں۔
 تم بے فکر رہو۔ جہارے خلاف کوئی سازش نہیں ہو رہی۔" مادام
 پرسن نے کہا۔

"اوہ۔ تم سمجھ ہی نہیں رہیں مادام پرسن۔ یہ علاقہ ہماری
 ریاست کے قریب ہے ورنہ مجھے معلوم ہے کہ اس پہاڑی علاقے میں
 ایکری میا کا کوئی پراجیکٹ موجود نہیں ہے۔ یہ سب کچھ میرے خلاف
 سازش ہے۔" عمران نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تمہیں یقین دلانے کے لئے مجھے پراجیکٹ
 کے بارے میں بھی معلوم کرنا ہو گا۔ ٹھیک ہے۔ ایک گھنٹہ بعد تم
 پھر فون کر لینا۔" مادام پرسن نے کہا۔

"کیا ایک گھنٹہ میں واقعی تم معلوم کر لو گی۔" عمران نے

کرتا ہے۔..... عمران نے کہا۔

"اوہ آپ - میں نے معلوم کر لیا ہے۔ آپ بے فکر رہیں اس مسئلے میں آپ کی ذات ملوث نہیں ہے۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اچھا۔ وہ کیسے۔..... عمران نے جان بوجھ کر لہجے میں حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"ایکریسیا کا کوئی خفیہ پراجیکٹ پاکیشیا کے پہاڑی علاقے شاکمان میں ہے۔ اس کا کنٹرولنگ سسٹم شاکمان میں ہے اور بلیک ہینکسی کے ایجنٹ اس کنٹرولنگ سسٹم کی حفاظت کے لئے وہاں بھیجے گئے ہیں۔..... مادام پرسٹن نے کہا۔

"کیا ان کے چلیئے معلوم ہو سکتے ہیں تاکہ میں ان سے خود مل کر انہیں اپنے بارے میں بتا سکوں۔..... عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ وہ بلیک ہینکسی کے سپر ایجنٹ ہیں۔ نجانے وہاں وہ کس چلیئے میں ہوں۔..... مادام پرسٹن نے جواب دیا۔

"اوکے۔ بے حد شکریہ۔ لارڈ ہیرنگٹن کو میرا سلام دے دیں۔ میں جب بھی ایکریسیا آیا تو ان کی خدمت میں سلام پیش کروں گا اور انہیں مبارک باد دوں گا کہ وہ آپ جیسی خاتون کے والد ہیں۔" عمران نے کہا۔

"اوہ۔ بے حد شکریہ۔..... دوسری طرف سے مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

کالیں ہسپ کی جاتی ہیں اور انہیں ایک خصوصی خفیہ مرکز میں چیک کیا جاتا ہے۔ اس خفیہ مرکز کا علم صرف صدر کو ہوتا ہے۔ یہ کالیں خلائی سیاروں سے چیک کی جاتی ہیں اور اس مادام پرسٹن کا تعلق یقیناً اس خلائی مرکز سے ہو گا اس لئے اس نے سر مارٹن کی فون کالیں چیک کرائیں اور اسے معلومات مل گئیں جو شاید اور کسی طرح بھی نہ مل سکتی تھیں۔..... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"تو اب وہ کیا کرے گی۔ کیا چیف سیکرٹری سے براہ راست پوچھے گی۔..... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ اب وہ ڈیوڈ کی بات چیت چیک کرانے گی کیونکہ لازماً ڈیوڈ نے گالڈر اور سارہ دونوں ہینکسوں کو پاکیشیا بھیجواتے ہوئے تفصیلی ہدایات دی ہوں گی۔..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلادیا۔

"لیکن عمران صاحب۔ شاکمان میں اس کا کیا پراجیکٹ ہو سکتا ہے۔ وہ تو عام سا پہاڑی مقام ہے جہاں سیاح آتے جاتے رہتے ہیں۔..... بلیک زیرو نے کہا۔

"سچی بات تو میں معلوم کرنا چاہتا ہوں۔..... عمران نے کہا اور پھر ایک گھنٹے بعد اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"لیں۔..... رابطہ قائم ہوتے ہی مادام پرسٹن کی آواز سنائی دی۔ "پرنس آف ڈمپ مادام پرسٹن کی خدمت عالیہ میں سلام پیش

گیا تھا کہ سرسلطان چونکہ مزاج کے لحاظ سے نہ صرف انتہائی نرم تھے بلکہ وہ اپنے ماتحتوں کے ہر دکھ اور صدمے میں بھی شریک رہتے تھے اس لئے ملازم بھی ان کے گن گاتے تھے۔

”ہیلو۔ سرسلطان بول رہا ہوں..... جند لمحوں بعد سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔“ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”بولو..... سرسلطان نے کہا تو عمران ان کے اس جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔

”ایک مزاحیہ ڈرامہ دیکھا تھا جس میں ایک کروڑا ہر وقت یہی کہتا رہتا تھا کہ بولوں کہ نہ بولوں اور پھر بولنا شروع کر دیتا تھا۔ آخر میں وہ پھر یہی فقرہ دوہراتا تھا اور پھر بولنا شروع کر دیتا تھا لیکن اسے آج تک بولنے کی باقاعدہ اجازت نہ مل سکی جبکہ آپ نے بطور سلطان خود اجازت دے دی ہے.....“ عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

”عمران بیٹے۔ اس وقت میرے آفس میں ایک غیر ملکی سفارت کار موجود ہیں اور میں نے ان سے انتہائی اہم مذاکرات کرنے ہیں اور میں انہیں زیادہ انتظار بھی نہیں کر سکتا ورنہ پاکستان کے مفادات کو نقصان بھی پہنچ سکتا ہے.....“ سرسلطان نے بڑے نرم سے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”اوہ اچھا۔ تو پھر ان سفیر صاحب سے ہی پوچھ لیجئے کہ وزارت

”حیرت ہے۔ شاکمان اور شاکی میں ایکریمنیں پراجیکٹ کیسے ہو سکتے ہیں۔ کسی کے پاس اس بارے میں اطلاع ہی نہیں۔“ بلیک زرد نے کہا تو عمران نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ..... رابطہ قائم ہوتے ہی سرسلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

”کمال ہے۔ خارجہ ہونے کے باوجود نہ ہی تم خارجہ ہوتے ہو اور نہ سیکرٹری.....“ عمران نے اپنے اصل لہجے میں کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ کیا خارجہ نہیں ہوتا.....“ سیکرٹری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہمارے ایک مشہور شاعر کا شعر ہے، چھول کی خوشبودل کی فریاد اور محفل کے چراغ کا دھواں۔ ان میں سے جو بھی محفل سے نکلتا ہے مطلب ہے خارجہ ہوتا ہے، وہ پریشان ہو کر فضا میں بکھر جاتا ہے لیکن تم پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ ہونے کے باوجود ویسے کے ویسے جھے ہونے ہو اور سیکرٹری صاحب بھی خارجہ کے باوجود دفتر سے خارج نہیں ہوتے.....“ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو دوسری طرف پی اے بے اختیار ہنس پڑا۔

”جب تک سرسلطان ہیں جناب میں بھی کہیں نہیں جا سکتا۔ ورنہ دوسرے سیکرٹری صاحبان کے پی اے تو ایک ہفتہ بھی نہیں نکال سکتے.....“ پی اے نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ وہ کچھ

تفصیل کہاں سے معلوم کی جائے کیونکہ میں شاکمان کا راؤنڈ لگا چکا ہوں۔ وہاں بظاہر تو کوئی پراجیکٹ نہیں ہے اور نہ ہی ایسے کوئی آثار نظر آتے ہیں۔..... عمران نے کہا اور پھر اسی طرح کی باتوں میں کچھ وقت گزرا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"ایکسٹو..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں۔ عمران بے جہاں..... دوسری طرف سے سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

"نہ بھی ہو تو حکم سلطان سے اسے کان سے پکڑ کر پیش کیا جاسکتا ہے۔..... عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"عمران۔ میں نے معلوم کر لیا ہے۔ شاکمان اور ششکی تو ایک طرف اس پورے ایریا میں کہیں بھی کوئی ایکریمن یا کسی بھی دوسری سپر یادر کا کوئی اوڈیا پراجیکٹ نہیں ہے اور میں نے شوگران سے بھی معلومات حاصل کر لی ہیں۔ ان کے مطابق بھی ایسی کوئی اطلاع ان کے پاس موجود نہیں ہے۔..... سرسلطان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ مجھے خود ہی کوشش کرنا پڑے گی۔ اللہ حافظ..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحے وہ خاموش بیٹھا رہا۔ پھر اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

سائیس اور وزارت دفاع دونوں میں سے کس کے پاس یہ اطلاع موجود ہے کہ پاکیشیا کے پہاڑی علاقے شاکمان اور ششکی میں ایکریمنیا کے کوئی خصوصی پراجیکٹ موجود ہیں اور وہ کیا ہیں..... عمران نے کہا۔

"شاکمان اور ششکی میں۔ کیا واقعی وہاں ایکریمنین پراجیکٹ ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ وہ تو تفریحی اور سیاحتی مقام ہیں۔ انتہائی دشوار گزار پہاڑی علاقے میں اور شوگران کی سرحد کے بھی بالکل قریب ہیں۔ وہاں ایکریمنیا کے خفیہ پراجیکٹ کیسے ہو سکتے ہیں۔" سرسلطان نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بظاہر تو یہ حتی اطلاع ہے لیکن آپ کی طرح مجھے بھی یقین نہیں آیا تھا اس لئے میں کنفرم کرانا چاہتا ہوں۔..... عمران نے کہا۔

"تم کہاں موجود ہو..... عمران نے کہا۔

"وہاں جہاں عقل کو خارج کر دیا جاتا ہے بلکہ دوسرے لفظوں میں عقل کو سیکرٹری خارج بنا دیا گیا ہے۔..... عمران ایک بار پھر پٹی سے اتر گیا تھا لیکن دوسرے لمحے اس نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا کیونکہ دوسری طرف سے سرسلطان نے بغیر کچھ کہے رسیور رکھ دیا تھا اور بلیک زرو بے اختیار مسکرا دیا۔

"میرا خیال ہے کہ وزارت دفاع اور وزارت سائیس دونوں ہی ان سے لاعلم ہوں گے۔..... بلیک زرو نے کہا۔

"گلتا تو ایسا ہی ہے لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ اس پراجیکٹ کی

عمران نے کہا۔

"میں باس۔ کیونکہ مارتھا پہلے بلیک مہجنتی میں کام کرتی رہی ہے۔ وہ انتہائی ذہین لڑکی ہے اور ایک ایکسپٹنٹ میں اس کی دونوں ٹانگیں بے کار ہو گئیں۔ اب اس نے ایک شوٹنگ کلب کھولا ہوا ہے لیکن وہ پوری دنیا کے مہجنتوں کے بارے میں نہ صرف معلومات رکھتی ہے بلکہ حکومت اکیڈمیا بھی خاص خاص معاملات میں اس سے مشورے لیتی رہتی ہے۔ مارتھا بے حد ذہین عورت ہے اور سارہ جب بھی باہر جاتی تو وہ مارتھا سے اپنے کام کے بارے میں تفصیل سے ڈسکس کر کے اور مشورہ لے کر جاتی ہے اس لئے لامحالہ مارتھا کو معلوم ہو گا کہ سارہ پاکیشیا کیا کرنے لگی ہے۔ گراہم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم اس سے کیسے معلوم کرو گے۔ عمران نے کہا۔
"اسے ٹرانس میں لا کر۔ میرے گروپ کا ایک آدمی اس کام میں لہر ہے۔ پہلے بھی مارتھا سے ایک بار میں نے چند معلومات حاصل کرائی تھیں۔ وہ اسی طرح حاصل کی گئی تھیں۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"گڈ شو۔ کتنا وقت لو گے اس کے لئے۔ عمران نے پوچھا۔
"تھینک یو باس۔ کل تک معلوم ہو سکے گا۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ جس قدر جلد ہو سکے معلوم کرو۔ عمران نے کہا اور

"گراہم بول رہا ہوں۔ رابطہ قائم ہوتے ہی فارن ایجنٹ گراہم کی آواز سنائی دی۔

"چیف بول رہا ہوں۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔
"میں باس۔ دوسری طرف سے گراہم کا پھر یکھت انتہائی مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

"بلیک مہجنتی کے دو ایجنٹ ہیں۔ ایک کا نام گالڈر ہے اور دوسری عورت ہے جس کا نام سارہ ہے۔ کیا ان کے بارے میں جہارے پاس معلومات ہیں۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔
"میں باس۔ یہ دونوں میاں بیوی ہیں۔ گالڈر اور سارہ گالڈر دونوں انتہائی ٹاپ ایجنٹ سمجھے جاتے ہیں۔ ویسے عام حالات میں یہ ایک کلب چلاتے ہیں جس کا نام گالڈر کلب ہے۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ان کے بارے میں معلوم کرو کہ یہ پاکیشیا کے پہاڑی علاقے شاکا میں کیا کرنے لگے ہیں۔ عمران نے کہا۔
"ہو سکے باس۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
"کیسے معلوم کرو گے۔ عمران نے پوچھا۔

"باس۔ سارہ کی ایک معذور بہن ہے مارتھا۔ سارہ اس سے بے حد محبت کرتی ہے۔ وہ اگر ولنگٹن سے باہر جائے تو اس مارتھا کو بتا کر جاتی ہے۔ گراہم نے کہا۔

"لیکن کیا اسے وہ مشن کے بارے میں بھی بتا کر جاتی ہے۔

"کیوں۔ میرے جانے کی کیا ضرورت ہے۔ جو یا اور اس کی ٹیم سارا کام خود ہی کر لے گی۔"..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"اس کا مطلب ہے کہ آغا سلیمان پاشا نے اپنے واجبات معاف کر دیئے ہیں۔"..... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"آغا سلیمان پاشا اور واجبات معاف کرے۔ یہ تو ایسے ہے جیسے سورج مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع ہونا شروع ہو جائے۔"..... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تو پھر آپ کو یقیناً کوئی غرہ ہاتھ لگ گیا ہو گا ورنہ آپ جلنے بوجھنے چٹک چٹک کرنے کا موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"اس بار میں تمہیں بھیجنا چاہتا ہوں تاکہ جب تم مشن مکمل کر کے واپس آؤ اور میں تمہیں ایک چھوٹا سا چٹک دوں تو تمہیں بھی احساس ہو کہ اس چٹک کو دیکھ کر دل پر کیا نگرانی ہے۔" عمران نے کہا۔

"آپ بے شک چٹک خود لے لیں لیکن مجھے واقعی وہاں جانے لانا..... بلیک زیرو نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ اپنا وعدہ یاد رکھنا لیکن تم نے وہاں ٹھیکرین پراجیکٹ کو ٹریس کرنا ہے۔"..... عمران نے کہا تو بلیک

اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جو یا بول رہی ہوں..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جو یا کی آواز سنائی دی۔

-ایکسٹو..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

-میں ہاں..... دوسری طرف سے جو یا کا لہجہ یکھت انتہائی مؤیدانہ ہو گیا تھا۔

-ایکری میا کے ایک خفیہ پراجیکٹ کے بارے میں معلوم ہوا ہے جو چھاڑی علاقے شاکا اور شاکمان میں ہے اور بلیک ایجنسی کے دو سرپنٹ ایجنٹ وہاں اس کی حفاظت کے لئے پہنچے ہوئے ہیں۔ تم صفدر، ٹیپٹن، شکیل اور تنویر کو ساتھ لے کر شاکا اور شاکمان جاؤ گی اور وہاں اس پراجیکٹ اور ان سرپنٹ ایجنٹوں کے بارے میں معلومات حاصل کرو گی۔ ویسے ان ایجنٹوں کے نام گالڈر اور سارہ ہیں اور یہ دونوں میاں بیوی ہیں..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

-میں ہاں۔ لیکن کیا عمران ہمارے ساتھ نہیں جائے گا۔ جو یا نے جو تک کر پوچھا۔

-عمران کو چھوٹے چھوٹے مشنوں پر ہائر نہیں کیا جاتا۔ یہ کام تم نے کرنا ہے..... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی

اس نے رسیور رکھ دیا۔

"کیا آپ کا ارادہ علیحدہ جانے کا ہے۔"..... بلیک زیرو نے کہا۔

زیر بے اختیار خوشی سے اچھل پڑا کیونکہ اس کا مطلب تھا کہ عمران نے آسے وہاں جانے کی اجازت دے دی ہے۔
 "ٹھیک ہے۔ میں یہاں سے چینگنگ مشیز می ساتھ لے جاؤں گا۔"..... بلکہ زیر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ڈیوڈ لمبے قد اور بھرے ہوئے جسم کا ادھیڑ عمر آدمی تھا لیکن اس کے انداز میں نوجوانوں جیسی حسرت تھی۔ اس کے سر کے بال جھوٹے جھوٹے تھے لیکن بال اس حد تک گھنگھریالے تھے کہ یوں لگتا تھا جیسے اس نے سر پر جھوٹے جھوٹے سرنگوں سے بنی ہوئی کوئی ٹوپی پہن رکھی ہو۔ اس کے بالوں کا رنگ سنہری تھا۔ اس کے چہرے پر سختی اور درشتی کے تاثرات نمایاں تھے۔ وہ انگریزیا کی سب سے ٹاپ انجینی کا سربراہ تھا اور کہا جاتا تھا کہ ٹاپ انجینی کا رابطہ بالواسطہ انگریزیا اور یورپ میں اس طرح پھیلا ہوا تھا کہ ڈیوڈ اگر چاہے تو پلک جھپکنے میں حکومتیں تبدیل کر سکتا تھا۔ ڈیوڈ کے جسم پر سیاہ رنگ کا سوٹ تھا۔ وہ سگار پینے کا عادی تھا اور اس وقت بھی اس کے ہاتھ میں سگار تھا اور سامنے میز پر انتہائی قیمتی ترکی سگاروں کا ایک بڑا ڈبہ اور اس پر موجود ونڈر پروف لائٹرز موجود تھا۔ ڈیوڈ کی آنکھیں چھوٹی

تھیں لیکن ان آنکھوں میں بہت تیز چمک تھی۔ اس کی پیشانی فراخ اور گولائی میں تھی جس سے اس کی بے پناہ ذہانت ظاہر ہوتی تھی۔ وہ ایک آفس نیپل کے پیچھے نہایت عمدہ قسم کی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے ایک فائل کھلی ہوئی تھی اور ڈیوڈ سگار پینے کے ساتھ ساتھ فائل کو پڑھنے میں مصروف تھا۔ سامنے میز پر موجود بے شمار رنگوں کے فون موجود تھے اور پھر سیاہ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”یس..... اس نے انتہائی درشت اور سخت لہجے میں کہا۔
”میلکم بول رہا ہوں چیف..... دوسری طرف سے ایک انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”یس..... ڈیوڈ نے پہلے جیسے لہجے میں کہا۔
”چیف۔ مادام پرسن نے ٹاپ لیجنٹ گالڈر اور سارہ گالڈر کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں..... دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈیوڈ بے اختیار چونک پڑا۔

”کیوں..... ڈیوڈ نے غزاتے ہوئے لہجے میں کہا۔
”اس نے یہ معلومات پاکیشیا پہنچائی ہیں کسی علی عمران یا پرسن آف ڈھمپ کو..... دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈیوڈ چند لمحے اس طرح ساکت بیٹھا رہا جیسے اسے سکتہ ہو گیا ہو۔
”چیف..... اچانک خاموش ہو جانے کی وجہ سے دوسری طرف

سے میلکم نے کہا۔
”تفصیلی رپورٹ دو..... ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
اس کی یہ عادت تھی کہ وہ مختصر بات سنا کرتا تھا۔ البتہ جس میں اسے دلچسپی ہوتی اس کے لئے وہ تفصیلی رپورٹ دینے کا باقاعدہ حکم دیتا تو اسے تفصیلی رپورٹ دی جاتی تھی۔

”چیف۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ میرا سیکشن معلومات فروخت کرنے والی ایجنسیوں کو کور کرتا ہے۔ مادام پرسن کو بھی ہم ہی کور کرتے ہیں۔ اس کے سپیشل فون کی بھی باقاعدہ نہ صرف چیکنگ ہوتی رہتی ہے بلکہ کالیں ٹیپ بھی کی جاتی ہیں جنہیں بعد میں باقاعدہ سن کر ان کا تجزیہ کیا جاتا ہے۔ ایک ٹیپ میں بلیک ایجنسی کا نام آیا تو اس ٹیپ کو علیحدہ کر کے سنا گیا تو معلوم ہوا کہ کال پاکیشیا سے کی جا رہی ہے اور کال کرنے والا انتہائی مزاحیہ ٹائپ کا کوئی نوجوان ہے جس نے اپنا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بھی بتایا اور پرسن آف ڈھمپ بھی۔ اس نے مادام پرسن سے کہا کہ وہ چیف سیکرٹری سے معلوم کرے کہ چیف سیکرٹری نے پاکیشیا کے بارے میں کیا احکامات دیئے ہیں جس پر مادام پرسن نے اسے بتایا کہ چیف سیکرٹری سر مارٹن نے بلیک ایجنسی کے چیف ڈیوڈ کو حکم دیا ہے کہ وہ بلیک ایجنسی کے دو ٹاپ لیجنٹ پاکیشیا کے بہاڑی علاقے شاکا بھجواوے جہاں ایکریما کا کوئی خفیہ پراجیکٹ ہے۔ اس کے بعد ہم نے مادام پرسن کی مزید ٹیمیں چیک کیں تو پھر ایک

"یس چیف..... دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈیوڈ نے رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔ یہ سپیشل فون تھا۔
"یس..... ڈیوڈ نے کہا۔

"گالڈر لائن پر موجود ہے چیف..... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو..... ڈیوڈ نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ میں گالڈر بول رہا ہوں پاکیشیا سے..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"تم اس وقت کہاں موجود ہو..... ڈیوڈ نے پوچھا۔

"میں اور سارہ شاک کی نام کے ایک جہازی شہر میں موجود ہیں چیف..... گالڈر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے یہاں ایکریمین پراجیکٹ کو چیک کر لیا ہے..... ڈیوڈ نے کہا۔

"مجھے بتایا ہی نہیں گیا اس لئے ہم خود کیسے چیک کر سکتے ہیں۔ ویسے ہم نے اپنے طور پر بھی یہاں چیکنگ کی ہے لیکن ہمیں تو یہاں کوئی پراجیکٹ نظر نہیں آیا..... گالڈر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"شاکمان گئے تھے تم..... ڈیوڈ نے پوچھا۔

"یس باس۔ ایک روز کے لئے ہم وہاں بھی گئے تھے لیکن وہاں بھی ہمیں ایسا کوئی پراجیکٹ نظر نہیں آیا..... دوسری طرف سے کہا

ٹیپ سے معلوم ہوا کہ اس نے اس عمران یا پرنس آف ڈھب کو بتایا ہے کہ بلیک بجنسی کے دو ٹاپ ایجنٹ گالڈر اور سارہ پاکیشیا گئے ہیں۔ وہ شاکمان اور شاک کی دونوں علاقوں میں ایکریمین پراجیکٹ کا تحفظ کرنے کے لئے بھیجے گئے ہیں..... میلکم نے اس بار تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ مادام پرسن اس پرنس کی پہلے سے واقف تھی..... ڈیوڈ نے عزائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نہیں چیف۔ ٹیپس سے معلوم ہوا ہے کہ اس عمران نے اسے پہلی بار فون کیا ہے۔ البتہ وہ مادام پرسن کے باپ لارڈ ہیرنگٹن سے بہت اچھی طرح واقف تھا اور اس نے مادام پرسن کے سلمے لارڈ ہیرنگٹن کی اس انداز میں تعریف کی کہ مادام پرسن بغیر کسی معاوضہ کے اس کا کام کرنے پر تیار ہو گئی..... میلکم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہو نہہ۔ اس کی نگرانی جاری رکھو..... ڈیوڈ نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے ایک اور رنگ کے فون کا رسیور اٹھایا اور کیے بعد دیگرے چند من پر بس کر دیئے۔

"یس چیف..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"گالڈر پاکیشیا میں ہو گا۔ سپیشل فون پر اس سے میری بات کر دو..... ڈیوڈ نے کہا۔

"پاکیشیائی ایکٹ علی عمران تک جہارے اور سارہ کے شامی پہنچنے کی اطلاع پہنچ گئی ہے اور یقیناً وہ تمہیں اب وہاں تلاش کرنے کی کوشش کرے گا۔ تم کس روپ میں وہاں ہو..... ڈیوڈ نے کہا۔

"ہم مقامی روپ میں ہیں اور چھٹیاں گزارنے شامی آئے ہوئے ہیں..... گانڈر نے کہا۔

"عمران اپنے ساتھیوں سمیت وہاں پہنچے گا۔ کیا تم اسے کور کر لو گے..... ڈیوڈ نے کہا۔

"یس باس۔ میں اور سارہ دونوں اچھی طرح اسے پہچانتے ہیں۔ وہ ہماری نظروں سے چھپ نہیں سکتا اور اسے ہلاک کر کے ہمیں بے حد خوشی ہوگی..... گانڈر نے کہا۔

"اوکے۔ اب اسے ہلاک کرنے کا بی مشن جہارا ہو گا لیکن یہ سن لو کہ معمولی سی کوتاہی کا مطلب ہو گا کہ تم سارہ سمیت فوراً ہلاک کر دیئے جاؤ گے..... ڈیوڈ نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں چیف۔ ایسا نہیں ہو گا..... گانڈر نے بڑے اعتماداً ہجرے لے کر میں کہا تو ڈیوڈ نے اثبات میں سر ہلایا اور رسیور رکھ دیا۔ اسے بہر حال یہ اطمینان ہو گیا تھا کہ پراجیکٹ کے بارے میں گانڈر اور سارہ کو بھی علم نہیں ہے اس لئے اگر یہ دونوں عمران کے ہاتھ لگ بھی گئے تب بھی عمران اس نارگٹ تک نہ پہنچ سکے گا اور یہی بات وہ چیک کرنا چاہتا تھا۔

ہوٹل کے کمرے میں گانڈر اور اس کی بیوی سارہ دونوں بیٹھے ہوئے تھے۔ شراب کے گلاس ان کے ہاتھوں میں تھے۔ گانڈر لمبے قد اور قدرے بھاری لیکن انتہائی ٹھوس ورزشی جسم کا مالک نوجوان تھا جبکہ سارہ اس سے کافی چھوٹی عمر کی لگتی تھی۔ اس کے ہجرے پر ایسی معصومیت تھی جیسے وہ ابھی دودھ پیتی چھوٹی سی بچی ہو لیکن اس کی خوبصورت آنکھوں میں موجود تیز چمک بتا رہی تھی کہ وہ انتہائی ذہین، چست اور عیار ذہن کی مالک ہے۔

"گانڈر! میری کچھ میں ابھی تک یہ بات نہیں آئی کہ ہم دونوں کو یہاں کیوں بھیجا گیا ہے..... اچانک سارہ نے کہا تو گانڈر بے اختیار ہنس پڑا۔

"تاکہ ہم یہاں اس خوبصورت علاقے میں دوسری بار اپنی مون مناسکیں..... گانڈر نے ہنستے ہوئے کہا تو سارہ بھی بے اختیار

ہے اس لئے یہاں بیٹھے بیٹھے نہ صرف مجھے اطلاع مل جائے گی بلکہ میرے حکم کی تعمیل بھی ہو جائے گی"..... گانڈر نے کہا تو سارہ چونک پڑی۔

"وہ کیسے۔ کیا کوئی جن بھوت قابو کرتے ہیں" سارہ نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"تمہیں قابو میں کرنے کے بعد جن بھوتوں کو قابو میں کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہی"..... گانڈر نے کہا۔

"اصل بھوت تو میں نے قابو میں کیا ہے جہاری شکل میں"۔ سارہ نے ہنستے ہوئے کہا تو اس بار گانڈر بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

"اس تعریف کا بے حد شکریہ۔ بہر حال سن لو کہ ہم اکیلے یہاں کچھ نہیں کر سکتے۔ اس لئے میں نے چیف کی کال ملنے کے بعد دارالحکومت سے ایک گروپ کو یہاں کال کر لیا ہے۔ یہ دارالحکومت

کا ایک خاص گروپ ہے۔ اس کی ٹپ بھی مجھے ہیڈ کوارٹر نے دی تھی۔ اس گروپ کا ایک سیکشن ان علاقوں میں کام کرتا رہتا ہے اس

لئے وہ لوگ نہ صرف اس پورے علاقے سے بخوبی واقف ہیں بلکہ وہ

یہاں کے مقامی افراد سے متعلق رہتے ہیں۔ ان کا اصل کاروبار اسلحہ کی اسمگلنگ ہے جو ان علاقوں میں عام ہوتا ہے۔ یہ تیز فعال اور

ہوشیار لوگ ہیں۔ اس سیکشن کو ماسٹر سیکشن کہا جاتا ہے۔ اس سیکشن کا انچارج گروٹی ہے جو مقامی میک اپ میں رہتا ہے اور

زبان بالکل مقامی انداز میں بولتا ہے۔ اس کا مقامی نام روشن خان

کھٹلا رہن پڑی۔

"ہاں۔ یہ علاقہ واقعی ہنی مون منانے کے لئے آئیڈیل ہے۔" سارہ نے بھی ہنستے ہوئے کہا۔

"کتنی بار تم پوچھو گی۔ تمہیں خود ہی تو معلوم ہے کہ ایکریمیا کا کوئی خصوصی پراجیکٹ شاگمان میں ہے اور اس کا کنٹرولنگ سسٹم

شاکی میں ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خصوصاً اس عمران سے حکومت ایکریمیا کو خطرہ ہے کہ وہ اس پراجیکٹ کو نقصان پہنچا سکتا

ہے اس لئے اسے ایسا کرنے سے روکنے کے لئے ہمیں یہاں بھیجا گیا ہے"..... گانڈر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ پراجیکٹس شاید کاغذ پر ہی بنے ہوئے ہیں۔ زمین پر تو نہیں ہیں"..... سارہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہی تو ان کی خوبی ہے کہ کوئی انہیں چیک نہیں کر سکتا"۔ گانڈر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر یہ عمران اور اس کے ساتھی کیسے چیک کر لیں گے"۔ سارہ نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ ان کے پاس کوئی خصوصی مشینری ہو"۔ گانڈر نے کہا۔

"اوجہ۔ پھر تو ہمیں یہاں اس طرح نہیں بیٹھنا چاہئے۔ ہمیں اس پورے علاقے میں گھومنا پھرنا چاہئے"..... سارہ نے کہا۔

"تم فکر مت کرو۔ میں نے یہاں مخبری کا نیٹ ورک تیار کر لیا

ملاقاتیں ہوتی رہیں اور سارے معاملات طے ہوتے رہے۔ کل یہ سارا مشن فاسٹل ہوا ہے۔ یہ دیکھو یہ سپیشل ٹرانسمیٹر..... گالڈر نے کہا تو سارہ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک گالڈر کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے سپیشل ٹرانسمیٹر پر کال آنا شروع ہو گئی تو گالڈر کے ساتھ ساتھ سارہ بھی بے اختیار چونک پڑی۔ گالڈر نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ ہاشم شاکی بول رہا ہوں۔ اور..... ٹرانسمیٹر سے ویک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ جی ون انڈنگ یو۔ اور..... گالڈر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایک مقامی آدمی کو مارک کیا گیا ہے۔ وہ جہازی علاقوں میں ایک مشین کی مدد سے چیکنگ کر رہا ہے۔ اور..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کہاں۔ کس طرف۔ اور..... گالڈر نے چونک کر کہا۔
 "شمالی علاقوں کی طرف۔ اور..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
 "کس قسم کی چیکنگ ہے۔ کہیں وہ ماہر معنیات ٹائپ کا کوئی آدمی نہ ہو۔ اور..... گالڈر نے کہا۔

"اس کے پاس ایک چوکور ڈبہ ہے جسے وہ زمین پر رکھ کر اسے کرتا ہے اور پھر اسے اٹھا کر دوسرے علاقے میں جا کر رکھ کر ہٹاتا ہے۔ اور..... ہاشم شاکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ہے۔ اس روشن خان نے شاکی میں موجود اپنے سیکشن کے دس افراد کو اور شاکمان میں اپنے گروپ کے آٹھ افراد کو ہمارے ساتھ ایچ کر دیا ہے۔ اس طرح شاکی اور شاکمان دونوں علاقوں میں نگرانی کا کام انتہائی اعلیٰ سطح پر ہو رہا ہے۔ یہاں شاکی میں ایک احاطے کو ہیڈ کوارٹر بنا دیا گیا ہے اور یہاں ہیڈ کوارٹر میں اس سب سیکشن کا کنٹرول ہے۔ اس سب سیکشن کا انچارج جیز ہے جو مقامی آدمی کے روپ میں رہتا ہے اور مقامی روپ میں اس کا نام ہاشم شاکی ہے اور بظاہر وہ شاکی کے سب سے طاقتور قبیلے کا سردار ہے۔ اس قبیلے کا نام بھی شاکی ہے اور اس قبیلے کی وجہ سے اس علاقے کا نام بھی شاکی رکھا گیا ہے..... گالڈر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو سارہ کی آنکھیں حیرت سے پھیلی چلی گئیں۔

"یہ سب کچھ تم نے بالا بالا کر لیا اور مجھے علم تک نہیں ہونے دیا۔ کیوں..... سارہ کے لہجے میں ہلکی سی تعنی تھی۔

"اس لئے کہ میں چاہتا تھا کہ تم بس یہاں ہی مون ہی مٹاؤ۔ جس میں کوئی پریشانی نہ ہو..... گالڈر نے مسکراتے ہوئے کہا تو سارہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"لیکن یہ سب کب اور کیسے ہوا۔ مجھے کیوں علم نہیں ہو سکا۔ سارہ نے کہا۔

"میں یہ جانگنگ کے لئے جاتا ہوں اس وقت یہاں لوگ باہر ہی نہیں نکلتے کیونکہ اس وقت خاصی سردی ہوتی ہے۔ اس وقت

"کیا تم اسے کور کر سکتے ہو۔ اور..... گالڈر نے کہا۔
 "ہاں۔ کیا اسے گولی مار دی جائے۔ اور..... ہاشم شاکا نے

کہا۔

"نہیں۔ اسے اغوا کر کے ہیڈ کوارٹر سے ہٹ کر کسی ایسی جگہ
 پہنچا دو جہاں اس سے پوچھ گچھ کی جاسکے۔ اور..... گالڈر نے کہا۔
 "ٹھیک ہے۔ میں اسے پوائنٹ فور پر پہنچا دیتا ہوں۔ اور۔۔۔
 ہاشم شاکا نے جواب دیا۔

"اسے جب تک میں نہ کہوں ہوش میں نہیں آنا چاہئے۔ اور۔۔۔
 گالڈر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ایسا ہی ہو گا۔ اور..... دوسری طرف سے کہا
 گیا۔

"اور سنو۔ انتہائی احتیاط سے کام کرنا۔ اگر یہ آدمی سیکرٹ
 سروس سے متعلق ہوا تو وہ انتہائی تربیت یافتہ ہو گا۔ ایسا نہ ہو کہ
 جہاں اپنا سیٹ اپ ہی سامنے آجائے۔ اور..... گالڈر نے کہا۔
 "آپ فکر نہ کریں۔ کام آپ کی مرضی کے مطابق ہو گا۔ ہم ایسے
 کاموں میں سب سے زیادہ تربیت یافتہ ہیں۔ اور..... ہاشم شاکا
 نے جواب دیا۔

"اس کے پوائنٹ فور پر پہنچتے ہی مجھے فوری اطلاع دینا۔ میں اپنی
 ساتھی کے ساتھ وہاں پہنچ جاؤں گا۔ اور..... گالڈر نے کہا۔
 "ایسا ہی ہو گا۔ اور..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ اور ایڈن آل..... گالڈر نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر
 دیا۔

"یہ آدمی کون ہو سکتا ہے..... سارہ نے گالڈر کے ٹرانسمیٹر آف
 کرتے ہی کہا۔

"عمران بھی ہو سکتا ہے لیکن اصل بات یہ ہے کہ انہیں کیسے
 معلوم ہوا ہے کہ یہاں کوئی ساتھی پراجیکٹ ہے جبکہ اکیڈمیا کے
 ٹاپ متعلقہ افسران کے علاوہ اور کسی کو بھی اس کا علم نہیں ہے۔
 گالڈر نے کہا۔

"تو پھر ہمیں کیوں بھیجا گیا ہے۔ ہمارے یہاں پہنچنے سے ہی ظاہر
 ہوتا ہے کہ حکومت تک یہ اطلاع پہنچ چکی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ
 سروس کو یہاں پراجیکٹ کی موجودگی کا علم ہے..... سارہ نے
 جواب دیا۔

"مجھے حیف نے بتایا ہے کہ یہ سارا کس حیف سیکرٹری کے
 ذہن میں ابھرنے والے خدشات کی وجہ سے خیل جا رہا ہے۔ حیف
 سیکرٹری صاحب اس عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بے حد
 مرعوب ہیں اس لئے انہیں خطرہ ہے کہ کہیں یہ لوگ اسے چیک نہ
 لہ لیں۔ ویسے میرا خیال دوسرا ہے۔ اگر حکومت پاکیشیا کو اطلاع مل
 جائے کہ شاکمان میں پراجیکٹ ہے اور شاکا میں اس کا کنٹرولنگ
 سسٹم ہے تو وہ اس کے لئے سیکرٹ سروس کو بھیجنے کی بجائے
 ماسٹس دانوں اور دفاعی ماہرین کی پوری جماعت بھیج دیتے جو انتہائی

نہیں ہوگا بلکہ اس طرح تو حکومت اکیڑہ بیانیے از خود انہیں مشکوک کر دیا ہے اور اب جب یہ آدمی غائب ہو جائے گا تو لامحالہ وہ کنفرم ہو جائیں گے۔..... سارہ نے کہا۔

"تو تمہارا مطلب ہے کہ ہم ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائیں۔" گانڈر نے کہا۔

"نہیں۔ بلکہ اس پراجیکٹ کا خیال ذہن سے نکال کر ہم اس عمران کے خلاف مشن مکمل کریں۔ عمران کا خاتمہ ہو جائے تو چیف سیکرٹری صاحب کے خدشات بھی ختم ہو جائیں گے اور ہمیں بھی یہاں طویل عرصے تک رہنے سے نجات مل جائے گی۔..... سارہ نے کہا۔

"بات تو تمہاری ٹھیک ہے لیکن یہ اس وقت ہو سکتا ہے جب عمران آنے کیونکہ چیف نے مجھے منع کر دیا تھا کہ ہم دارالحکومت میں جا کر اس کے خلاف کام نہ کریں۔..... عمران نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ چیف کو صرف عمران کی موت چاہئے یہاں ہو یا دارالحکومت میں۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ تم یہاں رہو اور میں یہاں جا کر اس کے خلاف کام کرتی ہوں۔..... سارہ نے کہا۔

"نہیں۔ تم اکیلی کام نہیں کر سکو گی۔ بہر حال ٹھیک ہے۔ اس فوجی کو چیک کر لیں پھر اس سلسلے میں کوئی مناسب لائحہ عمل بنائیں گے۔..... گانڈر نے کہا تو سارہ نے اثبات میں سر ہلادیا۔

جدید مشینری سے اس کو چیک کر سکتے تھے اور ان کی حفاظت پاکیشیائی فوج بھی کر سکتی تھی۔ ایسی صورت میں ہم کیا کر سکتے تھے..... گانڈر نے کہا۔

"اوہ۔ کہیں اس آدمی کو پکڑنے سے وہ کنفرم نہ ہو جائیں۔" سارہ نے کہا تو گانڈر بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ میں تمہا نہیں تمہاری بات۔..... گانڈر نے کہا۔

"انہیں کنفرمیشن کرنا ہوگی اس لئے انہوں نے ایک آدمی کو کوئی مشینری دے کر یہاں بھیجا دیا اور خود اس کی نگرانی کرتے رہیں گے۔ اگر تو واقعی یہاں کوئی پراجیکٹ ہو گا تو پھر لامحالہ اس آدمی کو پکڑ لیا جائے گا۔ اس طرح وہ کنفرم ہو جائیں گے اور اس طرح ہم جو چھپے ہوئے ہیں ہم بھی ان کے سامنے آجائیں گے۔..... سارہ نے کہا تو گانڈر کے چہرے پر ہلکی سی تشویش کے تاثرات پھیلنے چلے گئے۔

"اوہ۔ اوہ۔ تمہاری بات درست ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ اس آدمی کے پاس واقعی کوئی ایسی مشین ہو جس سے یہ چیکنگ کر لے۔..... گانڈر نے کہا۔

"پاکیشیا حکومت کے پاس نہ مشینری ہوگی تو شوگران کے پاس چیکنگ مشینری لازماً ہوگی۔ اگر وہ چیک نہیں کر سکتے تو یہ ایک مشین کے ذریعے کیسے چیک کر لے گا اور سب سے اہم بات یہ کہ پراجیکٹ اور اس کا کنٹرولنگ سسٹم دونوں ساکت ہیں۔ وہ حرکت نہیں کر رہے اس لئے ان کی چیکنگ کا سرے سے کوئی سوال ہی پیدا

موجودگی کے عادی ہو چکے ہیں اس لئے اس بار جبکہ عمران ساتھ نہیں ہے تو ہمیں واقعی خلا، سادھوس ہو رہا ہے۔..... صفدر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

- مجھے تو اتنا خوشی ہو رہی ہے کہ اب کام کرنے کا موقع ملے گا ورنہ وہ تو صرف باتیں ہی کرنے میں وقت گزار دیتا ہے۔..... تنویر نے منہ بتاتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

- مس جو یا۔ آپ کے ذہن میں اس مشن کی تکمیل کے لئے کیا واچ عمل ہے۔..... گیشن شکیل نے استہانی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
- فی الحال تو کوئی نہیں ہے۔..... جو یا نے دو نوک الفاظ میں کہا۔

- پہلے تو یہ بتائیں کہ ہمارا مشن ہے کیا۔..... صفدر نے کہا۔
- ایکریما کی بلیک بچنسی کے دو ناپ سکرٹ فکٹ گالڈر اور سارہ جو میاں بیوی ہیں انہیں ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کرنا ہے۔..... جو یا نے کہا۔

- اس کی وجہ۔..... صفدر نے کہا۔
- وجہ تو مجھے بتائی ہی نہیں گئی اور نہ میں نے پوچھی۔ البتہ اتنا مجھے عمران سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت پاکیشیا کو شک ہے کہ اس علاقے میں ایکریما کا کوئی خفیہ دفاعی اڈا ہے جس کا کنٹرولنگ سسٹم شکی میں ہے اور حکومت ایکریما کی بھی یہ اطلاع پہنچ چکی ہے کہ حکومت پاکیشیا کو شک پڑ گیا ہے اس لئے اس نے اس پراجیکٹ کی

جو یا اپنے ساتھیوں صفدر، گیشن شکیل اور تنویر کے ساتھ شاکمان کے ایک ہوٹل میں موجود تھی۔ وہ جیسوں پر سفر کرتے ہوئے ابھی تھوڑی دیر پہلے یہاں پہنچے تھے اور شاکمان میں موجود اکوٹے ہوٹل کے ایک کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ چونکہ مسلسل پہاڑی سفر کرتے ہوئے وہ تھک گئے تھے اس لئے انہوں نے ہات کافی منگوا لی تھی تاکہ تازہ دم ہو سکیں۔

اس بار عمران کے ساتھ نہ ہونے سے عجیب سا خلا، محسوس ہو رہا ہے۔..... اچانک جو یا نے کہا۔

- کیا مطلب۔..... کیسا خلا۔..... تنویر نے چونک کر کہا۔
- بس خلا۔ سادھوس ہو رہا ہے۔ میں اس کیفیت کو بیان نہیں کر پا رہی۔..... جو یا نے کہا۔

- مس جو یا نا۔ اصل میں ہم سب عمران کی مشن کے درمیان

”شکر ہے تنویر نے یہ نہیں کہا کہ یہاں جتنے بھی ایکریٹین میاں بیوی ہوں انہیں گولی مار دی جائے“..... صدر نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔ تنویر بھی صدر کی اس بات پر بے اختیار ہنس پڑا تھا۔

”ویسے یہ دوسری تجویز زیادہ بہتر ہے..... جو لیا نے بھی جیسے ہوئے کہا۔

”مس جو لیا۔ میرا خیال ہے کہ یہاں ہماری بھی نگرانی ہو رہی ہے“..... اچانک خاموش بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل نے کہا تو سب اس طرح چونک پڑے جیسے کوئی انہونا واقعہ ہو گیا ہو۔ سب کے چروں پر سنجیدگی کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

”نگرانی ہو رہی ہے۔ کیسے۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ ابھی تو میں نے ایس ایس گائیکر سے کہہ چیک کیا ہے اور کہہ کھیر تھا۔“ جو لیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ویسے وہ درست کہہ رہی تھی۔ اس نے کمرے میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلے یہ کام کیا تھا۔

”میں کمرے کی بات نہیں کر رہا۔ یہی بات ایک اصول پر مبنی ہے۔ ایکریٹین یا خود شہ ہے کہ اس کا پرنسپل چیک نہ کر لیا جائے۔“ اس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو روکنے کے لئے یہاں بلیک ۶ جنسی کے وائیکٹ بھیج رکھے ہیں تاکہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں پہنچے تو اس کا خاتمہ کیا جاسکے۔ اب وہ دونوں ایکٹ جو بلیک ۶ جنسی کے ٹاپ ایکٹ ہیں کیا صرف اپنے کمرے میں بیٹھے شراب پیتے رہیں گے

حفاظت کے لئے بلیک ۶ جنسی کے وائیکٹ یہاں بھیج دیئے ہیں..... جو لیا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اب بات سمجھ میں آئی ہے کہ عمران ساتھ کیوں نہیں آیا..... صدر نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

”کیا سمجھے ہو..... جو لیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
”اس کا مطلب ہے کہ ان غیر ملکی ایجنٹوں کو ہم اپنی طرف متوجہ کر لیں گے اور عمران اس دوران ہم سے غلط ہو کر اس پراجیکٹ کے خلاف مشن مکمل کرے گا“..... صدر نے کہا۔
”کیسے کرے گا وہ مشن مکمل۔ کیا کوئی مشینری استعمال کرے گا“..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”ہو سکتا ہے ایسا ہی کرے۔ بہر حال اس کے پاس سینکڑوں طریقہ ہو سکتے ہیں“..... صدر نے جواب دیا۔

”اب تم بھی بس بیٹھے باتیں ہی کرتے رہو گے یا کوئی کام بھی ہو گا۔“ تنویر نے اچانک اکتانے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تم بتاؤ کیا کیا جائے“..... جو لیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ دونوں میاں بیوی ہیں اور ایکریٹین ہیں۔ یہاں ایسے جوڑوں کی نگرانی کریں اور پھر ان میں سے جو مشکوک نظر آئے انہیں اغوا کر کے ان سے پوچھ گچھ کریں۔ جب وہ کنفہم ہو جائیں تو انہیں ہلاک کر دیں“..... تنویر نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

- لیکن اس کے لئے تو ہمیں یہ ہو نل چھوڑ کر کوئی رہائش گاہ حاصل کرنا ہو گی۔..... جو یا نے کہا۔

- وہ بھی ہو جائے گا۔ آپ بے فکر رہیں سبھاں سیاحوں کے لئے ایسی رہائش گاہیں آسانی سے مل جاتی ہیں۔ البتہ ہمیں بہر حال ہوشیار رہنا ہو گا کیونکہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم سے پہلے وہ ہم پر ہاتھ ڈال دیں۔..... صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی حقیر اور کمیشن تشکیل بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

- ہاں۔ یہ ٹھیک ہے۔..... جو یا نے کہا اور پھر وہ سب ایک ایک کر کے جو یا کے کمرے سے نکل کر اپنے اپنے کمروں کی طرف بڑھ گئے۔

لا محالہ انہوں نے کسی گروپ کی مدد حاصل کی ہو گی اور اس گروپ کے آدمیوں نے لا محالہ جہاں آنے والے ہر گروپ کو چیک کیا ہو گا اس لئے لا محالہ ہماری بھی نگرانی ہو گی۔..... کمیشن تشکیل نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو سب نے بے اختیار طویل سانس لئے۔ ان سب کے چہروں پر کمیشن تشکیل کے لئے تحسین کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

- اودہ۔ پھر تو ان لوگوں کو زیادہ آسانی سے ٹریس کیا جا سکتا ہے۔..... صفدر نے کہا۔

- ہاں۔ میں جہاد ا مطلب سمجھ گئی ہوں کہ نگرانی کرنے والوں میں سے کسی کو پکڑ کر ان سے ان کے لیڈر کے بارے میں معلوم کیا جائے اور پھر اس لیڈر سے ان اکیڑہائیں ایجنٹوں کے بارے میں۔ اس طرح ہم مشن مکمل کر سکتے ہیں۔..... جو یا نے کہا۔

- ہاں اور میرا خیال ہے کہ یہ سب سے آسان اور محفوظ طریقہ ہے۔..... صفدر نے جواب دیا۔

- تو اس کے لئے ہمیں دو گروپوں میں کام کرنا ہو گا۔..... جو یا نے کہا۔

- نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ اور حقیر گھومیں پھریں، میں اور کمیشن تشکیل میک اپ کر کے آپ کی نگرانی کریں گے اور پھر موقع دیکھ کر نگرانی کرنے والے کو لے آئیں گے۔..... صفدر نے کہا۔

کے بازو میں انجکشن لگا کر خالی سرنج کو ساتھ پڑی ہوئی ٹوکری میں ڈال رہا تھا۔ اس آدمی کے کاندھے سے ایک مشین گن لٹک رہی تھی جبکہ اس کی بیلٹ کے ساتھ ایک کوڑا بندھا ہوا تھا۔ خالی انجکشن پھینک کر وہ مڑا اور مرد اور عورت کی کرسیوں کے عقب میں جا کر کھڑا ہو گیا۔

”جہیں ہوش آگیا مسٹر۔ کیا نام ہے تمہارا؟..... اس مرد نے مقامی لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا لیکن اس کی آواز سننے ہی بلیک زبرو بے اختیار چونک پڑا کیونکہ آواز اور جگہ گو خاصاً مقامی تھا لیکن اس کے باوجود بلیک زبرو نے فوراً یہ محسوس کر لیا تھا کہ یہ شخص اس علاقے کا رہنے والا نہیں ہے۔ اس کے لہجے میں وہ خاص کر شگنی موجود نہیں تھی جو اس علاقے کے رہائشی لوگوں میں قدرتی طور پر موجود ہوتی ہے۔

”میرا نام ڈاکٹر عباس ہے۔ تم کون ہو اور یہ مجھے یہاں کیوں باندھا گیا ہے؟..... بلیک زبرو نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔ ویسے وہ اپنے اصل ہجرے میں تھا۔

”تم اس مشین کے ذریعے یہاں کیا چیک کر رہے تھے؟“ اس آدمی نے کہا۔

”پہلے تم بتاؤ کہ تم کون ہو اور تم نے میرے ساتھ یہ سلوک کیوں کیا ہے؟..... بلیک زبرو نے کہا۔

”ہمارا خیال ہے کہ تم کسی غیر ملک کے جاسوس ہو اور اب

بلیک زبرو کے تاریک پڑے ہوئے ذہن میں اچانک روشنی کا نقطہ سماجکا اور پھر یہ روشنی آہستہ آہستہ پھیلی چلی گئی۔ پھر جیسے ہی اس کی آنکھیں کھلیں اسے اپنے بازو میں درد کی تیز لہریں سی محسوس ہوئیں۔ اس نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا تو اس کے لبوں پر ہلکی سی طنزیہ مسکراہٹ پھیلی چلی گئی۔ اسے یاد تھا کہ وہ سردار سے حاصل کی گئی ایک خصوصی مشین کے ذریعے شاک کی پہاڑی علاقوں کو چیک کر رہا تھا کہ اچانک کوئی چیز اس کی پشت سے اس طرح نکل آئی کہ وہ بے اختیار اچھل کر منہ کے بل آگے گرا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن اتنی تیزی سے تاریک پڑ گیا تھا جیسے کیمرے کا شٹر بند ہوتا ہے اور اب اسے ہوش آیا تھا۔ وہ ایک کمرے میں کرسی پر رسیوں سے بندھا ہوا بیٹھا تھا۔ اس کے سامنے کرسیوں پر ایک مقامی مرد اور ایک مقامی عورت بیٹھے ہوئے تھے جبکہ ایک اور مقامی آدمی اس

”جس سب کچھ بچا جاتا پڑے گا۔ ہمارا تعلق پاکیشیا کی ایک خفیہ ایجنسی سے ہے۔“ اس آدمی نے کہا۔

”جہاں انام کیا ہے۔“ بلیک زرو نے پوچھا۔

”میرا نام سردار ہے اور یہ میری ساتھی ہے ساجدہ۔“ اس آدمی نے جواب دیا۔

”کس ایجنسی سے جہاں تعلق ہے۔“ بلیک زرو نے کہا۔

”دیکھو مسٹر۔ ہم نہیں چاہتے کہ تم پر کسی قسم کا تشدد ہو اس

لئے بچا جاتا دو دن دوسری صورت میں جہاں جسم کی ساری کھال بھی اڑھادی جاسکتی ہے۔“ سردار نے کہا۔

”میں اس لئے پوچھ رہا تھا کہ جہاں ایجنسی کے چیف سے بات

کی جاسکے۔ اسے بتایا جاسکے کہ تم نے کیا حرکت کی ہے۔“ بلیک

زرو نے کہا۔ ویسے اے یقین آگیا تھا کہ ان لوگوں کا تعلق اکیمریا

گروپ سے نہیں ہے۔ یہ کوئی مقامی گروپ ہے۔

”اس کا مطلب ہے کہ تم ضرورت سے زیادہ ہوشیار بننے کی

کوشش کر رہے ہو۔“ اس آدمی نے اس بار قدرے سچ لہجے میں

کہا۔

”میری کچھ میں نہیں آ رہا کہ آخر تم نے میرے خلاف ایسا انتہائی

اقدام کیوں کیا ہے۔ میں نے کوئی جرم نہیں کیا۔ ایک سرکاری

ڈیوٹی سرانجام دے رہا تھا اور پہلے بھی ہمیشہ دیتا رہا ہوں۔ لیکن تم

نے مجھے بے ہوش کیا اور جہاں اس طرح کرسی پر باندھ دیا اور اب

مجھے ایسے دھمکیاں دے رہے ہو جیسے میں کوئی بہت بڑا مجرم ہوں۔“ بلیک زرو نے کہا۔

”تم جب تک ہماری تسلی نہیں کر دو گے اس وقت تک عذاب

بھگتو گے۔ اس لئے بہتری یہی ہے کہ کھل کر سب کچھ بتا دو۔“ سردار

نے کہا۔

”جیسا کہ میں نے پہلے بتایا ہے میرا نام ڈاکٹر عباس ہے۔ میرا

تعلق حکومت پاکیشیا کے اس ڈیپارٹمنٹ سے ہے جس کا کام زیر زمین

ڈزلوں کو آنے سے پہلے چیک کرنا ہوتا ہے۔ جہاں اس علاقے میں

ہر سال زلزلے آتے رہتے ہیں۔ کبھی زیادہ اور کبھی کم اور بعض

فوجت اس سے انسانوں کی ہلاکت بے حد ہوتی جاتی ہے اس لئے

حکومت جہاں کا باقاعدہ سروے کراتی ہے۔ اگر زیر زمین زلزلے کی

شدت زیادہ محسوس ہو تو پھر جہاں ریڈار لٹ کر دیا جاتا ہے اور لوگ

اپنے اپنے تحفظ کی خاطر محفوظ پناہ گاہوں میں چلے جاتے ہیں۔ میرے

پاس جو مشین تھیں۔ زمین کی گہرائیوں میں موجود محرکہ چٹانوں کو

خصوصی گہروں کے ذریعے چیک کرتی ہے اس طرح اس سے معلوم

ہو جاتا ہے کہ چٹانیں کس کیفیت میں ہیں۔ اس سے رپورٹ بن

جاتی ہے کہ زلزلہ کتنی شدت کا آنے والا ہے اور کب تک متوقع

ہے۔ تم نے تھیناؤ مشین دیکھی ہو گی۔ اسے تم کسی ماہر سائنس

ہیں سے چیک کرا لو۔ میری جیب میں سرکاری کارڈ موجود ہے اور وہ

تفصیلات بھی موجود ہیں جن پر میں نے مشین کی ریڈنگ نوٹ کی

سیکرت سروس۔ وہ کیا ہوتی ہے۔ تم نے اپنا تفصیلی تعارف تو نہیں کرایا۔..... بلیک زیرو نے کہا۔
 "اسے گولی مار دو ہاشم۔....." نجات سردار نے اٹھتے ہوئے کہا۔
 "میں سر۔ اس آدمی جس کے کاندھے سے مشین گن لٹکی ہوئی تھی، نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کاندھے سے مشین گن اتار لی۔

"تم کیوں مجھے مارنے پر تلے ہوئے ہو۔ آخر مجھے بتاؤ تو یہی کہ میں نے کیا جرم کیا ہے۔..... بلیک زیرو نے کہا۔
 "ضروری تو نہیں کہ کوئی جرم کرے تو اسے سزا ملے۔ بغیر جرم کے بھی سزا مل سکتی ہے۔ آؤ ساجدہ چلیں۔..... سردار نے اٹھتے ہوئے کہا تو وہ عورت جواب تک خاموش بیٹھی ہوئی تھی ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔
 "اس کی لاش کسی کھائی میں پھینک دینا ہاشم۔..... سردار نے کہا۔

"میں سر۔..... ہاشم نے جواب دیا اور پھر وہ دونوں مرد اور عورت تیزی سے سڑک کر کے سے ٹکل گئے جبکہ ان کے پیچھے وہ ہاشم کی باہر چلا گیا اور اس کے ساتھ ہی بلیک زیرو کے ہاتھ بجلی کی سی بجلی سے حرکت میں آ گئے۔ وہ رسیوں کی گانٹھ پہلے ہی کھول چکا تھا۔
 اٹھ بڑے عام سے انداز میں باندھی گئی تھی اور چونکہ بلیک زیرو کو کوئی خطرہ لاحق نہ تھا اس لئے اس نے صرف گانٹھ کھولنے پر ہی

ہوئی ہے۔ اگر اس کے باوجود جہاری تسلی نہ ہو تو کارڈ پر موجود میرے ہیڈ آفس فون کر کے ان سے پوچھ لو۔..... بلیک زیرو نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔ وہ یہاں آنے سے پہلے یہ تمام انتظامات کر کے آیا تھا اس لئے وہ بڑے اعتماد سے بات کر رہا تھا۔

"لیکن ہم تو یہاں کے مستقل رہنے والے ہیں۔ آج سے پہلے تو ہم نے جہاں یہ سب کچھ کرتے نہیں دیکھا۔..... سردار نے کہا۔
 "اب میں اشتہار دے کر تو اپنا کام نہیں کرتا۔ دو تین روز کا کام ہوتا ہے۔ وہ کر کے میں واپس دارالحکومت چلا جاتا ہوں۔ بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہمارا شک درست ثابت ہوا ہے کہ تم علی عمران ہو۔..... مرد نے اچانک کہا تو بلیک زیرو نے بڑی زبردست جدوجہد سے اپنے آپ کو چوٹنے سے باز رکھا۔
 علی عمران۔ کیا مطلب۔ میرا نام ڈاکٹر عباس ہے۔ کتنی بار بتاؤں..... بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

جہاں اقدار قامت بالکل عمران جیسا ہے اور جہاں بے چہرے پر میک اپ نہیں ہے اور جہاں پس جو کارڈ اور کاغذات برآمد ہوئے ہیں ان کی چیکنگ بھی ہم کر چکے ہیں۔ اس کے باوجود ہمارے خیال ہے کہ تم علی عمران ہو۔ وہ علی عمران جس کا تعلق پاکستانی سیکرٹ سروس سے ہے۔..... سردار نے کہا۔

جس کے سامنے برآمد تھا اور پھر کھلا صحن۔ البتہ اس کا پچانگ اندر سے بند تھا۔ ہاشم کے علاوہ وہاں اور کوئی آدمی نہ تھا اور نہ وہاں کوئی قہقہہ وغیرہ تھا۔ بلیک زیرو واپس آیا تو ہاشم ویسے ہی فرش پر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ بلیک زیرو نے اسے اٹھا کر کرسی پر ڈالا اور پھر کھلی کھنٹی دسی اٹھا کر اس نے اسے کرسی کے ساتھ اچھی طرح باندھ دیا۔ اس نے اس کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند من بعد جب ہاشم کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو بلیک زیرو نے ہاتھ ہٹائے اور کرسی اٹھا کر اس نے ہاشم کی کرسی کے سامنے رکھی اور اطمینان سے اس پر بیٹھ گیا۔ البتہ اس نے کرسی کی خفیہ جیب سے ایک تیز و حار خنجر نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا۔

”یہ کیا مطلب ہے۔ یہ کیا ہے۔ تم۔ تم۔۔۔۔۔ ہاشم نے اس میں آتے ہی ہو کھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس نے بے اختیار کرسی کی کوشش کی تھی لیکن ظاہر ہے رسی سے بندھے ہوئے کی وجہ سے صرف کسم کس رہ گیا تھا۔

”تمہارا نام ہاشم ہے۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے بڑے ٹھنڈے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ ہاں۔ مگر تم تو رسیوں سے بندھے ہوئے تھے۔ تم کیسے ہو گئے۔۔۔۔۔ ہاشم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم نے ایسی گاتھ باندھی تھی جو خود بخود کھل گئی تھی اور

اکٹھا کیا تھا لیکن اب اسے محسوس ہو رہا تھا کہ ہاشم واپس آ کر لازماً اسے گولی مار دے گا اس لئے وہ فوری حرکت میں آ گیا تھا۔ پھر جیسے ہی اس نے رسیاں کھولیں اور اٹھ کر کھڑا ہوا تو اسے دروازے کی دوسری طرف سے قدموں کی آواز سنائی دی تو وہ یلکھت بچوں کے بل تیزی سے بند دروازے کی سائیڈ میں جا کر دیوار سے پشت لگا کر کھڑا ہو گیا۔ اسی لمحے دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور اس کے ساتھ ہی ہاشم بجلی کی سی تیزی سے اندر آیا ہی تھا کہ بلیک زیرو اس پر جھپٹ پڑا۔ دوسرے لمحے ہاشم جھجھکا ہوا فضا میں قلابازی کھا کر ایک دھماکے سے نیچے فرش پر جا گرا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ اس کا چہرہ تیزی سے سرخ ہوتا چلا جا رہا تھا۔ بلیک زیرو نے تیزی سے آگے بڑھ کر ایک ہاتھ اس کے سر پر اور دوسرا کاندھے پر رکھ کر سر کو مخصوص انداز میں جھٹکا دے کر گھمایا تو ہاشم کا تیزی سے سرخ ہوتا ہوا چہرہ یلکھت نادرل ہوتا شروع ہو گیا۔ بلیک زیرو نے اسے اس انداز میں قلابازی دے کر اچھا کھا کہ اس کی گردن میں مخصوص بل آ گیا تھا جس کی وجہ سے اس کا سانس رک گیا تھا۔ اگر بلیک زیرو یہ بل نہ نکالتا تو چند لمحوں بعد ہاشم لازماً ہلاک ہو جاتا لیکن اب وہ بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھوں سے مشین گن ٹکل کر دو در فرش پر جا گری تھی۔ بلیک زیرو نے آگے بڑھ کر مشین گن اٹھائی اور تیزی سے واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سہمی عمارت کا راونڈ لگا چکا تھا۔ عمارت چھوٹے سے احاطہ پر مشتمل تھی جس میں صرف دو کمرے تھے

اپنی طرف سے بچ بول رہا ہے۔

”جہارا تعلق کس گروپ سے ہے؟“ بلیک زیرو نے کہا۔

”یہ تم کیا انزویو کرنے بیٹھ گئے ہو۔۔۔۔۔۔ مجھے جھوڑو۔ میرا وعدہ کہ میں تمہیں زندہ جانے دوں گا اور میں جی دن کو رپورٹ دوں گا کہ تمہیں ہلاک کر کے کھائی میں پھینک دیا گیا ہے“ اچانک ہاشم نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اب وہ حیرت کے جھٹکے سے باہر آ گیا ہو۔

”اور اگر میں جہارا کی لاش کھائی میں ڈال کر خود جہارا میک اپ کر لوں تب“ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میک اپ۔ کیا مطلب۔ کیا جہارا تعلق کسی پجنسی سے ہے؟“ ہاشم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہو بھی سکتا ہے“ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تو تم اس گروپ کے آدمی ہو جسے تلاش کیا جا رہا ہے۔ وہ۔ وہ پاکستانی سیکرٹ سروس کا گروپ۔“ ہاشم نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے ہجرے پر حیرت کے تاثرات ابھرائے تھے۔ شاید اسے یہ توقع تک نہ تھی کہ ہاشم پاکستانی سیکرٹ سروس کے بارے میں جانتا ہوگا۔

”کس گروپ کی بات کر رہے ہو؟“ بلیک زیرو نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتا اس کی جیب سے نوٹوں کی آوازیں سنائیں دینے لگیں تو بلیک زیرو تیزی سے اٹھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاشم کی جیب سے ایک چھوٹا سا لیکن خصوصی

رسیاں ڈھیلی پڑ گئیں اور میں آزاد ہو گیا۔“ بلیک زیرو نے اسی طرح ٹھنڈے اور اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ مگر تم نے مجھے بے ہوش کیسے کر دیا تھا۔ مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آتی تھی“ ہاشم نے اسی طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کیا تم لڑائی بھڑائی کے فن سے میرا مطلب ہے مارشل آرٹس سے واقف ہو؟“ بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ میں نے خاص طور پر اس کی تربیت لی ہوئی ہے۔ مگر تم نے تو نہ جانے کیا کیا ہے۔ مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آتی“ ہاشم نے روانی سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”اب یہ بتا دو کہ جو سامان تم نے میری جیبوں سے نکالا تھا کہاں ہے؟“ بلیک زیرو نے کہا۔

”وہ۔ وہ تو جی دن کے پاس ہے“ ہاشم نے جواب دیا۔

”جی دن جی ہی تھا جو سائے بیٹھا تھا“ بلیک زیرو نے اسی طرح ٹھنڈے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔“ ہاشم نے جواب دیا۔

”کس ملک سے اس کا تعلق ہے؟“ بلیک زیرو نے اچانک تو ہاشم بے اختیار چونک پڑا۔

”ملک سے تعلق۔ کیا مطلب۔ وہ پاکستانی ہے“ ہاشم چونک کر انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ

بلیک زرو نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر اس نے دوبارہ کرسی پر بیٹھ کر اسے الٹ پلٹ کر غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔

"یہ ایک ریمن میڈ ہے۔ کہاں سے لیا ہے تم نے؟" بلیک زرو نے کہا۔

"جی ون نے دیا تھا۔ اسمگل آئیٹ ہو گا۔" ہاشم نے جواب دیا۔

"جی ون کا اصل نام کیا ہے؟" بلیک زرو نے پوچھا۔
"مجھے نہیں معلوم۔ چیف کو معلوم ہو گا۔" ہاشم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چیف۔ وہ کون ہے؟" بلیک زرو نے چونک کر پوچھا۔
"روشن خان۔ وہ شاکمان میں ہوتا ہے۔ سبھاں میرا گروپ کام کرتا ہے۔" ہاشم نے جواب دیا۔

"تم لوگ کیا کام کرتے ہو؟" بلیک زرو نے پوچھا۔
"اسلحہ کی اسمگلنگ کا دھندہ ہے۔" ہاشم نے جواب دیا۔
"ہیڈ کوارٹر کہاں ہے؟" بلیک زرو نے کہا۔

"وارا لکومت میں۔" ہاشم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"کیا نام ہے اس گروپ کا اور کون انچارج ہے؟" بلیک زرو نے کہا۔

"سوری۔ میں نہیں بتا سکتا اور سنو۔ اب بہت ہو گئی ہے۔ اب مجھے چھوڑ دو اور خود بھی زندہ واپس چلے جاؤ۔" ہاشم نے ہلکتا سرو

ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ نوں نوں کی آوازیں اس سے نکل رہی تھیں۔

"سنو۔ یہ یقیناً جہارے جی ون کی کال ہو گی۔ اس سے تم نے بھی کہتا ہے کہ تم نے مجھے ہلاک کر کے لاش کھائی میں ڈال دی ہے ورنہ یہ کام جہارے ساتھ بھی ہو سکتا ہے۔" بلیک زرو نے کہا۔
"میں سمجھتا ہوں۔" ہاشم نے کہا تو بلیک زرو نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ جی ون کانٹک۔ اور۔" ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی ایک مروانہ آواز سنائی دی۔

"نیں سر۔ ہاشم بول رہا ہوں۔ اور۔" ہاشم نے کہا۔
"کیا ہوا اس آدمی کا۔ اور۔" دوسری طرف سے پوچھا گیا۔
"آپ کے حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے۔ میں اسے گولی مار کر اس کی لاش کھائی میں ڈال کر ابھی واپس آیا ہوں۔ اور۔" ہاشم نے جواب دیا۔

"اوکے۔ اس گروپ کے بارے میں کوئی اطلاع آئی ہے یا نہیں۔ اور۔" جی ون نے کہا۔

"نہیں جناب۔ ابھی تک تو کوئی اطلاع نہیں ملی۔ اور۔" ہاشم نے جواب دیا۔

"جیسے ہی کوئی اطلاع آئے مجھے فوری رپورٹ دینی ہے تم نے۔ اور ایڈیٹل۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی

اے اس انداز میں باندھا تھا کہ وہ اے کسی صورت کھول ہی نہ سکتا تھا۔ بلیک زرو کے آتے ہی ہاشم نے حرکت کرنا بند کر دی۔
 "تم نے کوشش کر کے دیکھ لی ہے۔ اب یہ بتا دو کہ یہ جی ون کہاں رہائش پذیر ہے"..... بلیک زرو نے کہا۔
 "مجھے نہیں معلوم۔ میرا اس سے رابطہ صرف اس ٹرانسمیٹر ہوتا ہے۔ بلکہ میں نے اسے دیکھا بھی پہلی بار ہے"..... ہاشم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مہاں جہارے کتنے ساتھی ہیں"..... بلیک زرو نے پوچھا۔
 "دس ساتھی ہیں"..... ہاشم نے جواب دیا۔
 "یہ دس ساتھی کہاں ہیں"..... بلیک زرو نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"وہ گردپ کی تلاش میں ہیں اور ہر اس مقام پر ڈیوٹی دے رہے ہیں جہاں سے شاکہ میں داخل ہوا جاسکتا ہے"..... ہاشم نے جواب دیا۔

"اور جہار ایڈ کو آرڈر کہاں ہے"..... بلیک زرو نے پوچھا۔
 "مہاں سے قریب ایک احاطے میں ہے مہاں تو ہمیں جی ون کے کہنے پر لایا گیا تھا"..... ہاشم نے کہا۔
 "تم نے مجھے بے ہوش کیسے کیا تھا"..... بلیک زرو نے اچانک ایک خیال کے آتے ہی پوچھا۔

"تم پر پٹل پن فائر کی گئی تھی"..... ہاشم نے جواب دیا تو

لچے میں کہا۔
 "اوکے۔ جہاری مرضی۔ یہی کافی ہے"..... بلیک زرو نے کہا اور اٹھ کر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔
 "مجھے کھولو۔ کہاں جا رہے ہو"..... ہاشم نے چونک کر کہا۔
 "ابھی آکر کھولتا ہوں"..... بلیک زرو نے مزے بغیر کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا وہ اس کمرے سے باہر آگیا۔ اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تھا اور وہ اس خیال کی تصدیق کرنا چاہتا تھا۔ اس نے دوسرے کمرے میں ایک دیوار میں موجود ایک الماری کھولی تو بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ الماری میں جدید ساخت کا میک اپ وائٹر موجود تھا۔ بلیک زرو نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر الماری بند کر کے وہ مڑ گیا۔ اس کے ذہن میں آیا تھا کہ ان لوگوں نے یقیناً بے ہوشی کے دوران اس کا میک اپ چیک کیا ہو گا لیکن اسے کہیں میک اپ وائٹر نظر نہ آیا تھا۔ البتہ یہ الماری ایسی تھی جسے اس نے چیک نہ کیا تھا۔ اب اس میک اپ وائٹر کو دیکھ کر وہ سمجھ گیا تھا کہ ان لوگوں کا تعلق بہر حال اس گانڈر اور سارہ ہے کیونکہ اسلحے کے عام اسمگلر میں قسم کے جدید ترین میک اپ وائٹر استعمال نہ کیا کرتے تھے بلکہ انہیں میک اپ چیک کرنے کی شاید کبھی ضرورت ہی نہ پڑی ہو۔ الماری بند کر کے وہ مڑا اور تیز قدم اٹھاتا واپس اس کمرے میں آیا تو وہ یہ دیکھ کر بے اختیار مسکرا دیا کہ ہاشم مسلسل رسی کھولنے کی کوشش میں مصروف تھا لیکن ظاہر ہے بلیک زرو نے

بلیک زرو کچھ گیا کہ بے ہوش کر دینے والی سوئی کو ایک مخصوص پٹل سے فائر کیا جاتا ہے اور اسے عرف عام میں پٹل پن کہا جاتا ہے۔

”اگر تم اپنے ساتھیوں سے رابطہ کرنا چاہو تو یہاں سے کیسے کرو گے۔۔۔۔۔ بلیک زرو نے کہا۔

”سپیشل ٹرانسمیٹر۔۔۔۔۔ ہاشم نے جواب دیا۔

”فریکوئنسی بتاؤ۔۔۔۔۔ بلیک زرو نے کہا۔

”میں نہیں بتا سکتا اور سنو۔ اب بھی وقت ہے کہ مجھے چھوڑ دو ورنہ اگر میرے ساتھی یہاں آگئے تو تم دوسرا سانس بھی نہ لے سکو گے۔۔۔۔۔ ہاشم نے کہا تو بلیک زرو بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے ذہن میں واقعی یہ خیال ہی نہ آیا تھا کہ ہاشم کے ساتھی بھی یہاں پہنچ سکتے ہیں۔

”اچھا۔ اب آخری سوال۔ یہ بتا دو کہ دارالحکومت میں تمہارا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے اور اس کا چیف کون ہے۔۔۔۔۔ بلیک زرو نے کہا۔

”مجھے نہیں معلوم۔ روشن خان کو معلوم ہو گا۔۔۔۔۔ ہاشم نے

جواب دیا۔

”مطہ روشن خان کا فون نمبر اور پتہ بتا دو۔۔۔۔۔ بلیک زرو نے

کہا۔

”شاکمان میں سردار کی سرائے مشہور ہے۔ روشن خان اس کا

مالک اور مینیجر ہے۔۔۔۔۔ ہاشم نے بتایا اور اس کے ساتھ اس نے فون نمبر بھی بتا دیا۔

”اوکے۔ بس اب انٹرویو ختم۔۔۔۔۔ بلیک زرو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھا اور دوسرے کمرے ہاشم کے حلق سے نکلنے والی کرشناک چیخ سے گونج اٹھا کیونکہ بلیک زرو کے ہاتھ میں موجود خنجر بجلی سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے اڑتا ہوا سیدھا ہاشم کے گلے میں اترتا چلا گیا تھا۔ ہاشم خان دوسری چیخ بھی نہ مار سکا اور اس کی آنکھیں بے نور ہوتی چلی گئیں۔ بلیک زرو نے اس کی گردن سے خنجر نکال کر اسے اس کے لباس سے صاف کیا اور پھر خنجر کی مدد سے اس کی رسیاں کاٹ دیں اور پھر تیزی سے مڑ کر وہ یہ وہنی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اس جی ون کو چیک کرے گا۔ اسے یقین تھا کہ وہ اسے آسانی سے ڈھونڈ نکالے گا لیکن اس سے پہلے وہ اپنی مخصوص رہائش گاہ پر پہنچ کر میک اپ کرنا چاہتا تھا کیونکہ ظاہر ہے ہاشم کے آدمیوں نے اسے اس حلیے میں دیکھ رکھا ہو گا۔

ہول کے سامنے موجود فولادی ڈھکن کو ہٹانے سے پیدا ہوئی ہوگی کیونکہ چالی لگاتے ہوئے جب تنویر نے اسے ہٹایا تھا تو اس میں سے ایسی ہی کھٹک کی آواز نکلی تھی۔ شاید اس کا کوئی بیچ جام ہو رہا تھا۔ تنویر سانس روکے کھڑا رہا۔ دھواں نکلنا اب بند ہو گیا تھا۔ تنویر اس گیس کے بارے میں جانتا تھا کیونکہ اس کا نیلا رنگ اس کی شناخت تھا۔ یہ گیس انتہائی تیز اثر تھی لیکن اس کے اثرات بھی بہت جلد ختم ہو جاتے تھے لیکن اس کے باوجود تنویر سانس روکے کھڑا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ جس نے بھی یہ گیس فائر کی ہے وہ اس کے اثرات کا وقت دیکھ کر ہی دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گا۔ سانس روکنے کی وجہ سے اس کا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا اور سینہ جیسے گھٹ سا گیا تھا لیکن بہر حال وہ اسی طرح خاموش اور ساکت کھڑا تھا کہ اچانک اسے لاک کھلنے کی آواز سنائی دی تو تنویر نے یہ آواز سننے ہی سانس لینا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا۔ چونکہ اس کا پٹ اس طرف کو ہی مڑتا تھا جہاں تنویر موجود تھا اس لئے وہ خود بخود اس پٹ کے پیچھے آ گیا تھا۔ دروازے سے ایک مقامی آدمی اندر داخل ہوا اور پھر اس نے دروازہ بند کیا ہی تھا کہ تنویر کسی بھوکے عقاب کی طرح اس پر ٹوٹ پڑا۔ اس آدمی کے منہ سے بھنبھنی بھنبھنی سی آوازیں نکلیں اور پھر اس کا جسم ڈھیلا پڑتا چلا گیا۔ تنویر نے اسے نیچے قالین پر ایک طرف لٹا دیا اور پھر اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اس نے چیک کیا اور پھر اٹھ کر وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کو آہستہ سے کھول کر

تنویر جو لیا کے کمرے سے نکل کر اپنے کمرے میں آیا۔ اس کی عادت تھی کہ وہ سونے سے پہلے غسل ضرور کرتا تھا اس لئے وہ دروازہ بند کر کے سیدھا ہاتھ روم میں چلا گیا۔ اس نے لباس اتارنے کے لئے ابھی ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اس کے کانوں میں ہلکی سی کھٹک کی آواز پڑی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اسے یقین تھا کہ آواز دروازے کی طرف سے ہی آئی تھی۔ اس نے آہستہ سے ہاتھ روم کا دروازہ کھولا اور سر باہر نکال کر اس نے کمرے کا جائزہ لیا لیکن کمرے میں کوئی نہ تھا۔ دروازہ بھی ولے ہی بند تھا۔ وہ آہستہ سے ہاتھ روم سے باہر آیا اور پنچوں کے بل چلتا ہوا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ابھی وہ دروازے کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اس نے دروازے کے کی ہول سے نیلے رنگ کا دھواں سانسٹکے ہوئے دیکھا تو اس نے بے اختیار سانس روک لیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ ہلکی سی کھٹک کی آواز کی

رہے تھے۔..... صفدر نے دروازہ بند کرتے ہی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا تمہیں اس کا احساس ہو گیا تھا؟..... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ تمہارے قدموں کی آواز گوبے حد کم تھی لیکن میں نے بہر حال سن لی تھی۔ پھر ٹیگٹ کی ہول میں روشنی کی لکیر دکھائی دی اور پھر وہ تاریک ہو گیا۔ اس کے فوراً بعد دوبارہ روشنی ہوئی اور پھر تاریکی چھا گئی اور تمہارے قدموں کی آواز آگے بڑھ کر کیپٹن شکیل کے دروازے پر رک گئی۔ اسی طرح جو یا کے دروازے کے سامنے ہوا اور پھر تم سیدھے واپس اپنے دروازے پر آئے اور دروازہ کھلنے کی ہلکی سی آواز میں نے سن لی۔ اس سے میں سمجھ گیا کہ یہ ساری کارروائی تم کر رہے ہو لیکن وجہ میری سمجھ میں نہ آ رہی تھی اس لئے میں نے سوچا کہ تم سے معلوم ہی کر لوں۔..... صفدر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ تنویر کوئی جواب دیتا دروازے پر ایک بار پھر دستک کی آواز سنائی دی تو تنویر اور صفدر دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

"کون ہے؟..... تنویر نے دروازے کی قریب جا کر اونچی آواز میں کہا۔

"کیپٹن شکیل اور مس جو یا۔..... باہر سے کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی تو صفدر بے اختیار مسکرا دیا جبکہ تنویر کے ہجرے پر واقعی

باہر جھانکا لیکن راہداری خالی پڑی ہوئی تھی۔ تنویر باہر آگیا۔ اس نے آہستہ سے دروازہ بند کیا اور پھر وہ ساتھ والے صفدر کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کی ہول کا ڈھکن ہٹایا اور پھر جھک کر کی ہول سے آنکھ لگا دی۔ اس نے دیکھا کہ صفدر لباس تبدیل کر کے اب بیڈ پر بیٹھ رہا تھا اور وہ ہر لحاظ سے نارمل نظر آ رہا تھا۔ تنویر آگے بڑھ گیا اور پھر اس نے کیپٹن شکیل کو بھی چیک کر لیا۔ کیپٹن شکیل بیڈ پر لیٹ کر کوئی کتاب پڑھنے میں مصروف تھا۔ آخر میں اس نے جو یا کا کمرہ بھی چیک کیا۔ جو یا کیسل اوڑھے بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی لیکن اس کی آنکھیں ابھی کھلی تھیں۔ بہر حال چونکہ اس کے ساتھیوں کی پوزیشن نارمل تھی اس لئے تنویر واپس اپنے کمرے میں آگیا۔ اس نے دروازہ اندر سے بند کیا اور قالین پر پڑے ہوئے اس آدمی کو اٹھا کر اس نے ایک کرسی پر ڈال دیا اور اس نے ایک دروازے کا پردہ اتارنا شروع کر دیا تاکہ اس کی رسی بنا کر اس آدمی کے ہاتھ پیر باندھ سکے کہ اچانک دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی تو تنویر بے اختیار چونک پڑا۔ وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔

"کون ہے؟..... تنویر نے کہا۔

"تنویر۔ میں صفدر ہوں۔..... باہر سے صفدر کی ہلکی سی آواز سنائی دی تو تنویر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے دروازہ کھول دیا اور صفدر اندر آگیا۔

"اوہ۔ یہ کون ہے اور تم کیوں ہم سب کے کمروں میں جھانکتے ہو

حیرت کے تاثرات ابھرتے تھے۔ اس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا تو کیپٹن شکیل اور اس کے بچے جو اندر داخل ہوئی۔

"اوہ۔ یہ کون ہے؟"..... ان دونوں نے بھی کمرے میں بے ہوش پڑے ہوئے آدمی کو دیکھ کر کہا۔

"آپ کو بھی میری طرح تنویر کی چیکنگ کا احساس ہو گیا تھا؟"..... صفدر نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تنویر نے دروازہ بند کر کے انہیں پوری تفصیل بتادی۔

"اس کا مطلب ہے کہ اس آدمی نے صرف تمہیں بے ہوش کر کے اغوا کرنے کا منصوبہ بنایا تھا اور یہاں اکیلا تھا؟"..... جو لیانے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ اس کے ساتھی ہوٹل کے باہر موجود ہوں کیونکہ یہ اکیلا تو تنویر کو اٹھا کر باہر نہ لے جاسکتا تھا؟"..... صفدر نے کہا جبکہ اس دوران تنویر دروازے سے اتارے ہوئے پردے کی رسی بنا کر اس سے اس آدمی کو کرسی پر باندھنے میں مصروف رہا۔ یہ پردہ اس نے اندرونی دروازے سے اتارا تھا کیونکہ بیرونی دروازے کے سامنے پردہ سرے سے موجود ہی نہ تھا۔

"اے ہوش میں لے آؤ۔ پھر یہ خود ہی بتائے گا؟"..... جو لیانے کہا۔ وہ ایک کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔ تنویر کا بازو گھوما اور اس کا زور دار تھپڑ اس آدمی کے بھرے پر پڑا اور پھر دوسرے تھپڑ پر ہی وہ آدمی تجھتا ہوا ہوش میں آگیا۔

"یہ۔ یہ کیا۔ کیا مطلب۔ تم سب یہاں۔ کیا مطلب؟"..... اس مقامی آدمی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا نام ہے تمہارا؟"..... تنویر نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ "میرا نام احسان ہے۔ تم بے ہوش نہیں ہوئے تھے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"..... احسان نے تنویر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم نے ہمارے گروپ میں سے صرف مجھے کیوں بے ہوش کرنے کی کوشش کی تھی۔ بولو؟"..... تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔ باقی ساتھی خاموش تھے کیونکہ بہر حال تنویر نے ہی اسے چیک کیا تھا اور اسے پکڑا تھا اس لئے اصول کے تحت وہ تنویر کا ہی شکار تھا۔

"مجھے تمہارے پورے گروپ پر شک تھا اور چونکہ تمہارا کمرہ سب سے آخر میں تھا اس لئے میں نے تمہیں بے ہوش کر کے تمہارے کمرے کی کلاشی لینے کا منصوبہ بنایا تھا لیکن نجانے بے ہوش مگر دینے والی انتہائی زود اثر گیس نے بھی تمہیں کیوں بے ہوش نہیں کیا؟"..... احسان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کتنے آدمی ہو تم اور کس گروپ سے تمہارا تعلق ہے۔ پوری تفصیل بتاؤ۔ ہم تمہیں زندہ چھوڑ دیں گے ورنہ تمہاری لاش کسی گٹر میں تیرتی پھرے گی؟"..... اس بار جو لیانے سرد لہجے میں کہا۔

"ہمارے گروپ کا چیف روشن خان ہے۔ اس نے ہماری ڈیوٹی سنبھالی تھی کہ شاکمان میں جو بھی گروپ داخل ہو اسے چیک کیا جائے جس کا کہنا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا گروپ یہاں پہنچ رہا ہے اور

عجبت ہمیں فوری طور پر اس روشن خان پر ہاتھ ڈالنا ہو گا۔ یہ اسمگر سیکرٹ سروس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ لامحالہ یہ بات انہیں اٹیکریمین ہیجنٹوں نے بتائی ہوگی اور روشن خان سے اس کا پتہ چل جائے گا۔۔۔۔۔ صفدر نے فرانسیسی زبان میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”جہاں مطلب ہے کہ اسے چھوڑ دیا جائے لیکن یہ فوری رپورٹ لے گا۔۔۔۔۔ جولیانے کہا۔

”اے بے ہوش کر کے یہاں کسی خالی کمرے میں ڈال دیتے ہیں۔ ہوش میں آکر یہ خود ہی چلا جائے گا جبکہ اس دوران ہم روشن خان سے نمٹ لیں گے۔ میں اس لئے یہ بات کر رہا ہوں کہ یہاں سے اس کی لاش کو غائب کرنا مشکل ہو جائے گا۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم لوگ میرے کمرے میں آ جاؤ۔ وہاں سے تیار ہو چکیں گے۔۔۔۔۔ جولیانے کہا اور اٹھ کر وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”سنو احسان۔ ہم چاہیں تو تمہیں ایک لمحے میں ہلاک کر سکتے ہیں ہم خواہ مخواہ کسی کا خون نہیں بہانا چاہتے اور نہ ہی ہمارا تعلق کسی سیکرٹ سروس سے ہے۔ دارالحکومت کے ایک دوسرے گروپ ہمارا گروپ ڈرگ اسمگلنگ کے سلسلے میں کام کرتا ہے اس لئے ہمیں بے ہوش کر کے کسی خالی کمرے میں ڈال دیں گے۔ اگر

اسے چیک کرنا ہے۔ تم چونکہ غیر ملکی تمہیں اس لئے جہاز کے گروپ پر براہ راست شک نہیں کیا گیا تھا۔ لیکن میں پھر بھی تسلی کر لینا چاہتا تھا اس لئے میں نے اپنے طور پر یہ کارروائی کی تھی۔ احسان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کس کے کہنے پر یہ چیکنگ ہو رہی ہے۔۔۔۔۔ جولیانے پوچھا۔

”مجھے نہیں معلوم۔ روشن خان کو معلوم ہو گا۔۔۔۔۔ احسان نے جواب دیا۔

”کہاں ہے یہ روشن خان۔۔۔۔۔ جولیانے پوچھا۔

”وہ سردار کی سرائے میں ہوتا ہے۔۔۔۔۔ احسان نے جواب دیا۔

”سردار کی سرائے۔ وہ کہاں ہے اور روشن خان وہاں کیا کر رہے۔۔۔۔۔ جولیانے حیران ہو کر کہا۔

”سردار کی سرائے شاکمان کے شمال میں بازار کے آخر میں ہے روشن خان اس کا مالک اور منیجر ہے۔۔۔۔۔ احسان نے جواب دیا۔

”جہاں اگر وہ کیا کام کرتا ہے۔۔۔۔۔ اس بار صفدر نے کہا۔

”ہمارا کام اسلحے کی اسمگلنگ ہے۔۔۔۔۔ احسان نے کہا۔

”کتنے آدمی یہاں گروپ کو تلاش کر رہے ہیں۔۔۔۔۔ صفدر نے پوچھا۔

”دس آدمی ہیں۔۔۔۔۔ احسان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کی گردن توڑ دو۔۔۔۔۔ جولیانے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”مس جولیا۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ چھوٹی بھلی۔

ہوش میں آنے کے بعد تم نے ہمارے بارے میں کسی کو اطلاع دی
تو پھر تم چاہے پاتال میں بھی کیوں نہ چھپ جاؤ تمہیں ہلاک کر دیا
جائے گا..... صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”مم۔ مم۔ میں کسی کو اطلاع نہیں دوں گا۔ تم مجھے چھوڑ
دو..... احسان نے جلدی سے کہا لیکن دوسرے لمحے صفدر کا بازو
گھبرا اور احسان کے حلق سے یکفخت چیخ سی نکل گئی لیکن کنبٹی پر پڑنے
والی ایک ہی ضرب سے اس کی گردن ڈھلک گئی تھی۔

”تنویر۔ اسے کسی خالی کمرے میں ڈال دو اور آ جاؤ“..... صفدر
نے تنویر سے کہا تو تنویر کے اثبات میں سر ہلاتے ہی صفدر اور اس
کے چچے کمیٹن ٹشکیل بھی مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

عمران اپنے فلیٹ میں موجود تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک سائنسی
رسالہ تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے
ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔“
عمران نے رسالے سے نظریں ہٹائے بغیر اپنے مخصوص انداز میں
پلیا۔

”ظاہر بول رہا ہوں عمران صاحب..... دوسری طرف سے
فلک زبرو کی آواز سنائی دی تو عمران چونک کر سیہا ہو گیا۔
”کہاں سے بول رہے ہو“..... عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ
لہجے میں کہا۔

”شکاکی سے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کیا وزٹ رہا تمہارے مشن کا“..... عمران نے مسکراتے

جیننگ جاری رکھو..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ پھر عمران سٹنگ روم سے اٹھ کر سپیشل روم میں آ گیا جہاں ایک سپیشل فون موجود تھا جس کا نمبر ایکس پیج میں نہیں تھا۔ عمران نے وہاں پہنچ کر سپیشل فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”صدیقی بول رہا ہوں..... رابطہ قائم ہوتے ہی صدیقی کی آواز سنائی دی۔

”ایکسٹو..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”یس سر..... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”شاک کی طرف سے ایک کاردار الحکومت پیچھے رہی ہے۔ اس میں ایک مقامی مرد اور ایک مقامی عورت سفر کر رہے ہیں۔ کار کی تفصیلات نوٹ کرو۔ یہ دونوں ایکریمین ایجنٹ بھی ہو سکتے ہیں اس لئے انتہائی محتاط رہنا۔ انہیں تم نے کار سمیت دانش منزل پہنچانا ہے..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار کے بارے میں تفصیلات بتا دیں۔

”یس سر..... دوسری طرف سے صدیقی نے کہا۔

”یہ دونوں سپر مپ ایجنٹ ہیں اس لئے ہر لحاظ سے ہوشیار رہنا..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور ڈرائیونگ روم کی طرف بڑھ گیا تاکہ باس بدل کر وہ دانش منزل پہنچ سکے۔ تھوڑی دیر بعد وہ دانش منزل کے آپریشن روم میں موجود

ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ شاک کی میں کوئی پراجیکٹ موجود نہیں ہے۔ مجھے صرف شک ہے کہ جو لوگ ایکریمین ایجنٹ ہو سکتے ہیں وہ دارالحکومت چلے گئے ہیں..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”تفصیل بتاؤ۔ کیسے معلوم ہوا ہے..... عمران نے پوچھا تو بلیک زیرو نے مشین سے جیننگ کے دوران بے ہوش ہونے سے لے کر اس احاطے میں ہونے والی ساری کارروائی کی تفصیل بتا دی۔

”کیا تمہیں یقین ہے کہ یہ جوڑا میک اپ میں تھا اور یہ گانڈر اور سارہ ہیں۔ تم تو کہہ رہے ہو کہ یہ مسلسل مقامی لہجے میں باتیں کرتے رہے ہیں..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”عمران صاحب۔ وہ میک اپ میں تو بہر حال نہیں ہیں اور وہ مقامی زبان اور مقامی لہجے میں ہی مجھ سے باتیں کرتے رہے ہیں لیکن مجھے معمولی سا شبہ ہوا ہے کہ یہ مقامی نہیں ہیں۔ میں نے انہیں چیک کرنے کے لئے انہیں تلاش کیا تو پتہ چلا کہ وہ کار میں سوار ہو کر وہاں سے چلے گئے ہیں۔ میں نے اس لئے فون کیا ہے کہ آپ انہیں وہاں چیک کر لیں..... بلیک زیرو نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”کیا نمبر ہے اس کار کا اور کیا تفصیلات ہیں ان کے بارے میں۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے تفصیل بتا دی۔

”ٹھیک ہے۔ انہیں جہاں ٹریس کر لیا جائے گا لیکن تم اپنی

کے پاس پہنچ گئے تھے۔
 "کوئی پرابلم....." عمران نے مائیک کا بٹن آن کرتے ہوئے کہا۔

"نو سر۔ ہم اس روڈ پر پہنچ گئے تھے۔ وہاں ہم نے ایک موڈ پر پکنگ کر لی۔ پھر یہ کار آتی دکھائی دی اور جیسے ہی یہ کار موڈ پر آہستہ ہوئی ہم نے کار کے اندر ایون ایون فائر کر دیا۔ کار بھی رک گئی اور یہ دونوں بھی بے ہوش ہو گئے۔ ہم نے انہیں عقبی سیٹوں کے درمیان ڈالا اور دونوں کاریں لے کر جہاں پہنچ گئے..... صدیقی نے جواب دیا۔

"اوکے۔ تم اپنی کار لے کر واپس جاسکتے ہو....." عمران نے مخصوص لہجے میں کہا اور مائیک آف کر کے اسے واپس میز کے خانے میں غائب کر دیا اور ایک بار پھر خصوصی گیٹ والا بٹن پریس کر دیا۔ جب صدیقی اور اس کے ساتھی اپنی کار لے کر پھانک سے باہر چلے گئے تو عمران نے پھانک بند کیا اور اٹھ کر وہ پریٹشن روم سے نکل کر برآمدے سے ہوتا ہوا سپیشل روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے سپیشل روم کا لاک کھولا اور دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا تو سامنے قالین پر ایک مقامی مرد اور مقامی عورت میزے میزے انداز میں بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ عمران نے دروازہ بند کیا اور آگے بڑھ کر اس نے مٹک کر ان دونوں کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا اور پھر ایک طویل سانس لے کر وہ سیدھا ہو گیا کیونکہ وہ دونوں

تھا۔ چونکہ بلیک زیر و موجود نہ تھا اس لئے وہ عقبی طرف کے خفیہ راستے سے اندر آیا تھا اور اس نے کار بھی وہاں ایک مخصوص گیارہ میں کھڑی کر دی تھی۔

"اب یہ دونوں بتائیں گے کہ یہ پراجیکٹ کیا ہے اور کہاں ہے....." عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد سیٹی کی آواز سنائی دی تو عمران نے چونک کر میز کے کنارے پر موجود بٹنوں کی قطار میں سے ایک بٹن پریس کر دیا تو سامنے دیوار پر سکرین روشن ہو گئی۔ سکرین پر دو کاریں موجود تھیں جن میں سے ایک کار سفید رنگ کی تھی جس کے ساتھ ہی صدیقی کھڑا تھا جبکہ دوسری کار نیلے رنگ کی تھی جس کے باہر چوہان اور خاور کھڑے تھے سفید کار وہی تھی جس کی تفصیلات عمران نے اسے بتائی تھیں۔ عمران نے دوسرا بٹن پریس کر دیا تو سکرین پر پھانک کھلتا ہوا دکھائی دیا۔ صدیقی، خاور اور چوہان تینوں پھانک کھلتے ہی واپس کاروں میں بیٹھ گئے اور پھر دونوں کاریں پھانک کے اندر داخل ہو کر مخصوص جگہوں پر آکر رک گئیں۔ پھانک ان کے عقب میں بند ہو گیا۔ عمران نے میز کی سائیڈ پر ہاتھ رکھ کر اسے دبایا تو ایک چھوٹا سا مائیک باہر آگیا۔

"صدیقی۔ ان دونوں کو سپیشل روم نمبر ایک میں پہنچا دو۔" عمران نے مخصوص لہجے میں کہا اور پھر وہ سکرین پر دیکھتا رہا۔ اس کے حکم کی تعمیل کر دی گئی تھی اور ایک بار پھر وہ سب واپس کاروں

بہر حال میک اپ میں نہیں تھے اور وہ مقامی ہی تھے۔

”انہیں یقیناً اس گالڈر نے اس کام کے لئے ہار کیا ہو گا۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ پیچھے ہٹا اور اس نے دروازے کے ساتھ دیوار پر موجود سوچ بورڈ پر ایک بن پریس کر دیا تو سر کی آواز کے ساتھ ہی کمرے کے تقریباً درمیان میں شیشے کی ایک دیوار زمین سے ٹکل کر چھٹ تک چلی گئی۔ عمران نے دیوار پر ایک سائیل میں ہاتھ مارا تو ایک کرسی اس طرح ٹکل کر باہر آگئی جیسے ریل کی پٹری پر ریل چلتی ہے۔ عمران اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ کرسی کے ایک بازو پر سوچ بورڈ موجود تھا۔ آنے والے دونوں مقامی افراد شیشے کی دیوار کی دوسری طرف قالمین پر اسی طرح میز سے میزے انداز میں پڑے ہوئے تھے۔ عمران ایک بن دباتے دباتے رک گیا۔ وہ کرسی سے اٹھا اور دیوار کے قریب پہنچ کر اس نے سوچ بورڈ پر ایک بن پریس کر دیا تو دیوار سر کی آواز کے ساتھ ہی دوبارہ فرش میں غائب ہو گئی اور عمران تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھا اور پھر اس نے سب سے پہلے اس مرد کے لباس کی تلاش لینا شروع کر دی لیکن اس کی جیسوں میں سوائے نوٹوں کے اور کچھ نہ تھا۔ وہ ایک بار پھر مڑا اور اس نے سوچ بورڈ پر بن پریس کر کے دیوار دوبارہ چھٹ تک برابر کر دی اور پھر مڑ کر دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ چونکہ صدیقی نے اسے بتا دیا تھا کہ انہوں نے کس گیس کی مدد سے ان کی کار بھی روکی تھی اور انہیں بے ہوش بھی کیا تھا اس لئے اس نے کرسی کے بازو پر موجود

ایک بن پریس کیا تو دیوار کی دوسری طرف چھٹ سے سرخ رنگ کی تیز روشنی نکلی اور اس پورے حصے میں پھیل گئی۔ چند لمحوں بعد روشنی غائب ہو گئی تو عمران نے ایک بن دبایا اور پھر خاموشی سے بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد ان دونوں کے جسموں میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے۔ عمران نے ایک اور بن پریس کیا تو ان دونوں کے منہ سے نکلنے والی ہلکی سی کراہیں بھی اسے سنائی دینے لگیں۔

”یہ۔ یہ۔ یہ۔ کیا مطلب۔ یہ ہم کہاں ہیں۔ کیا مطلب۔“ اچانک اس آدمی نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ کیا ہو گیا ہے۔ یہ کیا مطلب۔“ اسی لمحے اس عورت نے بھی اٹھتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر ان دونوں کی نظریں سامنے بیٹھے ہوئے عمران پر جم گئیں۔

”کیا مطلب۔ ہم تو کار میں تھے۔ یہ کون ہے۔ یہ کیا ہوا ہے۔“ اس آدمی نے ایک جھٹکے سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس عورت کے چہرے پر بھی انتہائی حیرت کے تاثرات ابھرا آئے تھے عمران البتہ اب ان کی گفتگو سن کر کنزرم ہو گیا تھا کہ یہ دونوں مقامی ہیں۔ البتہ ان کے لہجے میں بہاڑی علاقوں میں رہنے والے افراد کی مخصوص کرشمگی موجود نہ تھی جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ یہ لوگ میدانی علاقے کے رہنے والے ہیں۔

”کیا نام ہیں تم دونوں کے۔“ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

احسان "..... اس آدمی نے جواب دیا۔

"تم کہاں کے رہنے والے ہو"..... عمران نے کہا۔

"ہم راج گڑھ کے رہنے والے ہیں"..... اس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کس یونیورسٹی میں پڑھاتے ہو اور کیا سبجیکٹ ہیں۔ پوری تفصیل بتاؤ اور اپنی بیوی کے بارے میں بھی تاکہ جہاڑی چیکنگ کی جاسکے"..... عمران نے کہا۔

"لیکن پہلے تم بتاؤ کہ تم کون ہو اور ہم جہاں کیسے پہنچ گئے۔" پروفیسر احسان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں ویسے ہی کرو۔ ورنہ ایک مین پریس کر کے تم دونوں کا خاتمہ کر دوں گا"..... عمران نے کہا تو پروفیسر احسان نے جلدی جلدی تفصیل بتانا شروع کر دی اور اس کے ساتھ ہی عمران نے ایک بین دبایا تو چھت سے ایک بار پھر سرخ رنگ کی تیز روشنی اس حصے میں پھیل گئی جس میں وہ دونوں موجود تھے۔ چند لمحوں بعد ہی وہ دونوں ایک بار پھر تھڑے تھڑے انداز میں نیچے گر گئے عمران نے اٹھ کر کرسی دوبارہ دیوار میں غائب کی اور پھر سوچ بوجھ پر ڈپر موجود بین پریس کر کے اس نے درمیانی شیشے کی دیوار غائب کر دی اور آگے بڑھ کر اس نے اس پروفیسر احسان کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور واپس مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اب یہ پہلے اس کی تفصیلی چیکنگ کرانا چاہتا تھا کیونکہ اس کا نام سن کر ان دونوں نے

"تم کون ہو اور ہم کہاں ہیں۔ یہ کون سی جگہ ہے"..... اس آدمی نے بجائے عمران کے سوال کا جواب دینے کے انسا سوال کر دیا جبکہ وہ عورت انتہائی حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔

"میرا نام علی عمران ہے اور تم نے شاکی میں میرے آدمی کو اپنے آدمیوں کے ہاتھوں اغوا کرایا اور پھر اسے ہلاک کرایا"..... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ چونک پڑا تھا کیونکہ اس نے دیکھا تھا کہ اس کا اپنا نام لیتے ہی وہ دونوں نے صرف بے اختیار چونکے تھے بلکہ لاشعوری طور پر ان دونوں نے ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھا بھی تھا لیکن یہ سب کچھ ایک لمحے کے اندر مکمل ہو گیا تھا۔ اس کے بعد وہ ویسے ہی حیرت زدہ انداز میں کھڑے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"یہ کیا کہہ رہے ہو۔ ہمارا کسی اغوا یا قتل سے کیا تعلق۔ ہم تو دارالحکومت میں رہتے ہیں۔ میں یونیورسٹی میں پروفیسر ہوں اور میری بیوی ایک مقامی کالج میں پروفیسر ہے۔ ہم دونوں تفریح کرنے شاکی گئے تھے اور اب واپس آ رہے تھے کہ اچانک چلتی کار میں کوئی چیز گری اور ہم بے ہوش ہو گئے اور اب جہاں ہوش آیا ہے۔" اس آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جہاں انعام کیا ہے"..... عمران نے کہا۔

"میرا نام پروفیسر احسان ہے اور یہ میری بیوی ہے رضیہ

کے بعد تیار کرائی تھی اور وہ اسے بائیسکوپ کہا کرتا تھا کیونکہ یہ مشین ہر اس میک اپ کو ختم کر کے سکرین پر اصل چہرہ ظاہر کر دیا کرتی تھی جو کسی بھی انداز میں کیا جائے۔ اس میں اس نے ایسی ریز استعمال کی تھیں جو انسانی کھال سے گزرتے ہوئے اس کھال پر موجود ہر قسم کے تیار شدہ محلول کی تہہ تک کو ظاہر کر دیتی تھی اس لئے ایسا میک اپ جو کسی بھی طرح چپک نہ ہو رہا ہو اس مشین سے چپک کیا جاسکتا تھا۔ عمران نے اس مشین کی کارکردگی کو خود اپنے لہجہ کردہ ہر قسم کے میک اپ کر کے چپک کیا تھا اور وہ میک اپ جو دنیا کا جدید ترین میک اپ وائر بھی چپک نہ کر سکتا تھا وہ اس مشین سے چپک کر لیا گیا تھا اس لئے عمران نے اس مشین کو استعمال کرنے کا فیصلہ کیا تھا تاکہ حتیٰ طور پر بات سمجھنے آجائے کہ دراصل یہ آدمی کون ہے کیونکہ بلیک زردی جو رپورٹ دی تھی اور اس آدمی سے باتیں کرنے کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ یہ آدمی انتہائی کامیاب اداکار ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ جس طرح اس کے نام پر چونکے تھے اور پھر انہوں نے اپنے آپ کو نارمل کیا تھا اس سے بھی اسے شک پڑا تھا کہ یہ دونوں بے حد تربیت یافتہ اور انتہائی مضبوط اعصاب کے مالک ہیں۔ اس نے مشین کے بین پریس کرنے شروع کر دیئے۔ کنٹوپ میں پروفیسر احسان کا چہرہ اسے صاف نظر آ رہا تھا لیکن دوسرے لمحے سکرین پر تمکا کا سا ہوا اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر جو چہرہ ابھرا اسے دیکھ کر عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

جو لاشعوری رد عمل ظاہر کیا تھا اس نے اسے بہر حال مشکوک کر دیا تھا۔ آپریشن روم میں داخل ہو کر وہ سیدھا ایک علیحدہ کمرے میں گیا۔ اس نے اس کمرے میں موجود ایک کرسی پر اس پروفیسر کو بٹھایا اور کرسی کے راڈز باہر نکال کر اس نے اسے راڈز میں جکڑ دیا۔ پھر دیوار کے ساتھ کرسی پر رکھے ہوئے انتہائی جدید ترین میک اپ وائر کو گھسیٹ کر اس کرسی کے قریب لے آیا اور اس نے اس کا کنٹوپ پروفیسر احسان کے سر اور چہرے پر چڑھا کر اسے بند کیا اور پھر اسے آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد کنٹوپ میں سرخ رنگ کا دھواں سا بھر گیا۔ چند لمحوں بعد جب دھواں چھٹا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ پروفیسر کا چہرہ ویسے ہی تھا۔ عمران نے کنٹوپ ہٹایا اور کرسی کو دھکیں کر اس نے دیوار کے ساتھ کیا اور پھر مڑ کر کمرے کی سائیڈ میں موجود دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ جہاں دیواروں کے ساتھ بڑی بڑی الماریاں موجود تھیں۔ اس نے ایک الماری کھولی اور اس میں سے ایک چھوٹی سی مشین اٹھائی جس کے ساتھ ویسا ہی کنٹوپ موجود تھا جیسا میک اپ وائر کے ساتھ تھا۔ مشین اٹھا کر اس نے الماری بند کی اور پھر دروازے سے واپس پہلے والے کمرے میں آکر اس نے قریبی میز پر مشین رکھی اور اس کے ساتھ منسلک کنٹوپ اس نے پروفیسر احسان کے سر اور چہرے پر چڑھا کر اسے بند کر دیا۔ یہ مشین اس نے سرداور کے ساتھ طویل عرصہ تک ڈسکس کرنے

اس نے تیزی سے کنٹوپ کی طرف دیکھا۔ اس میں وہی پروفیسر احسان والا چہرہ موجود تھا لیکن سکرین پر جو چہرہ نظر آ رہا تھا وہ ایکریمن تھا۔

”حیرت انگیز۔ تو یہ گلاڈر ہے۔ اس قدر کامیاب میک اپ اور اس قدر روانی سے مقامی زبان اور مقامی لہجے میں بولنے نے اسے واقعی حیران کر دیا تھا۔ اگر اس کی لہجہ کردہ بائیسکوپ مشین استعمال نہ کی جاتی تو عمران بھی یقیناً مار کھا چکا تھا۔ عمران کچھ دیر مزید ان دونوں چہروں کو دیکھتا رہا اور پھر اس نے مشین کے کئی بٹن پریس کر دیئے۔ دوسرے لمحے ہلکی سی سسٹی کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی مشین کے نچلے حصے میں ایک فوٹو گراف پھسلتا ہوا باہر آ گیا۔ عمران نے اسے اٹھا کر سیدھا کیا تو اس کے آدھے حصے میں پروفیسر احسان کا چہرہ موجود تھا جبکہ باقی دوسرے آدھے حصے میں اس کا اصل ایکریمن چہرہ موجود تھا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے مشین آف کر دی اور پھر آگے بڑھ کر اس نے کنٹوپ اتارا اور اسے مشین کے ساتھ رکھ کر اس نے کرسی کے راڈز کھولے اور بے ہوش گلاڈر کو اٹھا کر اس نے کاندھے پر لا دیا اور اسے اٹھائے وہ ایک بار پھر پشیل روم میں پہنچ گیا۔ اس نے گلاڈر کو وہاں لٹایا اور اس عورت کو اٹھا کر کاندھے پر لا دیا کہ وہ دوبارہ اس کمرے میں آیا جہاں بائیسکوپ مشین موجود تھی۔ اس نے اس عورت کو کرسی پر بٹھا کر راڈز میں جکڑا اور پھر کنٹوپ اٹھا کر اس عورت کے سر اور

چہرے پر چڑھا کر اس نے مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد ایک جھماکے سے سکرین پر ایکریمن عورت کا چہرہ نظر آنے لگا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اب اس بات میں کوئی شک نہ رہا تھا کہ یہ دونوں بلیک پنجنسی کے سپرنٹ اینڈنٹ گلاڈر اور اس کی بیوی سارہ ہیں۔ عمران نے مشین آپریٹ کر کے اس کا بھی فوٹو گراف تیار کیا اور اسے بھی جیب میں ڈال کر اس نے کنٹوپ ہٹایا اور اس مشین کو اٹھا کر واپس انماری میں رکھا اور پھر واپس آ کر اس نے اس عورت کے جسم کے گرد راڈز غائب کئے اور اسے اٹھا کر اس نے کاندھے پر ڈالا اور اس کمرے سے لے جا کر واپس پشیل روم میں ڈال دیا۔ اسے معلوم تھا کہ جس ریز سے یہ بے ہوش ہوئے ہیں ان ریز کے اثرات پانچ گھنٹوں سے جملے ختم نہیں ہو سکتے اس لئے اسے ان کے ہوش میں آنے کی فکر نہ تھی۔ اس نے پشیل روم کا دروازہ بند کیا اور آپریشن روم میں آ کر کرسی پر بیٹھ یا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”رانا ہاؤس..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جوزف ہاؤز سنائی دی۔

”عمران بول رہا ہوں جوزف.....“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”یہی ہاؤس..... دوسری طرف سے جوزف نے اہتمامی موبائل

لجے میں کہا۔

”جو انا کہاں ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”وہ اپنے کمرے میں ہے“..... جوزف نے جواب دیا۔

”تم کار لے کر دانش منزل آ جاؤ۔ میں وہیں سے بول رہا ہوں۔“

یہاں سپیشل روم میں ایک مقامی مرد اور ایک مقامی عورت بے ہوش پڑے ہیں انہیں اٹھا کر رانا ہاؤس لے جاؤ۔ میں خود وہاں آ کر ان سے پوچھ گچھ کروں گا۔ لیکن انہیں میرے آنے سے پہلے کسی صورت ہوش میں نہیں آنا چاہئے..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”یس باس“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیوں رکھ دیا۔

جولیا، تنویر، صفدر اور کمیشن تشکیل چاروں سردار کی سرانے کے ملنے پہنچے تو وہ یہ دیکھ کر چونک پڑے کہ یہ ایک باقاعدہ ہوٹل تھا جس میں بے شمار مرد آ جا رہے تھے لیکن ان سب مردوں کا لباس، انداز اور حرکات بتا رہی تھیں کہ ان کا تعلق تیز ترین دنیا سے ہے بلکہ خاصی تعداد سیاحوں کی بھی تھی جن میں عورتیں بھی شامل تھیں لیکن یہ سب سیاح غیر ملکی تھے جن میں زیادہ تعداد بچائیوں کی تھی۔ بہت ہمت کم تعداد دوسری قومیتوں سے تعلق رکھنے والے افراد کی تھی۔ سرانے کا بڑا گیٹ شیشے کا بنا ہوا تھا اور اس کے باہر ایک غنڈہ ٹپ آدمی کھڑا تھا جس کے کاندھے سے مشین گن لٹکی ہوئی تھی اور ہر آنے جانے والے کو ناقدانہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ جولیا نے ہواڑہ کھولا اور اندر داخل ہوئی۔ اس کے پیچھے تنویر، کمیشن تشکیل اور نب سے آخر میں صفدر اندر داخل ہوا۔ جولیا نے ایکریمن میک اپ

کیا ہوا تھا جبکہ اس کے باقی ساتھی بھی اکیڑہائیں میک اپ میں تھے۔ احسان کو تنویر نے ایک خالی کمرے میں ڈال دیا تھا اور پھر وہ سب جو بیا کے کمرے میں اکٹھے ہوئے تھے۔ جو بیا کے کہنے پر ان سب نے ماسک میک اپ کر لئے تھے تاکہ روشن خان کے آدمی انہیں پہچان نہ سکیں اور پھر وہ ہوٹل سے باہر آ گئے۔ ان کی جیبوں میں مخصوص اسلحہ موجود تھا۔ چونکہ یہ چھوٹا سا شہر تھا اس لئے یہاں ٹیکسیوں کا رواج نہ تھا۔ البتہ اکا دکا کاریں اور جیپیں چلتی ہوئی نظر آ رہی تھیں اور نہ زیادہ تر لوگ پیدل ہی چلتے تھے۔ یہ علاقہ چونکہ اپنی خوبصورتی میں دور دور تک مشہور تھا اس لئے یہاں سیاحوں کی بھی خاصی تعداد آتی جاتی رہتی تھی جن میں زیادہ تر تعداد بچائیوں کی تھی کیونکہ بچائی سیاحت کے پوری دنیا میں سب سے زیادہ شوقین تھے۔ اس کے بعد اکیڑہائیں تھے اور اس کے بعد باقی قویتوں کے لوگ تھے۔ وہ سب پیدل چلتے ہوئے سرائے تک پہنچ گئے تھے۔ ان کے ذہنوں میں سرائے کا نام سن کر عمارت کا جو خاکہ ابھرا تھا یہ اس سے قطعاً مختلف تھی۔ یہ ایک ہوٹل تھا جسے سرائے کا نام دیا گیا تھا۔ شاید یہاں سارے علاقے میں ہوٹلوں کو سرائے کا نام دیا جاتا تھا۔ بہر حال جیسے ہی وہ بال میں داخل ہوئے ان سب کے بے اختیار ہوٹل بھجھ گئے کیونکہ بال میں شراب کی تیز بو اور اس کے ساتھ ہی منشیات کا دھواں پھیل ہوا تھا۔ بال میں موجود عورتیں اور مرد خاصی بے باک حرکتوں میں مصروف تھے لیکن وہاں کا ماحول دیکھ کر ایسے لگتا تھا جیسے یہاں ہم

آدمی ایک دوسرے سے لائق اور بیگانہ ہو۔ ایک طرف بڑا سا کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے تین نوجوان موجود تھے جن میں سے دو تو ویئرز کو سروس دینے میں مصروف تھے جبکہ ایک آدمی سینے پر ہاتھ رکھ کر بے کونے میں خاموش کھڑا تھا۔ اس کی تیز نظریں پورے ہال کا اہل طرح جائزہ لے رہی تھیں جیسے اس نے اس ہال کے بارے میں کہیں باقاعدہ تفصیلی رپورٹ دی ہے۔ جو بیا اس کاؤنٹر کی طرف بڑھتی چلی گئی اور وہ نوجوان جو بیا کو کاؤنٹر کی طرف آتے دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا تھا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھرتے آئے تھے۔

”کیا روشن خان کی سرائے یہی ہے“ جو بیا نے کاؤنٹر کے قریب جا کر اکیڑہائیں لہجے میں کہا۔

”ہیس مس“..... اس نوجوان نے جو بیا اور اس کے پیچھے ساتھ ہی کھڑے اس کے ساتھیوں کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہم نے روشن خان سے ملاقات کرنی ہے تاکہ اس سے ڈرگ بزنس کے سلسلے میں بات ہو سکے۔ لمبا سودا ہے۔“ جو بیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ کہاں سے تشریف لائی ہیں“..... نوجوان نے کہا۔

”ہم ناراک سے آئے ہیں“..... جو بیا نے کہا۔

”سائیڈ راہداری میں چلے جائیں۔ آخر میں باس کا آفس ہے۔“ نوجوان نے کہا تو جو بیا نے اثبات میں سر ہلایا اور اس راہداری کی طرف مڑ گئی۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے راہداری کی طرف بڑھ

”روشن خان سے ملاقات کرنی ہے۔ ڈرگ بزنس کے سلسلے میں ایک بڑا سودا ہے“..... جو بیانے کہا۔

”وہ تو دارالحکومت گئے ہوئے ہیں۔ کل واپس آئیں گے۔“ اس آدمی نے جواب دیا۔

”لیکن کاؤنٹر مین نے تو کہا ہے کہ وہ آفس میں موجود ہیں۔“ جو بیانے نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

”مجھے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے محترمہ۔ کاؤنٹر مین کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ آپ جیسے معزز لوگوں سے ڈیل کرے۔ اس لئے اس نے آپ کو کہاں بھیج دیا ہے۔ اگر آپ کو مجھ پر یقین نہ آ رہا ہو تو بے شک دروازہ کھول کر اندر چلے جائیں۔ آپ کو خود یقین آ جائے گا..... اس آدمی نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”ان کی رہائش گاہ کہاں ہے“..... جو بیانے پوچھا۔

”رہائش گاہ بھی اسی سرائے میں ہی ہے۔ آفس کے پیچھے ان کا ذاتی لہر ہے“..... اس آدمی نے جواب دیا۔

”دارالحکومت میں ان سے فون پر رابطہ کرو اور میری بات لراؤ“..... جو بیانے کہا۔

”سوری میڈم۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ خان صاحب کا وہاں کا اہل نمبر میرے پاس نہیں ہے“..... اس آدمی نے جواب دیا۔

”میں چیک کر لیتا ہوں“..... اچانک صفدر نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے شیشے والا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا

گئے۔ نوجوان انہیں جاتے ہوئے دیکھتا رہا اور پھر اس نے کاؤنٹر کے نیچے ہاتھ ڈال کر رسیور اٹھایا اور اسے کان سے لگا لیا۔

”کاؤنٹر سے فلک خان بول رہا ہوں۔ ایک عورت اور تین مرد جو سب ایکریڈین ہیں باس سے ملنے آ رہے ہیں۔ ڈرگ بزنس کا بڑا سودا کہہ رہے ہیں لیکن مجھے شک پڑا ہے کہ ان کا تعلق کسی پبسنی سے ہے کیونکہ ان کے قد و قامت، ذیل ڈول اور انداز ڈرگ بزنس والوں جیسا نہیں ہے۔ باس کو بتا دینا..... اس نوجوان نے کہا اور رسیور کاؤنٹر کے نیچے رکھ دیا۔ اسے معلوم تھا کہ اب باس کا سیکرٹری جیسے انہیں اچھی طرح چیک کرے گا پھر باس سے ملاقات ہوگی۔ راہداری خاصی طویل تھی۔ راہداری کے آخر میں ایک دروازہ تھا جس کے باہر مشین گنوں سے مسلح دو افراد موجود تھے۔ ان تک پہنچنے پر ان میں سے ایک نے ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھول دیا اور جو بیانے شکر یہ کہ نے سر بلایا اور اندر داخل ہو گئی۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی تھے۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس میں ایک سائیڈ پر ایک کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے ایک اویسز عمر آدمی سامنے ایک فون رکھے بیٹھا ہوا تھا۔ کمرے میں صوفے بچھے ہوئے تھے لیکن وہاں اس آدمی کے علاوہ اور کوئی آدمی نہ تھا۔ اس کاؤنٹر کے ساتھ شیشے کا دروازہ تھا۔ جو بیانے اور اس کے ساتھی کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئے۔

”جی فرمائیے۔ اس آدمی نے غور سے جو بیانے اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

مشین گئیں ان کے ہاتھوں میں تھیں۔

"یہ کیسا دھماکہ اور چیخ تھی۔ راسم کہاں ہے..... ان میں سے ایک نے حریت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ راسم میز کے پیچھے گرا ہوا تھا اور وہ سب میز کے گرد اکٹھے کھڑے تھے۔ آنے والے دونوں دربانوں کے چہروں پر حریت کے ساتھ ساتھ انتہائی احتیاط کے تاثرات بھی نمایاں تھے۔

"وہ اندرونی کمرے میں گیا ہے۔ تم کیوں اندر آئے ہو۔" کیپٹن شکیل نے کہا جو ان کے زیادہ قریب تھا۔

"یہ چیخ اور دھماکہ کیسا تھا..... اسی آدمی نے ہونٹ چبائے ہوئے کہا۔

"جہارے کان تو نہیں بج رہے....." کیپٹن شکیل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے تحریکات کی آوازوں کے ساتھ ہی وہ دونوں چیخے ہوئے نیچے گر گئے۔ کیپٹن شکیل نے اس دوران جیب سے مشین پشٹ نکال لیا تھا اور پھر اس کا نذرہ دبا دیا۔ مشین گئیں ان دونوں کے ہاتھوں سے نکل کر دور جا کر مری تھیں۔ یہ دونوں دربان مقامی تھے۔ ان میں سے ایک تو چند لمحوں سے زیادہ حزب ہی نہ سکا تھا جبکہ دوسرا ابھی تک حزب رہا تھا۔ کیپٹن شکیل نے اس کی گردن پر پیر رکھ کر اسے موڑ دیا۔

"کہاں ہے روشن خان۔ بولو درنہ....." کیپٹن شکیل نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ اس آدمی کا چہرہ تاریک پڑنے لگ گیا تھا۔

لیکن اس آدمی نے کوئی رد عمل ظاہر نہ کیا اور ویسے ہی اطمینان سے بیٹھا رہا چند لمحوں بعد ہی صفدر واپس آگیا۔

"آفس اور اس کے پیچھے کمرہ دونوں خالی ہیں..... صفدر نے ایکریمن لہجے میں کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے....." جویا نے کہا۔

"میرا نام راسم ہے....." اس آدمی نے جواب دیا۔

"اوکے۔ اب ہم کل آئیں گے....." جویا نے کہا اور واپس مڑنے ہی لگی تھی کہ اچانک اس کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور راسم بچتا ہوا کرسی سمیت الٹ کر سائیز پر جا گرا۔ دوسرے لمحے تنور بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور پھر اس سے پہلے کہ راسم اٹھتا جویا کی لات گھومی اور کمرہ راسم کے حلق سے نکلنے والی انتہائی کرہناک چیخ سے گونج اٹھا۔ وہ بیچت ساکت ہو گیا تھا۔

"اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ یہ جھوٹ بول رہا ہے....." جویا نے کہا۔

"لیکن اب اس روشن خان کو کیسے تلاش کریں گے....." صفدر نے کہا۔

"جیسی بتائے گا۔ اسے اٹھا کر اندر لے چلو....." جویا نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ اس کے ساتھی آگے بڑھتے اچانک ان کے عقب میں دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور وہ سب تیزی سے مڑے ہی تھے کہ دروازے سے باہر موجود دونوں مسلح افراد اندر داخل ہوئے۔

سیڑھیاں جاتی دکھائی دے رہی تھیں۔

”یہ دیوار کس طرح کھل گئی“..... تنویر نے حیرت بھرے بچے میں کہا۔

”اس دیوار کی ساخت دیکھ کر مجھے شک پڑا تھا کہ یہاں سیڑھیاں ہو سکتی ہیں۔ جب سیڑھیوں کو خفیہ رکھنا مقصود ہو تو اس وقت اسی ساخت کی دیواریں بنائی جاتی ہیں۔ اس وقت میں نے اسے نظر انداز کر دیا تھا۔ اب اس دربان نے جب تہہ خانے کی بات کی تو میرے ذہن میں فوراً یہ دیوار آگئی تھی“..... صفدر نے کہا۔

”یہ دروازہ بھی بند کر دو“..... جولیانے کہا تو تنویر نے اندرونی کمرے کا دروازہ بھی بند کر دیا تو جولیا سیڑھیاں اترنے لگی۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی سیڑھیاں اترتے چلے گئے۔ سیڑھیاں چکر کھا کر نیچے جا رہی تھیں اور تھوڑی دیر بعد جولیا اور اس کے ساتھی ایک خاصے بڑے کمرے میں پہنچ گئے۔ کمرے کا دروازہ بند تھا اور کمرہ خالی تھا۔ کسی قسم کا کوئی فرنیچر وہاں موجود نہ تھا جبکہ دروازے کی دوسری طرف سے آوازوں کا ہلکا ہلکا شور سنائی دے رہا تھا۔

”حمقاء رہنا“..... جولیانے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا اور وہ سب ایک ایک کر کے دروازہ کر اس کر کے دوسری طرف ایک خاصے وسیع ہال میں پہنچ گئے جہاں جوئے کی میز لگی ہوئی تھیں اور وہاں عورتیں اور مرد بڑے زور شور سے جوا کھیلنے میں مصروف تھے جبکہ دس کے قریب

اس نے اضطراری طور پر ہاتھ مار کر کیپٹن شکیل کی ٹانگ ہٹانا چاہی تھی لیکن کیپٹن شکیل نے ٹانگ پر ذرا سا دباؤ بڑھا دیا تو اس کا ہاتھ اس کے سینے پر ہی بے جان ہو کر گر گیا۔

”بولو۔ کہاں ہے روشن خان۔ بولو“..... کیپٹن شکیل کی غراہٹ اور بڑھ گئی تھی۔

”نن۔ نیچے۔ نیچے۔ تہہ خانے میں۔ نیچے“..... اس آدمی کے منہ سے رک رک کر الفاظ نکلے اور اس کے ساتھ ہی اسے ایک بچی سی آئی اور اس کی گردن مڑ گئی اور آنکھیں بے نور ہو گئیں۔ وہ ختم ہو چکا تھا۔

”نیچے سیڑھیاں اندرونی کمرے سے جا رہی ہیں“..... صفدر نے کہا۔

”اس راسم کا بھی خاتمہ کر دو اور دروازہ اندو سے لاک کر دو اور فون کا رسیور اٹھا کر علیحدہ رکھ دو“..... جولیانے ڈرامہ ہدایت کاروں کی طرح ہدایات دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے اندرونی کمرے کی طرف بڑھ گئی جبکہ صفدر اس کے پیچھے تھا۔ تنویر نے مشین پسٹل کی فائرنگ کر کے راسم کا خاتمہ کر دیا اور فون کا رسیور اٹھا کر اس نے ایک طرف رکھ دیا جبکہ کیپٹن شکیل نے آگے جھک کر دروازے کو اندر سے لاک کر دیا اور پھر وہ دونوں بھی صفدر اور جولیا کے پیچھے اندرونی کمرے کی طرف بڑھ گئے۔ اندرونی کمرے میں ایک دیوار درمیان سے کھلی ہوئی نظر آ رہی تھی اور نیچے

کہا۔

”ہمیں راسم نے بھیجا ہے اور روشن خان نے ملاقات کی اجازت دی ہے۔“ جو یانے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”باس مصروف ہیں۔ تم ابھی ایک گھنٹہ انتظار کر اور یہ اسلحہ کاؤنٹر پر جمع کرا دو۔ واپس پر مل جائے گا۔“ اس آدمی نے اسی طرح کراخت لہجے میں کہا۔

”ہمارے پاس ایک سیکنڈ بھی نہیں ہے اور تم ایک گھنٹے کی بات کر رہے ہو۔“ جو یانے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس کی جیکٹ کی جیب میں موجود ہاتھ باہر آیا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ مسلح آدمی سنبھلتا تڑتاہٹ کی تیز آواز کے ساتھ ہی وہ آدمی جھٹکا ہوا نیچے گر گیا۔ اس کے ہاتھ سے مشین گنیں چھوٹ کر فرش پر جا گری تھیں جہے صفدر نے چھٹ کر اٹھایا۔

”تم ان کا خاتمہ کر دو۔ میں اس روشن خان سے نمٹ لوں۔“ کیپٹن شکیل میرے ساتھ رہے گا۔“ جو یانے کہا اور اس کے ساتھ ہی دو مسلح آدمی دوڑتے ہوئے راہداری میں آتے دکھائی دیے۔ وہ شاید مشین پستل کی تڑتاہٹ اور اس آدمی کے حلق سے نکلنے والی چیخ اور اس کے گرنے کا دھماکہ سن کر آئے تھے کہ تنویر نے ہاتھ میں گولی ہوئی مشین گن کا ٹریگر دبا دیا اور وہ دونوں بچھڑے ہوئے نیچے گرے ہی تھے کہ صفدر اور تنویر دوڑ کر ہال کی طرف بڑھ گئے جبکہ جو یانے اس درمیانی دروازے کے درمیان میں اس جگہ پر مشین

مسلح بد معاش وہاں اس طرح پھر رہے تھے جیسے پہرہ دے رہے ہوں۔ جو یانے اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ کر وہ سب چونک پڑے تھے کیونکہ تنویر اور صفدر کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں اور پھر وہ سب اکیڑیمین میک اپ میں تھے۔ جو یانے تیز نظروں سے ایک لمحے میں ہال کا جائزہ لے لیا تھا۔ ایک طرف چھوٹی سی راہداری تھی جس کے اختتام پر ایک دروازہ تھا جس کے اوپر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا اور باہر ایک طیم ضخیم غنڈہ بڑے چوکے انداز میں کھڑا تھا۔

”تم۔ تم کون ہو اور اس راستے سے کیسے آئے ہو۔“ ایک مشین گن بردار نے تیزی سے جو یانے اور اس کے ساتھیوں کی طرف بڑھتے ہوئے انتہائی کراخت لہجے میں کہا۔

”ہم نے روشن خان سے ملنا ہے۔ راسم نے ہمیں یہاں بھیجا ہے اور روشن خان نے اس کی اجازت دی ہے۔“ جو یانے بڑے پرسکون لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ جاؤ۔“ اس آدمی نے بڑے اطمینان بھرے انداز میں بچھے ہٹتے ہوئے کہا اور اس کے اس طرح بچھے ہٹنے سے باقی مسافر افراد کے چہروں پر بھی اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ جو یانے مڑ کر اس راہداری کی طرف بڑھنے لگی۔ اس کے ساتھی بھی خاموشی سے اس کے پیچھے تھے۔

”کون ہو تم اور اسلحہ لے کر ادھر کیوں آ رہے ہو۔“ راہداری میں دروازے کے سامنے موجود مسلح آدمی نے انتہائی کراخت لہجے میں

گن سے فائر کھول دیا جہاں لاک ہوتا ہے اور لاک کے پرچے اڑ گئے۔ اس کے ساتھ ہی دروازے کے اوپر جلتا ہوا سرخ بلب بھی ٹپکتا بچھ گیا۔ جو یا نے آگے بڑھ کر زور سے دروازے پر لات ماری اور دروازہ ایک دھماکے سے کھلتا چلا گیا۔ جو یا بجلی کی سی تیزی سے اندر داخل ہوئی۔ کمرہ خالی تھا۔ اسی لمحے کمرے کی سائیز کا دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا مقامی آدمی تیزی سے اندر داخل ہوا اور پھر جو یا اور اس کے پیچھے کیپٹن عثمان کو دیکھ کر اس کے چہرے پر اس قدر حیرت ابھری کہ چہرہ ایک لمحے کے لئے مسخ سا ہو کر رہ گیا۔

”تم۔ تم۔ تم کون ہو اور جہاں میرے آفس میں۔ کون ہو تم۔ کیا مطلب۔“ اس آدمی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسے تھا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

”تمہارا نام روشن خان ہے۔“ جو یا نے کہا۔

”ہاں۔ مگر کیا مطلب۔ تم کون ہو۔“ اس آدمی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ تیزی سے کوث کی جیب کی طرف بڑھا لیکن دوسرے لمحے تھوڑا ہٹ کی تیز آواز کے ساتھ ہی روشن خان کسی انوکھی طرح گھوما اور پھر جھٹکا ہوا پہلو کے بل نیچے فرش پر جا گرا۔ اس کے ایک بازو کے پتھر سے اڑ گئے تھے۔ نیچے گرتے ہی اس نے اچھل کر کھڑے ہونے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے تھوڑا ہٹ کی آواز کے ساتھ ہی کمرہ اس کے حلق سے نکلنے والی جینوں سے گونج اٹھا اور اس کا فرش پر پڑا ہوا جسم اس طرح اچھلنے لگا جیسے ریز کی گیند کو فرش

پر مار دیا جائے تو وہ کافی در تک اچھلتی اور گرتی رہتی ہے۔ اس کے دوسرے بازو کے بھی پرچے اڑ گئے تھے اور اب اس روشن خان کا جسم ہلکے ہلکے جھٹکے کھا رہا تھا اور پھر وہ ساکت ہو گیا۔ جو یا کی ٹانگیں حرکت میں آئی اور روشن خان کے جببے پر اس کے جوتے کی نو پڑی تو روشن خان ایک ہی ضرب کھا کر جھٹکا ہوا ہوش میں آیا اور اس کے ساتھ ہی اس کی دونوں ٹانگیں بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئیں لیکن دوسرے لمحے تھوڑا ہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی اس کی دونوں ٹانگوں کی بھی وہی حالت ہوئی جو اس کے بازوؤں کی ہوئی تھی اور روشن خان جھٹکا ہوا ایک بار پھر ساکت ہو گیا تو جو یا کی لات ایک بار پھر گھومی اور اس بار دوسریں کھا کر روشن خان کو ہوش آیا لیکن اب اس کا چہرہ بے حد مسخ ہو رہا تھا اور آنکھیں چند سیاسی گئی تھیں۔ اب وہ بچ مچ حالت میں پڑا ہوا تھا۔ اس کے بازوؤں اور ٹانگوں سے مسلسل خون بہہ رہا تھا۔

”یو لو۔ کہاں ہیں وہ گانڈر اور سارہ جنہوں نے ہمیں گرد پوں کی پیننگ کے لئے کہا تھا۔“ جو یا نے مشین گن کی نال کو اس کی آنکھوں کے سامنے بھرتے ہوئے کہا۔

”مم۔ مم۔ مم۔ مجھے نہیں معلوم۔ مجھے ہیڈ کوارٹر نے احکامات دیئے تھے۔ ہیڈ کوارٹر نے۔“ روشن خان نے ڈرتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”کس کا ہیڈ کوارٹر اور وہاں کون انچارج ہے۔“ جو یا نے اور

نے تنویر سے کہا۔

"میرا کام ہے در نہ تنویر تو سب کو ہلاک کرنے پر تکا ہوا تھا..... صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"چلو انہیں ہمیں چھوڑ کر ہم خفیہ راستے سے باہر نکل جائیں اور فوراً ہی ہم نے میک اپ تبدیل کرنے ہیں....." جویا نے کہا۔

"ادھر ہے خفیہ راستہ....." صفدر نے کہا تو تنویر نے وہاں موجود افراد کو کہنا شروع کر دیا کہ اگر انہوں نے باہر آنے کی کوشش

کی تو ان سب کو گولیوں سے اڑا دیا جائے گا اور پھر خفیہ راستے سے وہ اس سرانے کی عقبی طرف ایک گلی میں پہنچ گئے۔ اسلحہ انہوں نے

راستے میں ہی پھینک دیا تھا اور پھر باہر سے دروازے کی کنڈی لگا کر ان سب نے وہیں گلی میں ہی چہروں پر سے ماسک اتارے اور

دوسرے ماسک نکال کر چہروں پر چڑھا کر دونوں ہاتھوں سے انہیں تھپتھا کر ایڈجسٹ کرنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب نئے

میک اپ میں تھے اور پھر گلی سے وہ باہر سڑک پر آ گئے۔

"کیا بتایا ہے روشن خان نے....." صفدر نے کہا۔

"میں پبلک فون بوتھ سے چیف سے بات کر لوں۔ پھر بتاتی ہوں....." جویا نے کہا اور کچھ آگے بڑھ کر وہ سڑک کے کنارے پر

موجود ایک پبلک فون بوتھ میں داخل ہو گئی جبکہ اس کے ساتھی خاموشی سے ادھر ادھر ہو گئے۔ جویا نے انکو امری کے نمبر پر بس کر کے ان سے دارالحکومت کا رابطہ نمبر معلوم کیا اور سکے ڈال کر اس

زیادہ اونچی آواز میں جھپٹے ہوئے کہا۔

"ہافڑے گروپ کا ہیڈ کوارٹر۔ اس کا سربراہ تو ہافڑے ہے لیکن ہمارا تعلق سپیشل سیکشن سے ہے اور اس کا انچارج اینڈریو

ہے....." روشن خان رک رک کر جواب دے رہا تھا اور ہر لفظ بولتے ہوئے اس کی آواز مدہم پڑتی جا رہی تھی۔

"مہاں ایکریمین پراجیکٹ کہاں ہے....." جویا نے کہا۔

"ایکریمین پراجیکٹ۔ نہیں سہاں نہیں ہے....." روشن خان نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے جسم نے

ایک جھٹکا کھایا اور اس کی گردن دھلک گئی اور آنکھیں بے نور ہو گئیں۔

"آؤ چلیں....." جویا نے تیزی سے واپس مڑتے ہوئے کہا۔

"آپ نے اس پر انتہائی عجیب تشدد کیا ہے مس جویا....." کیپٹن

شکیل نے مڑتے ہوئے کہا۔

"اس کے چہرے کی ساخت بتا رہی تھی کہ یہ عام حالات میں کچھ نہ بتاتا....." جویا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہ

اور پھر وہ راہداری میں آئے تو وہاں بال میں دس مسلح افراد کے ساتھ ساتھ چند مزید افراد بھی ہلاک ہو چکے تھے جبکہ سات افراد دیواروں کے ساتھ ہاتھ اٹھائے کھڑے تھے۔ ان سب کے چہروں پر موت کا خوف پوری شدت سے نمایاں تھا۔

"کمال ہے۔ ان افراد کو کیسے زندہ چھوڑ دیا ہے تم نے....." جویا

انہیں کور کر لیا گیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمیں غلط جگہ پر بھیجا گیا تھا۔ گالڈر اور سارہ جہاں موجود ہی نہیں تھے۔ جو یا نے جواب دیا۔ وہ سب اب پیدل چلتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔
 "اوہ۔ یقیناً شاکا میں عمران خود ہو گا تاکہ وہ اب ہمیں چرما سکے۔" تنویر نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"اگر عمران وہاں گیا ہوتا تو یہ لوگ شاکا میں ہی پکڑے جاتے اور دارالحکومت پہنچ ہی نہ سکتے۔" جو یا نے کہا تو سب نے اس طرح اشبات میں سر ہلا دیئے جیسے وہ جو یا کی بات سے سو فیصد متفق ہوں۔

نے رابطہ نمبر اور پھر چیف کا نمبر بریس کر دیا۔
 "ایکسٹو..... چند لمحوں بعد چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔
 "جو یا بول رہی ہوں چیف۔ شاکاں سے....." جو یا نے کہا۔
 "یس۔ کیا رپورٹ ہے..... دوسری طرف سے پوچھا گیا تو جو یا نے شروع سے آخر تک تمام تفصیل بتا دی۔

"تم سب فوراً واپس آ جاؤ۔ گالڈر اور اس کی بیوی سارہ دونوں شاکا سے دارالحکومت آرہے تھے کہ انہیں کور کر لیا گیا ہے اس لئے اب پراجیکٹ کے بارے میں وہ خود ہی بتائیں گے اور پھر ان معلومات کے مطابق دوبارہ مشن مکمل کیا جائے گا۔ فی الحال تم واپس آ جاؤ۔" چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جو یا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھا اور فون بوتھ سے باہر آ گئی۔ پھر اس نے ساتھیوں کو تفصیل بتائی تو سب نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہم اپنے مشن میں ناکام رہے ہیں۔" تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ناکام کیوں....." صفدر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے نہ ہی اس گالڈر اور سارہ کا پتہ چلا سکے ہیں اور نہ ہی پراجیکٹ کے بارے میں علم ہو سکا ہے۔" تنویر نے کہا۔

"ہاں۔ اس لحاظ سے تو اسے ناکامی ہی کہا جاسکتا ہے لیکن چیف نے کہا ہے کہ گالڈر اور سارہ شاکا سے دارالحکومت جا رہے تھے کہ

نے جو تفصیلی رپورٹ دی تھی اس سے یہ بات سامنے آئی تھی کہ ان لوگوں کو کور کرنے کے لئے کسی اسمگلر گروپ کو سامنے لایا گیا تھا اور یقیناً یہ کام گالڈر نے کیا ہو گا اس لئے اس نے انہیں واپس آنے کا کہہ دیا تھا کیونکہ اب وہاں ان کا رہنا فضول تھا۔ اب وہ پہلے کنفرم کرنا چاہتا تھا کہ واقعی کوئی پراجیکٹ شامان اور شامانی میں موجود ہے یا نہیں اور پھر اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تو اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر بریس کرنا شروع کر دیے۔

"پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ..... رابطہ قائم ہوتے ہی سرسلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ سرسلطان سے بات کراؤ۔" عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ چونکہ وہ اس وقت ذہنی طور پر بے حد الجھا ہوا تھا اس لئے اس کا لہجہ اور انداز خود بخود سنجیدہ ہو گیا تھا۔

"ییس سر۔ ہولڈ کریں..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سلطان بول رہا ہوں..... چند لمحوں بعد سرسلطان کی سنجیدہ آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں جناب..... عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ کیا ہوا ہے۔ خیریت۔ تم ٹھیک تو ہو..... سرسلطان نے ٹیگٹ انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اس کے سنجیدہ ہونے سے سرسلطان پریشان ہو

عمران کے فون کرنے پر رانا ہاؤس سے جوزف آکر سپیشل روم سے گالڈر اور سارہ کو اٹھا کر کار میں ڈال کر رانا ہاؤس لے گیا تھا۔ عمران ابھی آپریشن روم میں ہی موجود تھا کیونکہ اس کے ذہن میں بلیک زیرو کی رپورٹ گونج رہی تھی کہ اس نے خصوصی مشین سے پورے شامانی کی چیکنگ کر لی ہے۔ وہاں کوئی کنٹرولنگ سسٹم نہیں ہے اس لئے وہ سوچ رہا تھا کہ اب اسے کیا کرنا چاہئے۔ کیا حکومت کے ماہرین کی امداد حاصل کرنی چاہئے یا کچھ اور کرنا چاہئے۔ ویسے اسے یقین تھا کہ گالڈر اور سارہ کو بھی ان کا علم نہیں ہو گا۔ بہرحال یہ بات بھی یقینی نہ تھی کہ ایسے پراجیکٹس وہاں بھی موجود رہے ہوں اور پھر صرف معلومات فروخت کرنے والی لارڈ ہیرنگٹن کی بیٹی کا اطلاع تھی۔ وہ بیٹھا سوچ ہی رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بج انہی اور اس نے رسیور اٹھالیا۔ دوسری طرف سے فون کرنے والی بولیا تھی۔ اس

”ایک ہی صورت ہے کہ سر ڈیفنس کمیٹی کے ارکان نے دو میٹنگز کی تھیں اور پراسٹس منتخب کئے تھے۔ ان کی رپورٹس وزارت دفاع سے غائب کر دی گئی ہیں لیکن یہ رپورٹس یقیناً دوسری میٹنگ کے بعد بجھوائی گئی ہو گی۔ پہلی میٹنگ میں جو رپورٹ تیار کی گئی ہو گی اس کے بارے میں معلوم کرنا ہے۔ آپ وزارت دفاع سے پہلے یہ پوچھیں کہ اس کمیٹی کا سربراہ کون تھا۔ پھر اس کے ذاتی سامان وغیرہ کی چیکنگ کی جا سکتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ رپورٹ اس سامان میں موجود ہو۔“..... عمران نے کہا۔

”مجھے اطلاع ملی ہے کہ ایکریسیا نے پہاڑی علاقے شاکمان میں کوئی خفیہ میزائل پراجیکٹ بنایا ہوا ہے جس کا علم نہ پاکیشیا والوں کو ہے اور نہ شوکران کو اور اس کا کنٹرولنگ سسٹم اس نے شاکی میں بنایا ہوا ہے۔ اس کا بھی کسی کو علم نہیں۔ مخصوص مشینری کے سروے کے باوجود اس کا علم نہیں ہو سکا۔ البتہ یہ بات اس لئے یقینی ہو جاتی ہے کہ اس کی حفاظت کے لئے اس نے بلیک ہینسی کے ایسے دو نائب ایجنٹ مقرر کر رکھے ہیں جو جہاں کی مقامی زبان بھی مقامی لہجے میں اہتائی روانی سے بولتے ہیں اور انہوں نے ایسے

"ایکسٹو"..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں"..... دوسری طرف سے سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

"کیا ہوا۔" کچھ معلوم ہوا..... عمران نے اس بار اصل لہجے میں کہا۔

"یہ معلوم ہوا ہے کہ اس کمیٹی کے سربراہ جنرل طلعت حسین تھے اور ان کے ذاتی سامان کی لٹری انٹیلی جنس نے تلاشی لی ہے لیکن ایسی کوئی رپورٹ انہیں نہیں مل سکی۔ میں نے کرنل شہباز سے براہ راست بات کی ہے۔ البتہ کرنل شہباز نے مجھے بتایا ہے کہ جنرل طلعت حسین کے بارے میں انہیں معلوم ہوا ہے کہ جنرل طلعت حسین نے کمیٹی کی آخری میٹنگ کے فوری بعد دارالحکومت کے ایک کلب سے اسیں ایس کلب کہا جاتا ہے، کے مالک اور منیجر سناڑا سے ملاقات کی تھی۔ یہ سناڑا جنرل طلعت حسین کا گہرا دوست ہے اور عمران سے ملاقات کرتا رہتا تھا اور جنرل صاحب بھی کبھی کبھار کلب چلے جایا کرتے تھے۔ یہ سناڑا ایکریمین ہے..... سرسلطان نے تو عمران سے اختیار چونک پڑا۔

"کہاں ملاقات کی تھی جنرل صاحب نے اس سناڑا سے؟" عمران نے پوچھا۔

"وہیں جی اتنے کیو کے وزٹنگ روم میں۔ انہوں نے چپلے سے ہی بطور مہمان وہاں کال کر رکھا تھا۔ پھر میٹنگ کے اختتام پر وہ

"اچھا۔ میں معلوم کرتا ہوں لیکن اس سے کیا ہوگا؟" سرسلطان نے کہا۔

"سرسلطان۔ اس پوری کمیٹی کو پراسرار انداز میں ہلاک کر دیا گیا ہے اور ہلاک کرنے والے ایکریمین تھے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس کمیٹی نے میٹنگ میں کوئی ایسا پلانٹ منتخب کر لیا تھا جسے ایکریمینا سامنے نہ لانا چاہتا تھا اس لئے اس نے یہ رپورٹ بھی غائب کر دی اور کمیٹی کا بھی خاتمہ کر دیا۔ اگر یہ رپورٹ مل جائے اور اس میں شاکمان یا شاکا کا نام درج ہو تو پھر یہ کسفر ہو جائے گا کہ ایکریمینا کا پراجیکٹ بہر حال جہاں موجود ہے۔ پھر سوچیں گے کہ اسے کس طرح ٹریس کر کے ختم کیا جائے کیونکہ جہاں ایکریمین پراجیکٹ کی موجودگی ہمارے دفاع اور ہمارے ملک کی آزادی کے لئے انتہائی شدید ترین خطرہ ثابت ہو سکتی ہے..... عمران نے واقعی انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جہاری بات واقعی درست ہے۔ میں معلوم کرتا ہوں۔ تم کہاں سے کال کر رہے ہو..... سرسلطان نے کہا۔

"دانش منزل سے"..... عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں معلوم کر کے تمہیں کال کرتا ہوں۔" سرسلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

اس سے ملنے چلے گئے جبکہ ممبران واپس چلے گئے تھے۔" سرسلطان نے کہا۔

"تاکہ قہاری طرح چھوٹے چھوٹے چیک کا رونا روتے ہوئے میری باقی عمر گزر جائے۔ یہ تم ہی بھگتو۔ اللہ حافظ۔" سرسلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا اور پھر ٹرانسمیٹر کو کھکا کر اس نے اپنے سامنے کیا اور پھر اس پر ٹائیگر کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس نے اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ علی عمران کانگ۔ اور۔" عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس ہاس۔ ٹائیگر اسٹنڈنگ یو۔ اور۔" چند لمحوں بعد ہی ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر۔ ایس ایس کلب کے مالک اور جنرل منجر ستانزا کو جلتے ہو۔ اور۔" عمران نے کہا۔

"یس ہاس۔ بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔ ایکریسین ہے لیکن کسی غلط دھندے میں ملوث نہیں ہے۔ اور۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا تم اسے اخوا کر کے رانا ہاؤس پہنچا سکتے ہو۔ اور۔" عمران نے سر دلچے میں کہا۔

"یس ہاس۔ لیکن۔ اور۔" ٹائیگر نے کہا۔

"جو میں پوچھا کروں صرف اس کا جواب دیا کرو۔ یہ لیکن اور اگر

"کیا کرنل شہباز نے اس ستانزا سے پوچھ کی ہے۔" عمران نے کہا۔

"میں نے پوچھا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ ستانزا سے انہوں نے پوچھ گچھ کی ہے۔ ستانزا نے انہیں بتایا کہ جنرل طلعت حسین نے اسے اس لئے کال کیا تھا کہ اس کی بہن ایکریسیا کی کسی یونیورسٹی میں داخل تھی۔ وہاں کسی سیاسی جھگڑے کی بنیاد پر اسے یونیورسٹی سے نکال دیا تھا۔ جنرل صاحب نے ایکریسین سفیر سے بات کی اور

کوشش کی لیکن اسے دوبارہ داخلہ نہ مل سکا جبکہ اس یونیورسٹی کا ڈین ستانزا کا دوست تھا۔ اس کا نام ڈاکٹر جیفرے ہے جبکہ جنرل صاحب نے ستانزا سے کہا اور ستانزا نے وہیں جی ایچ کیو سے ڈاکٹر جیفرے کو کال کر کے سفارش کی تو داخلہ دے دیا گیا۔ کرنل شہباز

نے کال چیک کرائی تو واقعی یہ کال کی گئی تھی اور داخلے کی ہی بات ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ ستانزا کے خلاف کسی قسم کی کوئی رپورٹ بھی موجود نہ تھی اس لئے وہ خاموش ہو گئے۔" سرسلطان نے

پوری تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"اور۔ اتنی تفصیلات حاصل کی ہیں آپ نے۔ ویری گڈ۔ میں خیال ہے کہ آپ کو سیکرٹری شپ جیسا فصول کام جموز کر سکیں گے۔

سروس میں شامل ہو جانا چاہئے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے

میں جوانا موجود تھا۔ اس نے عمران کے اندر داخل ہوتے ہی مخصوص انداز میں سلام کیا۔

”یہ دونوں جہارے ہم قوم ہیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جوانا بے اختیار چونک پڑا۔

”کیا یہ دونوں میک اپ میں ہیں“..... جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ کیوں تم لسنے حیران کیوں ہو رہے ہو“..... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”آپ کے ساتھ وہ رہ کر اب مجھے بھی میک اپ کی پہچان ہوتی جا رہی ہے اور میری چیکنگ کے لحاظ سے تو یہ مقامی افراد ہیں۔“ جوانا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم نے چیکنگ کس سے کی ہے.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نظروں سے ماسٹر“..... جوانا نے جواب دیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”جدید ترین میک اپ واشٹر بھی یہ میک اپ چیک نہیں کر سکا۔ خود میں بھی انہیں نہ پہچان سکا تھا لیکن ایک خصوصی مشین نے ان کی اصل شکلوں کو اوپن کر دیا۔ یہ دیکھو ان کے فونو گراف۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے دو کمپوٹر فونو گراف نکال کر جوانا کی طرف بڑھا دیئے۔ ان کارڈز پر

مگر کے الفاظ آئندہ جہارے منہ سے نکلے تو کسی کچرا گھر میں پڑے ایڑیاں رگڑ رہے ہو گئے۔ اور..... عمران نے عزتے ہوئے بچے میں کہا۔

”سواری باس۔ اور“..... ٹائیگر نے ہنسے ہوئے لہجے میں کہا۔

”سٹائز کو میں ایک گھنٹے کے اندر اندر رانا ہاؤس میں دیکھنا چاہتا ہوں۔“ گجے۔ اور“..... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

”ییس باس۔ حکم کی تعمیل ہوگی۔ اور“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اور اینڈ آئل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”ٹانسنس۔ اب لیکن کہنے لگ گیا ہے“..... عمران نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا اور پھر اٹھ کر اس نے فون کو رانا ہاؤس کے خصوصی فون کے ساتھ لنک کر کے دانش منزل کا خود کار نظام آن کیا

اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار عقبی طرف سے نکل کر رانا ہاؤس کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

”اس جوڑے کی کیا پوزیشن ہے جوزف“..... عمران نے رانا ہاؤس پہنچ کر جوزف سے کہا۔

”وہ دونوں مسلسل بے ہوش ہیں باس اور جوانا ان کی نگرانی کر رہا ہے۔“..... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ابھی ٹائیگر ایک اور آدمی کو لا رہا ہے۔ اسے بھی تم نے بلیک روم میں پہنچانا ہے اور ٹائیگر کو واپس بھیج دینا“..... عمران نے کہا

اور تیزی سے قدم بڑھاتا بلیک روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ بلیک روم

ہے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ بات نہیں ماسٹر۔ یہ بچپن سے ہی استثنائی ضدی رہا ہے اس لئے روبرٹ اسے ڈنکی ٹوٹی کہا کرتا تھا اور اس کی ضد واقعی گدھے جیسی ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ یہ زبان نہ کھولے لیکن میں اس کی زبان کھلوا سکتا ہوں۔..... جو انانے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جب وقت آئے گا تو جہاری استادانہ صلاحیتوں کو بھی چیک کر لیا جائے گا۔..... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی جو زف اندر داخل ہوا۔ اس کے کاندھے پر ایک بے ہوش اکیرمین جلا آدمی لدا ہوا تھا اور عمران سمجھ گیا کہ یہ سٹانزا ہو گا۔

"کیا اسے ٹائنگر دے کر گیا ہے۔..... عمران نے پوچھا۔

"نہیں باس اور ٹائنگر باہر موجود ہے۔ میں نے اسے کہا ہے کہ آپ کا حکم ہے کہ داہیں چلا جائے لیکن اس کا کہنا ہے کہ وہ آپ سے مل کر جائے گا۔..... جو زف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک کرسی پر سٹانزا کو ڈالا اور پھر راڈز والا بین دبا کر اس نے راڈز میں اس کا جسم جکڑ دیا۔

"بلاؤ اسے۔..... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو جو زف سر ملاتا ہوا واپس چلا گیا۔

"ماسٹر۔ کیا آپ ٹائنگر سے ناراض ہیں۔..... اچانک جو انانے کہا۔

دونوں تصویریں تھیں۔ ایک اس مقامی میک اپ میں اور دوسری ان کی اصل شکل میں۔

"ادہ۔ ادہ۔ تو یہ کلاڈر ہے۔ یہ کب سے کلاڈر بن گیا ہے۔ اس کا نام تو ٹوٹی تھا۔..... جو انانے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران چونک پڑا۔

"ٹوٹی۔ کیا مطلب۔ کیا تم اسے جانتے ہو۔..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اچھی طرح۔ یہ ٹوٹی ناراک کے معروف پیشہ ور قاتل روبرٹ کا اکلوتا بیٹا ہے۔ روبرٹ پیشہ ور قاتلوں میں لپیڈ کی حیثیت رکھتا تھا۔ میں خود اس کا شاگرد ہوں اور یہ ٹوٹی میرے ساتھ کام کرتا رہا ہے۔ روبرٹ کے کہنے پر میں نے اسے اپنا شاگرد بنایا تھا اور بے شمار معاملات میں اس نے میرا ساتھ دیا تھا۔ پھر میں ماسٹر کھر میں شامل ہو کر دلگٹن آ گیا۔ اس کے بعد اس سے ملاقات نہیں ہوئی۔ اب یہ کلاڈر کے نام سے نظر آ رہا ہے۔..... جو انانے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہونہر۔ پھر یہ یقیناً کسی بجنسی میں شامل ہو گیا ہو گا اور اب بلیک بجنسی کا ناٹ لجنٹ بن چکا ہے۔..... عمران نے کہا۔

"ماسٹر۔ آپ نے اس سے کیا پوچھنا ہے۔..... جو انانے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"کیوں۔ شاگرد کو دیکھ کر جہاری دگ استاد کی پھوک اٹھی

”جہیں کیسے معلوم ہوا“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ کا بچہ بتا رہا ہے“..... جو انانے جواب دیا۔

”ہاں۔ اس نے اب میرے سامنے لفظ لیکن بولنا شروع کر دیا ہے“..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”ماسٹر۔ میں ٹائیگر کی طرف سے آپ سے معافی مانگتا ہوں۔“ جو انانے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”کیا وقت آگیا ہے۔ پہلے تم اپنی غلطی پر بھی کسی سے معافی مانگنے کے قائل نہیں تھے لیکن اب دوسروں کی جگہ معافی مانگ رہے ہو۔ اسے کہتے ہیں انقلاب زمانہ“..... عمران نے ہنستے ہوئے کہا تو جو انانے اختیار مسکرا دیا۔

”ماسٹر۔ آپ کے ساتھ رہ کر میں نے واقعی بہت کچھ سیکھا ہے“..... جو انانے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا کرے کا دروازہ کھلا اور جوزف اور اس کے بچھے ٹائیگر اندر داخل ہوئے۔ ٹائیگر کا چہرہ لٹکا ہوا تھا۔

”باس آپ مجھ سے ناراض ہیں شاید۔ میں نے لفظ لیکن کسی اعتراض کی بنا پر نہیں کہا تھا“..... ٹائیگر نے بڑے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

”جو انانے جہاری جگہ معافی مانگ لی ہے اس لئے اس بار تو میں جہیں معاف کر رہا ہوں لیکن آئندہ تم نے کسی بھی وجہ سے میرے

سامنے اگر مگر یا لیکن کے الفاظ بولے تو پھر شاید کسی وضاحت کی بھی نو بہت نہ آئے“..... عمران نے کہا۔

”ایسا ہی ہو گا باس اور میں جو انکا مشکور ہوں“..... ٹائیگر نے جواب دیا اور پھر اس نے مشکورانہ نظروں سے جو انکا کی طرف دیکھا۔

”بیٹھو اور بتاؤ کہ کوئی براہم تو نہیں ہوا اس کے اعوا میں۔“ عمران نے کہا۔

”شکریہ باس۔ یہ میرا گہرا دوست رہا ہے اس لئے میں اس کے آفس میں گیا۔ اسے گیس سے بے ہوش کیا اور پھر خاص خفیہ راستے سے نکال کر اسے یہاں لے آیا ہوں“..... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جوزف اسے ہوش میں لے آؤ“..... عمران نے کہا۔

”یس باس“..... جوزف نے کہا اور تیزی سے مڑ کر ایک طرف الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھول کر اس میں سے ایک بوتل اٹھائی اور الماری بند کر کے وہ واپس مڑا اور اس نے سناڑا کے قریب جا کر بوتل کھولی اور اس کا دہانہ سناڑا کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے بوتل ہٹائی اور اس کا ڈھن بن کر کے وہ واپس الماری کی طرف بڑھ گیا۔ عمران بوتل دیکھتے ہی سمجھ گیا تھا کہ ٹائیگر نے کون سی گیس بے ہوش کرنے کے لئے استعمال کی تھی اور چونکہ عمران نے ٹائیگر کو واپس جانے کا کہہ دیا تھا اس لئے جوزف اس سے پہلے ہی اس گیس کے بارے میں معلوم کر چکا تھا اس لئے اس نے

دوسری صورت میں یہ دونوں دیو جہارے جسم کی ایک ایک ہڈی توڑ دیں گے۔..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ میں تعاون کروں گا۔ تجھے مت مارو۔..... سناٹا نے اس بار انتہائی خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"تم نے کچھ عرصہ پہلے جی ایچ کیو میں جنرل طلعت حسین سے ملاقات کی تھی وہاں جنرل طلعت حسین نے اپنی بیٹی کے یونیورسٹی میں داخلے کے سلسلے میں تم سے بات کی تھی۔ کیا تمہیں یاد آ گیا ہے؟..... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے یاد ہے۔..... سناٹا نے کہا۔

"جنرل طلعت حسین نے تمہیں ایک کاغذ دیا تھا جس پر انہوں نے ہاتھ سے وہ تمام پوائنٹس لکھے ہوئے تھے جہاں سر ڈیفنس کنٹرول سسٹم کے سلسلے میں مشینری نصب ہوئی تھی اور تم نے وہ کاغذ خاموشی سے اٹیکریٹا بھجوا دیا تھا۔ اس ساری کارروائی کی فلم ہمارے پاس موجود ہے اس لئے انکار کی ضرورت نہیں ہے۔" عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"کاغذ۔ اودھ نہیں۔ جنرل صاحب نے مجھے کوئی کاغذ نہیں دیا تھا۔..... سناٹا نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"سنو سناٹا۔ آخری بار کہہ رہا ہوں کہ جھوٹ بولو۔ جنرل طلعت حسین کی سربراہی میں ڈیفنس کمیٹی نے جو رپورٹ تیار کی تھی وہ رپورٹ بھی تم نے وزارت دفاع کی فائل سے اڑائی تھی لیکن اس

اس کا ایٹنی استعمال کیا تھا۔ تمہاری در بحد سناٹا کو ہوش آ گیا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ کیا مطلب۔ میں یہ کہاں ہوں۔ اودھ۔ اودھ۔ ٹائیگر تم۔ عمران۔ یہ سب کیا ہے۔..... سناٹا نے آنکھیں کھولتے ہی رک سڑک کر کہا۔

"تم مجھے جانتے ہو سناٹا۔..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اچھی طرح جانتا ہوں۔ لیکن تم نے مجھے یہاں کیوں جکڑ رکھا ہے۔ ٹائیگر تم نے کیا کیا۔ یہ کیوں کیا ہے۔..... سناٹا نے کہا۔

"سنو سناٹا۔ اگر تم مجھے جانتے ہو تو پھر تمہیں یہ بھی معلوم ہو گا کہ میں ملک دشمن افراد کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہوں۔..... عمران کا لہجہ سرد تھا۔

"ملک دشمن۔ کیا مطلب۔ میں نے تو کبھی کوئی ملک دشمنی کا کام نہیں کیا۔ ٹائیگر سے پوچھ لو۔ میں تو کسی قسم کا کوئی غلط دھندہ بھی نہیں کرتا۔ میں تو صرف کلب چلاتا ہوں۔..... سناٹا نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم یہاں اٹیکریٹا کی جاسوسی کرتے ہو لیکن چونکہ ایسے بے شمار لوگ یہاں کام کرتے رہتے ہیں ہر ملک کے، اس لئے میں نے تمہاری طرف کبھی توجہ نہیں دی لیکن اب تم نے ایک ایسا کام کیا ہے جس کی وجہ سے تم یہاں نظر آ رہے ہو۔ اب میری بات اچھی طرح سن کر اور سوچ سمجھ کر جواب دینا۔ اگر تم نے تعاون کیا تو ہو سکتا ہے کہ تم زندہ سلامت واپس چلے جاؤ ورنہ

جیسے کوئی راز کی بات کرنے والا ہو کہ دوسرے لمحے اس کا بازو بجلی کی تیزی سے گھوما اور کمرہ سناڑا کے حلق سے نکلنے والی جج سے گونج اٹھا اور ابھی اس کی جج کی بازگشت ختم نہ ہوئی تھی کہ ٹائیگر نے دوسری ضرب اس کی کنٹینی پر لگادی اور اس بار سناڑا کی گردن ڈھلک گئی۔

”اس کا منہ کھولو جوزف“..... ٹائیگر نے مڑ کر جوزف سے کہا تو جوزف تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے سناڑا کے دونوں جبڑے دبا کر اس کا منہ کھول دیا تو ٹائیگر نے اپنی دو انگلیاں اس کے منہ میں ڈال دیں۔ چند لمحوں بعد جب اس نے انگلیاں باہر نکالیں تو اس کی دونوں انگلیوں کے درمیان ایک مخصوص چھوٹا سا نیلے رنگ کا کیپول موجود تھا۔ اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑ گیا۔

”اس کے دانت کے ساتھ یہ کیپول واقعی موجود تھا باس۔“
ٹائیگر نے حریت بھرے لہجے میں کہا۔

”پھر اب تمہیں معلوم ہو گیا کہ تمہارا دوست سناڑا جس کے لئے تم نے میرے سامنے لیکن کا لفظ استعمال کیا تھا۔ کتنا بڑا ایکریمین لہجٹ ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر کے چہرے پر شرمندگی کے تاثرات ابھرائے تھے۔

”باس۔ واقعی میرے ذہن میں کبھی ایسی بات آئی ہی نہیں اور میں نے کبھی اس بارے میں ہلکا سا اشارہ بھی نہیں کیا تھا لیکن اس۔ آپ کو اگر پہلے سے معلوم تھا تو آپ مجھے بتا دیجئے“..... ٹائیگر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

سے پہلے ایکریمیا کے پاس ان پوائنٹس کے بارے میں رپورٹ پہنچ چکی تھی اور یہ رپورٹ تم نے پہنچائی تھی۔ مجھے صرف یہ معلوم کرنا ہے کہ کون کون سے پوائنٹس منتخب کئے گئے تھے“..... عمران نے کہا۔

”میری تو ان سے صرف یونیورسٹی میں داخلے کی بات ہوئی تھی اور بس“..... سناڑا نے کہا۔

”اوکے۔ میں نے ٹائیگر سے چہاری دوستی کی وجہ سے جت پوری کر دی ہے“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ساتھ بیٹھے ٹائیگر کی طرف مڑا۔

”اس کے دانتوں کی تلاشی لو۔ اس کا انداز بتا رہا ہے کہ یہ خودکشی کرنے کے لئے تیار ہے لیکن خیال رکھنا اسے آخری لمحے تک معلوم نہ ہو سکے“..... عمران نے فرانسسی زبان میں ٹائیگر سے کہا۔

”سنو سناڑا۔ باس جو کچھ پوچھ رہے ہیں جج بتا دو۔ میرا وعدہ ہے کہ میں باس سے تمہیں معافی دلوا دوں گا“..... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”جو کچھ مجھے معلوم ہے وہ میں بتاؤ رہا ہوں۔ جو مجھے معلوم ہی نہیں ہے وہ میں کیسے بتا سکتا ہوں“..... سناڑا نے کہا۔

”سنو۔ میری بات سنو“..... ٹائیگر نے بڑے ہمدردانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اس طرح تیزی سے سناڑا کی طرف بڑھا

بولنا پڑے گا..... عمران نے سر دلچے میں کہا۔

"مم - مم - میں سچ بول رہا ہوں..... سناؤ انے اس بار قدرے ڈھیلے سے لچے میں کہا۔

"سنو - آخری موقع دے رہا ہوں - سب کچھ سچ بتا دو - تمہیں زندہ واپس الیکریٹیا جانے کی اجازت مل جائے گی کیونکہ تم جیسے بے شمار ایجنٹ یہاں کام کرتے رہتے ہیں اس لئے جہادری جان لینے سے مجھے کوئی فائدہ نہ ہو گا اور جہادری جگہ الیکریٹیا دوسرا ایجنٹ سمجھا دے گا لیکن تمہیں زندگی دوبارہ نہ مل سکے گی جبکہ تم جو کچھ بتاؤ گے وہ ہم تک ہی محدود رہے گا - تمہارا نام سلسلے نہیں آنے گا اور ویسے بھی ابھی تک کسی کو معلوم نہیں ہے کہ تمہیں اغوا کر کے یہاں لایا گیا ہے..... عمران نے سر دلچے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"کیا تم وعدہ کرتے ہو کہ مجھے زندہ واپس جانے دو گے - سناؤ انے نے کہا۔

"ہاں - لیکن شرط وہی کہ ڈانچ دینے کی کوشش نہ کرنا ورنہ جوزف نے جہادری دونوں آنکھیں ایک لمحے میں نکال دینی ہیں -" عمران نے کہا۔

"جنرل طلعت حسین نے مجھے واقعی ایک کاغذ دیا تھا جس پر دس مقامات کے نام لکھے ہوئے تھے - البتہ اس نے گھٹکے کے درمیان اس بارے میں کوئی بات نہ کی تھی کیونکہ مجھے بھی معلوم تھا اور جنرل صاحب کو بھی کہ یہاں ہونے والی تمام بات چیت ریکارڈ کر لی

"مجھے اندازہ تب ہوا جب مجھے معلوم ہوا کہ اس نے جی ایچ کیو میں جنرل طلعت حسین سے ملاقات کی تھی - یہ ایسی بات تھی جس کا میں سوچ بھی نہ سکتا تھا - کسی جنرل سے عام حالات میں ایسے آدمی کی ملاقات ناممکن ہے - کہاں یہ جی ایچ کیو جا کر اس وقت اس سے ملے جس وقت اہم ترین میٹنگ ہو رہی ہو - اس سے مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ جنرل طلعت حسین اپنے ذاتی مفادات کے لئے بک چکے تھے اور ایسے آدمی یقیناً ایسے ہوتے ہیں جو زہریلے کیپول و اتوں میں رکھتے ہیں - اب بھی اس نے جس انداز میں جواب دیئے اس سے مجھے مزید یقین ہو گیا تھا..... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلادیا۔

"جوزف - اسے ہوش میں لے آؤ..... عمران نے جوزف سے کہا تو جوزف نے ایک ہاتھ سے اس کا سر پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے اس کے چہرے پر تھپہارنے شروع کر دیئے - سجدہ لگوں بعد سناؤ انے جیٹا ہوا ہوش میں آگیا تو جوزف پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔

"خبر ہاتھ میں لے لو اور جیسے ہی میں کہوں اس کی پہلے ایک آنکھ اور پھر دوسری آنکھ نکال دینا..... عمران نے سر دلچے میں کہا۔

"مم - مم - میں سچ بول رہا ہوں - بالکل سچ..... سناؤ انے ہوش میں آتے ہی پیچھے ہٹے ہوئے کہا۔

"جہادری و اتوں میں موجود زہریلا کیپول ٹائیگر نے نکال با ہے اس لئے اب تم خود کشی نہیں کر سکو گے - اب تمہیں بہر حال

جاتی ہے۔..... سناڑا نے ایک طویل سانس لیٹے ہوئے کہا۔

"اس کاغذ کی نقل تم نے اکیڑیا مجھ کو اتنی تھی۔ اصل کہاں ہے۔"

عمران نے کہا تو سناڑا بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"تمہیں۔ تمہیں کیسے یہ سب کچھ معلوم ہے۔..... سناڑا نے کہا۔

"سوال نہیں جواب دو۔ ورنہ وعدہ ختم ہو جائے گا۔..... عمران کا بھر مزید سرد ہو گیا تھا۔

"اس کاغذ پر جنرل صاحب نے لکھا تھا کہ صرف یہ مقامات

سلیکٹ کئے گئے ہیں۔ کاغذ چونکہ سرکاری ہے اس لئے اسے نہ بھیجا

جائے اور اسے ضائع کر دیا جائے۔ پھر میں نے ویسے ہی کیا۔" سناڑا

نے کہا۔

"تم پھر معاہدے کی خلاف ورزی کر رہے ہو۔ تم نے یہ کاغذ

ضائع نہیں کیا تھا۔..... عمران نے سروٹھے میں کہا۔

"ہاں۔ میں نے اسے ضائع نہیں کیا تھا۔ میں نے اسے اپنے پاس

مخفیہ کر لیا تھا کیونکہ اس پر سب کچھ جنرل طلعت حسین نے اپنے ہاتھ

سے لکھا ہوا تھا اور اس کی مدد سے میں جنرل طلعت حسین سے ایسے

ہمت سے کام لے سکتا تھا جو وہ شاید ویسے کرنے پر تیار نہ ہوتے۔ وہ

میرے سپیشل سیف میں موجود ہے۔..... سناڑا نے جواب دیا۔

"سپیشل سیف کی تفصیل بتاؤ۔..... عمران نے کہا تو سناڑا نے

تفصیل بتا دی۔

"کلب میں جہارا نمبر نو کون ہے۔..... عمران نے کہا۔

"میرا نمبر نو ریجنٹ ہے۔ کیوں۔..... سناڑا نے کہا۔

"جوزف۔ کارڈ لیس فون لے آؤ۔..... عمران نے جوزف سے کہا

تو جوزف تیزی سے مڑا اور دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ہاتھ میں

پکڑا ہوا خنجر اس نے واپس جیب میں ڈال لیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ

واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں کارڈ لیس فون پیس تھا۔

"تم ریجنٹ کو کال کر کے کہو گے کہ ٹائیگر آ رہا ہے۔ وہ اسے

سپیشل سیف سے فائل لے جانے دے۔..... عمران نے کہا۔

"کون سی فائل۔..... سناڑا نے چونک کر کہا۔

"جس میں وہ کاغذ موجود ہے۔..... عمران نے کہا تو سناڑا نے

اشارات میں سر ہلا دیا۔

"نمبر بتاؤ۔ میں تمہاری بات کراتا ہوں۔ عمران نے کہا تو

سناڑا نے نمبر بتا دیا۔

"یہ تو اور خود اس کی بات کر آؤ۔ اس نے اپنی جان بچا لی ہے۔"

عمران نے کہا اور فون پیس ٹائیگر کے ہاتھ میں دے دیا تو ٹائیگر فون

پیس لے کر اٹھا اور اس نے سناڑا کے قریب جا کر نمبر پریس کیا اور

پھر لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر کے اس نے فون پیس سناڑا کے کان

سے لگا دیا۔

"پیس۔ ریجنٹ بول رہا ہوں۔..... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

ایس ایس کلب میں آجاتے تھے کیونکہ ایک شخص نے انہیں یہاں کا راستہ بتایا تھا۔ پھر میں نے ان کی تصاویر بنالیں اور جنرل طلعت حسین میرے خاص طور پر انڈر آگئے۔ ایک بار خصوصی تاریخ کو وہ نہ آئے جو ان کے لحاظ سے بڑی عجیب سی بات تھی۔ میرے پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ سپر ڈیفنس کمپنی کی اچانک مصروفیت کی وجہ سے وہ نہیں آ سکے اور میں یہ نام سن کر چونک پڑا۔ میں نے ان سے تفصیل معلوم کی اور پھر میں نے یہ تفصیل ایک ریپیا بھجوا دی۔ وہاں سے مجھے کہا گیا کہ یہ کمپنی جو حتی مقامات منتخب کرے ان کے نام بھجوائے جائیں جس پر میں نے جنرل طلعت حسین سے بات کی۔ چونکہ میرا باس بے حد جلدی میں تھا اور جنرل طلعت حسین نے دوسری میٹنگ کے بعد جنگی مشقوں میں مصروف ہو جانا تھا اور یہ مشقیں دس بارہ روز کی تھیں اس دوران ان سے ملاقات نہ ہو سکتی تھی اس لئے ہم نے یہ طریقہ اپنایا۔ پھر میں نے وہ رپورٹ بھجوا دی۔ اس کے بعد مجھے کہا گیا کہ میں ان کی یہ رپورٹ سیکرٹریٹ سے بھی غائب کرا دوں اور وہ میں نے غائب کرا دی۔ پھر اچانک جنرل طلعت حسین کسی پراسرار بیماری میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو گیا۔

سٹانزا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تو تم اس بیماری میں ملوث نہیں تھے۔" عمران نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں۔ کیا مطلب۔ میرا کسی بیماری سے کیا تعلق؟" سٹانزا

"سٹانزا بول رہا ہوں ریجنڈ۔" سٹانزا نے حتمی لہجے میں کہا۔

"اوہ باس۔ آپ اچانک کہاں چلے گئے ہیں۔ ٹائیگر آپ کے آفس گیا پھر آپ دونوں ہی غائب ہو گئے۔ ہم تو بے حد پریشان ہو رہے ہیں۔" ریجنڈ نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"میں ٹائیگر کے ساتھ ایک اہم کام کے لئے گیا تھا۔ اور سنو۔ میں ٹائیگر کو بھیج رہا ہوں۔ تم اسے ساتھ لے کر میرے آفس میں جاؤ اور سپیشل سیف کھول کر اس میں سے اسے ریڈ زیرو فائل نکال کر دے دینا۔ سمجھ گئے؟" سٹانزا نے کہا۔

"ییس باس۔" دوسری طرف سے کہا گیا تو ٹائیگر نے فون آف کر دیا۔

"جا کر وہ فائل لے آؤ۔" عمران نے ٹائیگر سے کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا فون پیس جو زف کو دے کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"تم کب سے یہاں کام کر رہے ہو۔" عمران نے پوچھا۔

"آٹھ سال سے۔" سٹانزا نے جواب دیا۔

"جنرل طلعت حسین کو تم نے کیسے کور کیا تھا۔ یہ مقامات کی تفصیل بھیجنے کی بات کیسے ہوئی تھی۔ تفصیل بتاؤ۔" عمران نے کہا۔

"جنرل طلعت حسین عیاش طبع آدمی تھے لیکن اپنے عہدے کی وجہ سے وہ کھل کر سلسلے نہیں آسکتے تھے۔ البتہ چھپ کر کبھی کبھار

اس میں جنرل طلعت حسین کے متعلق تمام مواد موجود تھا اور آخر میں ایک جی ایچ کیو کے سرکاری پیڈ کا کاغذ تھا جس پر وہ تمام منتخب مقامات درج تھے۔ ان میں سے چند کٹے ہوئے تھے جبکہ کئی ناموں پر درست کا نشان لگا ہوا تھا۔ عمران کی نظریں تیزی سے ان لکیروں پر پھسلتی چلی گئیں۔ سب سے آخر میں شاکان کا نام درج تھا اور اس پر دوبارہ درست کا نشان لگا ہوا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ یہ نام مکمل طور پر کنفرم کر دیا گیا ہے۔

• ٹائیگر۔ اپنے دوست کو راڈز سے آزاد کرنا کرنا ساتھ لے جاؤ اور اسے اس کے کلب چھوڑ آؤ..... عمران نے فائل کو تہہ کر کے جیب میں ڈالنے ہوئے کہا تو ٹائیگر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے راڈز کھولے تو سٹانزا اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

• میں تمہارا مشکور ہوں۔ تم نے واقعی وعدہ بچ کر دیا ہے۔ سٹانزا نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ ٹائیگر اسے ساتھ لے کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

• اب ان دونوں کو ہوش میں لے آؤ جو زف۔ لاشی دو گون سے انہیں ہوش آنے گا..... عمران نے کہا تو جو زف سر ملاتا ہوا دوبارہ الماری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

• ماسٹر۔ آپ جو زف کو اس طرح سانس نام بتاتے ہیں جیسے یہ ان کا ایکسپرٹ ہو حالانکہ افریقہ میں تو یہ گیس وغیرہ نہیں ہوتی۔ جو انانے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"پوری کمپنی اس بیماری کا شکار ہو کر ہلاک ہو گئی تھی۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے معلوم ہے لیکن وہ تو بیماری تھی۔ یقیناً اگلے بیٹھنے کی وجہ سے وہ جراثیموں کی زد میں آگئے تھے"..... سٹانزا نے کہا۔
"اس کا مطلب ہے کہ ہمیں اس کام سے علیحدہ رکھا گیا۔ ادا کے اب بتاؤ کہ تم ایکریمیا میں کسے جواب دہ ہو..... عمران نے کہا۔
"میرا تعلق ایکریمیا کی آرٹس ایجنسی کے پاکیشیائی سیکشن سے ہے۔ ہمارا باس جیکر ہے"..... سٹانزا نے جواب دیا۔

"انہیں پہچانتے ہو۔ یہ کون ہیں..... عمران نے اچانک ساتھ والی کرسیوں پر موجود گائڈز اور سارہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

• مقامی افراد ہیں۔ میں تو انہیں نہیں جانتا..... سٹانزا نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

• یہ ایکریمیا کی بلیک ایجنسی کے ٹاپ لیٹنٹ ہیں..... عمران نے کہا۔

• اوہ۔ مگر۔ مگر انہوں نے مجھ سے تو رابطہ ہی نہیں کیا تھا۔ سٹانزا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر واپس آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک فائل تھی۔ اس نے فائل عمران کے ہاتھ میں دے دی۔ عمران نے فائل کھولی اور بے اختیار چونک پڑا کیونکہ

"افریقہ میں سارا کام یادداشت پر چلتا ہے اور جوزف تو ویسے ہی پرنس آف افریقہ ہے اس لئے اس کی یادداشت بے حد تیز ہے۔ ایک بار جو کچھ اسے بتا دیا جائے وہ اس کے حافظے پر نقش ہو جاتا ہے۔" عمران نے کہا تو جوانانے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جوزف نے الماری سے ایک بوتل اٹھا کر الماری بند کی اور مڑ کر گالڈر اور اس کی بیوی سارہ کے قریب جا کر اس نے بوتل کا ذہن کھولا اور چند لمحوں کے لئے اس نے شیشی کا دبانا باری باری ان دونوں کی ناک سے لگایا اور پھر بوتل بند کر کے وہ مڑا اور اس نے واپس جا کر بوتل الماری میں رکھی اور خود مڑ کر عمران کی کرسی کی پشت پر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد کیے بعد دیگرے ان دونوں نے آنکھیں کھول دیں۔

"یہ۔ یہ۔ ہم کہاں ہیں۔ کیا مطلب..... گالڈر نے ہوش میں آتے ہی مقامی لہجے میں کہا اور یہی الفاظ سارہ نے بھی کہے۔ اس نے بھی مقامی لہجے اور مقامی زبان میں بات کی تھی۔

"بہت خوب۔ تم دونوں واقعی ناپ بچھٹ ہو ورنہ اچھے اچھے بے ہوشی سے ہوش میں آتے ہی اپنی زبان بولتے ہیں۔ بہت خوب۔" عمران نے کہا تو وہ دونوں چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگے۔ ان دونوں کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لئے آشنائی کی چمک نمودار ہوئی مگر دوسرے لمحے انہوں نے اپنے قہقہے کو کنٹرول کر لیا تھا۔ "جوزف۔ تم ان دونوں کی کرسیوں کے پیچھے کھڑے ہو جاؤ۔ یہ دونوں اچھائی ترسیت یافتہ ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ راڈز کھول کر یہ اٹھک

بیٹھک شروع کر دیں۔" عمران نے کہا تو جوزف تیز قدم اٹھاتا ان دونوں کی کرسیوں کے پیچھے جا کر کھڑا ہو گیا۔ "تم۔ تم کون ہو۔ ہم کہاں ہیں۔ کیا مطلب..... گالڈر نے کہا۔

"جہاز کا نام گالڈر ہے اور یہ جہاز بیوی سارہ گالڈر ہے اور تم دونوں ایکریمیا کی بلیک ایجنسی کے ناپ بچھٹ ہو۔ تم دونوں کو شاکی میں اس لئے بھیجا گیا ہے کہ تم وہاں میرے اور پاکیشیا سیکرٹ مروس کے خلاف کام کر سکو۔ تم نے پاکیشیا کے ایک گروپ کو ہار لیا اور شاکمان اور شاکی میں ان لوگوں نے ہمیں تلاش کرنا شروع کر دیا۔ پھر ایک آدمی سلسن آگیا جو مشین کے ذریعے علاقے کی ہیننگنگ کر رہا تھا۔ تم نے اسے گرفتار کر لیا اور پھر اسے ہلاک کر دیا۔ شاکمان میں جہاز آدمی کسی مشکوک گروپ کو چیک نہ کر سکے اس لئے تم دونوں دارالحکومت آرہے تھے تاکہ جہاں آکر براہ راست میرے خلاف کام کر سکو کیونکہ ظاہر ہے تم جیسے ناپ بچھٹوں کے لئے تو یہ سزا کے مترادف ہے کہ جہاں وہاں سے ناکام آنا پڑے۔" عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ کون ہو تم..... گالڈر نے کہا۔ "تم نے اور سارہ نے مجھے پہچان لیا ہے۔ اس کے باوجود میں اپنا لحاف کرا دیتا ہوں۔ مجھے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی آکسن کہتے ہیں..... عمران نے کہا۔

”ہم تو تمہیں نہیں جانتے۔ یہ سب تم کیا کہہ رہے ہو۔ ہم تو شہابی کے رہنے والے ہیں۔“..... گانڈر نے کہا تو عمران نے جیب سے وہ فوٹو گراف نکالے اور جونا کی طرف بڑھا دیئے۔

”جونا۔ انہیں یہ فوٹو گراف دکھاؤ تاکہ انہیں معلوم ہو سکے کہ ان کے میک اپ کے باوجود انہیں جیک کیا جا چکا ہے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جونا نے فوٹو گراف عمران کے ہاتھ سے لئے اور گانڈر اور سارہ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ایک ایک فوٹو گراف ان کے سامنے کر دیا۔

”یہ کس کی تصویریں ہیں۔ یہ ایکریمین کون ہیں۔“..... گانڈر نے کہا۔

”سنو گانڈر اور سارہ۔ مجھے وقت ضائع کرنے کا شوق نہیں ہے اور نہ ہی میرے پاس ضائع کرنے کے لئے وقت ہوتا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ ایکریمینا شہاکن میں زیر زمین ایک خفیہ پراجیکٹ قائم کر رکھا ہے جس کا کنٹرولنگ سسٹم شہابی میں ہے اور ایکریمین حکام کو یہ اطلاع مل گئی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بھی اس بارے میں معلوم ہو گیا ہے اس لئے انہوں نے تمہیں وہاں بھیجا تاکہ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر سکو۔ تم واقعی اس کام کے لئے انتہائی فٹ تھے کیونکہ تم مقامی زبان اور مقامی لہجے میں روانی سے بولنے پر قادر ہو اور تم دونوں نے اس انداز کا میک اپ بھی اسی لئے کیا تھا تاکہ کسی بھی میک اپ واشر سے تمہارا میک اپ واش نہ ہو سکے لیکن

مجھے تم جیسے ٹاپ ایجنٹوں کی نفسیات کا بخوبی علم ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ جب میں اور پاکیشیا سیکرٹ سروس وہاں نہیں جائے گی تو تم لازماً بے چین ہو کر دارالحکومت آؤ گے اور یہاں ہمارے خاتمے کی کوشش کرو گے کیونکہ فصول قسم کا انتظار تم جیسے فعال ایجنٹوں کے بس کا روگ ہی نہیں ہے۔ البتہ میرے آدمی وہاں تمہاری نگرانی کرتے رہے اور جب تم میری توقع کے عین مطابق دارالحکومت آئے تو تمہیں کو کر دیا گیا اور چونکہ تم دونوں ایجنٹ ہو اور مشن پر ہو اس لئے میں نہیں چاہتا کہ تم دونوں کو اس بے بسی کے عالم میں ہلاک کر دیا جائے۔ البتہ تم مشن کے دوران اگر ہلاک ہو جاؤ تو دوسری بات ہے اس لئے میری طرف سے یہ آفر ہے کہ تم مجھے وہ سپاٹ بتا دو جہاں پراجیکٹ اور اس کا کنٹرولنگ سسٹم بنایا گیا ہے۔ اس کے بعد میں تمہیں یہاں سے باہر بھیجا دوں گا اور پھر تم سے جو ہو سکے کر لینا ورنہ دوسری صورت میں تمہیں ببر حال بنانا تو پڑے گا لیکن پھر تم شاید اپنی ناگوں پر خود چل کر باہر نہ جا سکو۔“..... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”جب ہم کچھ جانتے ہی نہیں تو بتائیں کیا۔ ہم واقعی وہ نہیں ہیں جو تم ہمیں سمجھ رہے ہو۔“..... گانڈر نے کہا۔

”سارہ۔ تم کیا کہتی ہو۔“..... عمران نے سارہ سے مخاطب ہو کر کہا جو خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔

”میرا نام سارہ نہیں ساجدہ ہے۔“..... سارہ نے جواب دیا۔

"گلاڈر - تم نے جو انا کو تو پہچان لیا ہو گا"..... عمران نے اچانک کہا تو گلاڈر بے اختیار چونک پڑا۔

"جو انا - کون جو انا"..... گلاڈر نے چونک کر کہا۔

"بولو جو انا - یہ تو تمہیں پہچانتا تک نہیں - تم کہہ رہے ہو کہ یہ جہار اشاگرد رہا ہے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم ڈبکی ٹوٹی ہو - روبرٹ کے بیٹے اور میرا نام جو انا ہے - اب یاد آیا تمہیں"..... جو انا نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"سوری - نجانے تم کیا کہہ رہے ہو"..... گلاڈر نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"دوری گڈ - واقعی ٹاپ ایجنٹوں کو ایسے ہی مضبوط اعصاب کا ہونا چاہئے - لیکن میں نے پہلے ہی کہا کہ میرے پاس وقت نہیں ہے اس لئے آخری بار کہہ رہا ہوں کہ جو میں پوچھ رہا ہوں وہ بتا دو"۔ عمران نے کہا۔

"تم آخر کیوں اس بات پر بضد ہو - ہم واقعی وہ نہیں ہیں - تمہیں ہمارے بارے میں شدید غلط فہمی ہوئی ہے"..... گلاڈر نے کہا۔

"جو انا"..... اچانک عمران نے جو انا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس ماسٹر"..... جو انا نے کہا۔

"الماری سے تیزاب کی بوتل نکالو اور سارہ کے چہرے پر ان دو"..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس ماسٹر"..... جو انا نے بھی سپاٹ لہجے میں کہا اور مڑ کر

الماری کی طرف بڑھ گیا۔

"یہ تم کیا کر رہے ہو - میں کہہ رہا ہوں کہ ہم وہ نہیں ہیں پھر تم ہم پر کیوں تشدد کر رہے ہو - ہمیں جانے دو"..... گلاڈر نے کہا جبکہ سارہ کا چہرہ یکھٹ سکڑ گیا تھا لیکن وہ خاموش تھی۔ جو انا نے الماری سے ایک بڑی سی بوتل نکالی اور مڑ کر وہ سارہ کی طرف بڑھنے لگا۔

"پہلے تھوڑا سا تیزاب اس کے سامنے زمین پر ڈال دو تاکہ سارہ کو معلوم ہو سکے کہ اس کے چہرے کا کیا حشر ہونے والا ہے - پھر میں تمہیں دکھوں گا کہ گلاڈر اس سے کتنی محبت کرتا ہے"..... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو جو انا نے بوتل کھولی اور چند قطرے تیزاب کے اس نے فرش پر ڈال دیئے - دوسرے لمحے اس جگہ سے دھواں سا نکلنے لگا۔

"اب پوری بوتل اس کے چہرے پر انا دو"..... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو جو انا سیدھا ہو گیا۔

"رک جاؤ - میں بتاتی ہوں - رک جاؤ"..... یکھٹ خاموش تھی سارہ نے ہڈیانی انداز میں چیخے ہوئے کہا۔

"ساجدہ - یہ تم کیا کہہ رہی ہو"..... گلاڈر نے تیز لہجے میں کہا۔

"سنو - سنو عمران - کیا تم واقعی ہمیں جانے دو گے"..... سارہ گلاڈر کی بات سننے بغیر کہا۔

"ہاں - میں نے پہلے ہی کہا ہے کہ ہم دونوں ایک ہی کشتی کے ہم ہیں - میں کسی ایجنٹ کو اس انداز میں ہلاک کرنے کا قاتل نہیں ہوں - ویسے بھی اب تک تم دونوں نے یہاں پاکیشیا میں کوئی

ہے..... گلاڈر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو اب تمہارا کیا پروگرام ہے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہم واپس چلے جائیں گے۔ یہ مشن ہمارے بس کا نہیں ہے۔ گلاڈر نے جواب دیا۔

”جوانا۔ ان دونوں کو ہاف آف کر کے شہر کے کسی ویران علاقے میں ڈال دو اور جوزف تم میرے ساتھ آؤ..... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر تیز قدم اٹھاتا وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جوزف اس کے پیچھے تھا۔

”جوزف۔ ان دونوں کو بے ہوش کر کے جہاں سے باہر پہنچانے سے پہلے ان کی گردنوں کی پشت پر ایکس ایکس فٹ کر دینا اور اس کی آئیوینک چیننگ آن کر دینا۔ بعد میں ہمیں چیننگ کرنا ہو گی..... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں باس..... جوزف نے کہا تو عمران تیز قدم اٹھاتا پورچ کی طرف بڑھ گیا۔ اب چونکہ یہ بات کنفرم ہو چکی تھی کہ ایکریمین پراجیکٹ شاکمان میں موجود ہے اور اسی لئے جنرل طلعت حصین اور گمشدہ کے دوسرے ممبران کو ہلاک کیا گیا تھا۔ اب عمران سردار سے مل کر اس پراجیکٹ کو تلاش کرنے کا کوئی سائنسی ذریعہ استعمال کرنا چاہتا تھا۔

ایسا جرم نہیں کیا جس کی تمہیں سزا دی جائے..... عمران نے سر ہلچے میں کہا۔

”تو سنو۔ ہم واقعی گلاڈر اور سارہ ہیں اور تم نے ابھی جو کچھ کہا ہے وہ درست ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ ہم دونوں کو اس پراجیکٹ کے محل وقوع یا اس کے بارے میں کسی تفصیل کا علم نہیں ہے اور نہ ہمیں بتایا گیا ہے..... سارہ نے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ سارہ کے لہجے سے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ سچ بول رہی ہے۔

”تمہارے چیف کو اس کا یقیناً علم ہو گا۔ تم فون کر کے اس سے معلوم کر سکتی ہو..... عمران نے کہا۔

”ہم نے چیف سے پوچھا تھا لیکن چیف کو بھی حقیقتاً اس کا علم نہیں ہے۔ یہ ٹاپ سیکرٹ ہے..... سارہ نے جواب دیا۔

”تم کیا کہتے ہو گلاڈر..... عمران نے گلاڈر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”سارہ درست کہہ رہی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہم تم سے شکے کھا گئے ہیں لیکن اصل میں ہم غلط پلاٹنگ کا شکار ہوئے ہیں۔ ہم یہ کہہ کر وہاں بھیجا گیا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور عمران نے کہا کہ آئے گا اور ہم نے انہیں ہلاک کرنا ہے۔ میں نے چیف سے کہا تھا کہ ہم دارالحکومت جا کر یہ مشن مکمل کر دیتے ہیں لیکن چیف نے کہا کہ اس طرح وہ کنفرم ہو جائیں گے کہ وہاں واقعی پراجیکٹ

ہیں۔ چونکہ ایسا تمام سرنپ ایجنٹس کے ساتھ ہوتا ہے کہ ان کے منہ سے جو لفظ نکلتا ہے وہ یہاں ٹیپ ہوتا ہے اس لئے ان کی چیکنگ کے لئے علیحدہ دفتر ہے جہاں ان ٹیپس کی چیکنگ کی جاتی ہے اور جو ضروری ہوتی ہیں ان کی رپورٹ بھی تک پہنچا دی جاتی ہے اور جو غیر ضروری ہوتی ہیں وہ ضائع کر دی جاتی ہیں۔ اس ٹیپ سے یہ بات معلوم ہوئی ہے۔..... چیف نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”تو پھر جہاں کیا تجویز ہے۔ ایگریمنٹ کو کیا کرنا چاہئے۔“..... لارڈ مارٹن نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

”سر۔ عمران انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ وہ لامحالہ اس پراجیکٹ کو ڈھونڈ نکالے گا۔ اس کی حفاظت کے لئے ضروری ہے کہ وہاں ٹھوس اقدامات کئے جائیں اور اسی لئے میں نے یہ رپورٹ دی ہے۔“..... چیف نے جواب دیا۔

”کیسے ٹھوس اقدامات۔“..... لارڈ مارٹن نے کہا۔

”سر۔ اس پراجیکٹ کی تفصیلات ہمیں دیں تاکہ ہم وہاں اپنی ٹیم مستقل طور پر بھیج دیں جو اس کی سیکورٹی کرتی رہے ورنہ ویسے ہمارے ایجنٹ وہاں فارغ نہیں بیٹھ سکتے۔“..... چیف نے کہا۔

”آپ کا کیا خیال ہے کہ یہ پراجیکٹ کس قسم کا ہے۔“..... لارڈ مارٹن نے کہا۔

”میزائل کا اڈا ہے جناب۔ بس مجھے تو اتنا معلوم ہے۔“..... چیف نے کہا۔

بلک ایجنسی کا چیف کمرے میں داخل ہوا تو ایگریمنٹ کے چیف سیکرٹری لارڈ مارٹن نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

”یہ تھو۔“..... انہوں نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کیا تو چیف سلام کر کے میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

”تم نے رپورٹ دی ہے کہ پاکیشیا کا علی عمران اس بات پر کنفرم ہو گیا ہے کہ شاکمان میں ایگریمنٹ پراجیکٹ موجود ہے۔“..... لارڈ مارٹن نے کہا۔

”یہ سر۔“..... چیف نے کہا۔

”کیسے معلوم ہوا ہے یہ سب کچھ۔“..... لارڈ مارٹن نے کہا۔

”میری ایجنسی کے دو ٹاپ ایجنٹ گالڈر اور سارہ وہاں گئے لیکن وہ عمران کے ہاتھ لگ گئے۔ انہوں نے وہاں جو باتیں کیں وہ ان کے جسموں میں موجود مخصوص مشینری کی مدد سے یہاں ٹیپ ہوتی

وہ اس سسٹم کو آپریٹ کرے گا اور اس سسٹم کے آپریٹ ہوتے ہی پاکیشیا، شوگران، آران اور بہادرستان میں موجود اسٹی میزائل ٹیکٹ زبرد ہو کر رہ جائیں گے۔ دوسرے لفظوں میں اس سسٹم کے تحت پاکیشیا اور شوگران کے اسٹی اسلحہ کو زبرد کر دیا گیا ہے لیکن یہ زبرد اس وقت ہو گا جب یہ ممالک ایکریمیا کی مرضی کے بغیر اسٹی ہتھیاروں کو فائر کریں گے۔ چاہے وہ کسی بھی ملک کے خلاف کریں..... لارڈ مارٹن نے کہا۔

”اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ لیکن سر۔ کیا یہ سسٹم کافرستان میں بھی موجود ہے؟..... چیف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ نہ صرف کافرستان میں بلکہ بے شمار دوسرے ممالک میں بھی ہے۔ ایکریمیا کی مرضی کے بغیر اب دنیا کا کوئی ملک اسٹی ہتھیار استعمال ہی نہیں کر سکے گا“..... لارڈ مارٹن نے بڑے فخریہ انداز میں کہا۔

”لیکن سر۔ مشیزی تو بہر حال وہاں موجود ہے۔ اسے بھی تو تباہ کیا جاسکتا ہے؟..... چیف نے کہا۔

”نہیں۔ یہ کوئی بڑی مشیزی نہیں ہے۔ صرف ایک ایک فٹ مربع کی مشین ہے جسے زمین کے نیچے رکھا گیا ہے اور بس۔ چونکہ یہ ساکت ہے اور جب تک اسے آپریٹ نہ کیا جائے نہ اس میں کوئی توانائی ہوتی ہے اور نہ اس سے کوئی ریڈ وغیرہ نکلتی ہے اس لئے اسے چیک نہیں کیا جاسکتا“..... لارڈ مارٹن نے کہا۔

”مسٹر چیف۔ آپ کی رپورٹ سے مجھے واقعی بے حد تشویش ہوئی تھی کیونکہ میں بھی عمران کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہوں۔ چنانچہ میں نے ان حکام سے رابطہ کیا جنہوں نے اس پراجیکٹ کی منصوبہ بندی کی ہے اور اسے وہاں مکمل کر لیا اور مجھے جو رپورٹ ملی ہے اس سے مجھے اطمینان ہو گیا ہے کہ عمران تو کیا وہاں کے تمام ایجنٹ مل کر بھی اسے ٹریس نہیں کر سکتے اور نہ ہی اسے اپن کیا جاسکتا ہے اور نہ تباہ کیا جاسکتا ہے اور اس کی باقاعدہ مانیٹرنگ ایک خلائی سیارے کے ذریعے مسلسل کی جاتی ہے اور یہ پراجیکٹ صرف پاکیشیا میں ہی نہیں ہے بلکہ دنیا کے بے شمار ملکوں میں قائم کئے گئے ہیں اور یہ پراجیکٹ عام پراجیکٹ کی طرح نہیں ہیں اس لئے کسی بھی سائنسی ذریعے سے انہیں ٹریس نہیں کیا جاسکتا۔ یہ آئیٹیک ہیں اور جب ان کی ضرورت ہوتی تو یہ خود بخود فائر ہو جائیں گے“..... لارڈ مارٹن نے کہا۔

”میں سمجھا نہیں جتا“..... چیف نے کہا۔

”مسٹر چیف۔ یہ پراجیکٹ ایک سائنسی سسٹم پر مبنی ہے۔ یہ صرف مشیزی ہے۔ اس میں کوئی میزائل موجود نہیں ہے۔ اس کا کنٹرولنگ سسٹم بھی علیحدہ ہے اور وہ بھی مشیزی پر مشتمل ہے۔ جب ان کو فائر کرنے کی ضرورت ہوتی تو ایکریمین حکام اسے یہاں سے ایک بین دبا کر آن کریں گے تو خلائی سیارے میں موجود مخصوص مشیزی کے ذریعے کنٹرولنگ سسٹم آپریٹ ہو جائے گا اور

”اس صورت میں تو پھر ان فوجی چھاؤنیوں کی موجودگی بھی بے سود تھی۔ اس کا کوئی فائدہ نہیں تھا“..... چیف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ مجھے چونکہ اس سائنسی پراجیکٹ کے بارے میں تفصیلات کا علم نہیں تھا اور سپر ناپ سیکرٹ ہونے کی وجہ سے نہ ہی مجھے اس بارے میں بتایا گیا تھا اس لئے ہم بھی اسے عام میزائل پراجیکٹ ہی سمجھتے رہے۔ اب جبکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خطرہ سامنے آیا اور میں نے جج وپکار کی کہ یہ پراجیکٹ شدید ترین خطرے میں ہے تب اعلیٰ ترین حکام نے مجھے ایزی رکھنے کے لئے تفصیل بتائی ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ دنیا کی کوئی مشینری اسے ٹریس نہیں کر سکتی..... چیف سیکرٹری نے کہا۔

”اوہ۔ پھر تو وہاں مشن بھیجا ہی فصول ہے لیکن اگر پاکیشیا نے شاکمان پر سپر ڈیفنس سسٹم کے لئے پوائنٹ متعجب کر لیا اور وہاں میزائل وغیرہ نصب کر دیئے تو کیا ہمارے پراجیکٹ کو کوئی خطرہ تو لاحق نہیں ہوگا“..... چیف نے کہا۔

”نہیں۔ اس پوائنٹ پر بھی میری ان سے بات ہوئی ہے۔ پاکیشیا اگر یہ اڈا بنائے گا تو اگر اکیڑ بیڑا اپنی مشین کو آپرٹ کر دیا تو پاکیشیا کا یہ اڈا خود بخود زبرد ہو جائے گا اور چونکہ ہمارے پراجیکٹ کی مشین جیسے ویژن زبرد کا نام دیا گیا ہے زمین کی انتہائی گہرائی میں موجود ہے اس لئے وہاں تک اڈا بنانے کے لئے بھی

کھدائی نہیں ہو سکتی۔ وہ محفوظ رہے گی“..... لارڈ مارٹن نے کہا۔
”اوکے جناب۔ پھر میں اپنے ایجنٹ واپس بلالوں“..... چیف نے کہا۔

”ہاں اور اب یہ فائل بند کر دو“..... لارڈ مارٹن نے کہا تو چیف نے اسے سلام کیا اور پھر مڑ کر کمرے سے باہر آگیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار واپس اس کے ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اب تک کی تمام کارروائی فصول ثابت ہوئی ہے۔ بہر حال حکومتی معاملات میں اکثر ایسا ہوتا رہتا ہے اس لئے اسے کچھ زیادہ پریشانی نہ ہوئی تھی۔ اپنے ہیڈ کوارٹر پہنچ کر وہ اپنے آفس میں جا کر بیٹھا ہی تھا کہ سیاہ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ یہ ڈائریکٹ فون تھا اور اس سے صرف سپر ناپ ایجنٹ ہی براہ راست اس سے رابطہ کرتے تھے اس لئے وہ کچھ گھبرا گیا کہ کوئی سپر ناپ ایجنٹ کسی مشن کے سلسلے میں رپورٹ دینا چاہتا ہو گا۔ چونکہ بلیک ایجنسی کے پاس بیک وقت کئی کئی مشنز ہوتے تھے اس لئے اسے فون سننے بغیر اندازہ نہ ہو سکتا تھا کہ کس کا فون ہے۔

”یس۔ چیف بول رہا ہوں“..... اس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

”گالڈر بول رہا ہوں چیف“..... دوسری طرف سے گالڈر کی آواز سنائی دی تو چیف بے اختیار چونک پڑا۔
”اوہ تم۔ کہاں سے کال کر رہے ہو“..... چیف نے کہا۔

ڈالا جاسکتا..... گالڈر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "بہر حال۔ چونکہ جہارے مقابل عمران تھا اور تم نے جو وضاحت کی ہے وہ بھی درست ہے اس لئے میں تمہیں اور سارہ کو وارننگ جاری نہیں کر رہا۔ آئندہ محتاط رہنا....." جیف نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں جیف....." گالڈر نے جواب دیا۔
 "اب مری بات سنو۔ تم اور سارہ دونوں فوراً واپس آ جاؤ کیونکہ مشن ختم ہو گیا ہے....." جیف نے کہا۔
 "کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ مشن ختم ہو گیا ہے۔ کیا مطلب جیف۔ کیسے۔ کیوں....." گالڈر نے استہانی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جہار افون آنے سے چند لمحے پہلے میں جیف سیکرٹری صاحب سے طویل میننگ کر کے آیا ہوں۔ اعلیٰ حکم نے اب بتایا ہے کہ انہوں نے شاکمان میں پراجیکٹ اور اس کا کنٹرولنگ سسٹم شکاکی میں بنانے کا صرف پروگرام بنایا تھا لیکن اب اسے کینسل کر دیا گیا ہے کیونکہ پہلے تو صرف اتنا مسئلہ تھا کہ پاکیشیا وہاں خود کوئی پراجیکٹ بنانا چاہتا تھا۔ بہر حال اسے تو اس مینی کے ارکان کا خاتمہ کر کے روک دیا گیا ہے لیکن اب جبکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے نوٹس میں یہ بات آگئی ہے تو اب یہ پوائنٹ ہر لحاظ سے خطرناک ہو گیا ہے اس لئے اب اس پوائنٹ پر کسی پراجیکٹ کی تعمیر کا منصوبہ

"پاکیشیا کے دارالحکومت سے جیف....." گالڈر نے جواب دیا۔
 "تم تو شاکمان میں تھے۔ پھر دارالحکومت کیسے پہنچ گئے۔" جیف نے جان بوجھ کر کہا تاکہ اس مخصوص مشینری اور ٹیمپس کے بارے میں انہیں معلوم نہ ہو سکے اور وہ ایڑی رہیں تو دوسری طرف سے گالڈر نے اسے ساری تفصیل بتادی حتیٰ کہ اس نے عمران کے ساتھ ہونے والی ملاقات کے ساتھ ساتھ اس سے ہونے والی تمام بات چیت بھی دوہرا دی۔

"تو تمہیں عمران نے زندہ چھوڑ دیا۔ کیا تم نے اپنی اور سارہ کی چیکنگ کی ہے....." جیف نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔
 "میں جیف۔ ایسی باتوں کو اگر ہم نہ نکھیں گے تو پھر اور کون کچھ گاہے ہم دونوں کی گردنوں کے عقب میں سپیشل ٹیلی ویو بن کمال کے اندر لگائے گئے تھے جو ہم نے نکال کر آف کر دیے ہیں....." گالڈر نے کہا۔

"گڈ۔ بہر حال جہاری اس طرح گرفتاری سے مجھے حقیقتاً بے حد دھچکا پہنچا ہے۔ تم عام ایجنٹ نہیں ہو بلکہ ایکریٹیا کے سپرنٹنڈنٹ ہو....." جیف نے اس بار قدرے تلخ لہجے میں کہا۔

"جیف۔ دراصل ہم کسی مشن پر تو نہیں تھے اور نہ ہی عمران یا اس کا کوئی ساتھی باقاعدہ مقابلے پر آیا تھا۔ ایک مشکوک آدمی سامنے آیا تھا جسے پوچھ گچھ کے بعد ہلاک کر دیا گیا تھا اس لئے ہم مطمئن تھے ورنہ آپ بھی جلتے ہیں کہ ہم پر اتنی آسانی سے ہاتھ نہیں

منوع کر دیا گیا ہے اس لئے میں تمہیں کال کر کے واپس بلانے بی
 والا تھا کہ تمہاری کال آگئی۔..... چیف نے کہا۔
 ”اوکے چیف :۔..... گانڈر نے کہا تو چیف نے بھی اوکے کہہ کر
 رسیور رکھ دیا۔

”عمران صاحب۔ اب یہ مشن ختم ہو گیا۔..... بلیک زیرو نے
 عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ دونوں اس وقت دانش منزل کے
 آپریشن روم میں موجود تھے۔ بلیک زیرو شاک سے واپس آگیا تھا اور
 عمران ابھی تھوڑی دیر پہلے آیا تھا اور اس نے اسے تفصیل سے گانڈر
 اور سارہ کے بارے میں بتانے کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتا دیا تھا کہ
 سرور کے ذریعے اس نے سائنسی طور پر شاک اور شاکمان دونوں کا
 انتہائی تفصیلی تجزیہ کر لیا ہے اور اس تجربے کے رزلٹ کے مطابق
 وہاں کوئی پراجیکٹ نہیں ہے اور گانڈر اور سارہ کو بھی ان کے چیف
 نے واپس کال کر لیا ہے اس لئے بلیک زیرو نے مشن ختم ہونے کی
 بات کی تھی۔

”کون سا مشن۔..... عمران نے چونک کر کہا۔
 ”یہی ایکریمین پراجیکٹ والا مشن۔..... بلیک زیرو نے کہا۔

دوسرا حصہ اڑتا لیس گھنٹوں تک کام کرتا رہتا ہے اور پھر ہوا بھی ایسا ہی۔ یہ دونوں ہوش میں آکر ایک رہائش گاہ پر پہنچ گئے اور پھر انہوں نے وہاں پہنچتے ہی سب سے پہلے اپنی چیکنگ کی اور اس چیکنگ کے نتیجے میں انہوں نے ایکس ایکس کا بیرونی حصہ نکال لیا اور مطمئن ہو گئے لیکن دوسرا حصہ کام کرتا رہا۔ پھر انہوں نے اپنے چیف سے فون پر بات کی اور چیف نے انہیں بتایا کہ وہاں سرے سے کوئی پراجیکٹ ہے ہی نہیں۔ صرف اس کی کاغذی تیاریاں کی گئی تھیں لیکن پراجیکٹ ابھی نصب نہیں کیا گیا تھا اور اب چونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے نوٹس میں یہ مقامات آگئے ہیں اس لئے اب اسے نصب نہیں کیا جائے گا اور پھر یہ دونوں واقعی پہلی دستیاب فلائٹ سے واپس چلے گئے۔ عمران نے کہا۔

”کیا آپ ساتھ ساتھ باقاعدہ چیکنگ کرتے رہے تھے۔ بلیک زرو نے کہا۔

”نہیں۔ جوزف کو میں نے کہہ دیا تھا کہ وہ ساری کارروائی ٹیپ کرے اور میں سرور کے پاس لیبارٹری چلا گیا۔ پھر جب مخصوص خلائی سیارے سے ہونے والے سائنسی تجزیہ کی رپورٹ ملی تو میں واپس رانا ہاؤس آگیا اور وہاں میں نے ایس ایس کی ٹیپ سنی اور پھر یہاں آیا ہوں۔ عمران نے مزید تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”جب یہ بات سامنے آگئی کہ ایکریڈیا نے وہاں ابھی پراجیکٹ

”ہاں۔ بظاہر تو ختم ہو گیا ہے۔ عمران نے جواب دیا۔

”بلیک زرو بے اختیار چونک پڑا۔

”بظاہر کا کیا مطلب ہوا۔ کیا آپ کو شک ہے کہ مشن ختم نہیں ہوا جبکہ آپ نے ابھی خود بتایا ہے کہ وہاں تفصیلی سائنسی سروے کر لیا گیا ہے۔ بلیک زرو نے کہا۔

”بلیک زرو نے چیف کے چیف نے جس مشکوک انداز میں گالڈر اور سارہ کو واپس بلایا ہے اس پر مجھے شک ہے کہ کوئی نہ کوئی گولڈر ضرور ہے۔ عمران نے کہا۔

”لیکن عمران صاحب۔ یہ دونوں سپر ناپ ایجنٹ ہیں۔ کیا انہیں یہ خیال نہیں آسکتا کہ آپ نے انہیں اس طرح زندہ چھوڑ کر کہیں ان کی چیکنگ کا تو کوئی بندوبست نہیں کر رکھا۔ کیا انہیں اس کے خیال تک نہیں آیا۔ بلیک زرو نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”مجھے یہ معلوم تھا کہ یہ سپر ناپ ایجنٹ ہیں اور اگر تم جیسا بے کار ایجنٹ اس بارے میں سوچ سکتا ہے تو سپر ناپ ایجنٹ تو سب سے پہلے سوچتے ہوں گے اس لئے میں نے جوزف سے کہا تھا کہ وہ ان دونوں کی گردنوں کے عقب میں ایکس ایکس فٹ کر دے۔ ایکس ایکس کے بارے میں تو تم جانتے ہو کہ اس کے دو حصے ہوتے ہیں۔ ایک حصہ جلد کے نیچے اور گوشت کے اوپر ہوتا ہے جبکہ دوسرا حصہ گوشت کے اندر چلا جاتا ہے اور اگر پہلے حصے کو نکال بھی لیا جائے تو

میں کہا۔

”وہ بے حد بیمار ہیں، جناب۔ اس لئے وہ کسی سے بات نہیں کر سکتے۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوہ۔ ان کی صاحبزادی جولین صاحبہ کا نمبر دے دیں۔ ان سے بات ہو جائے۔“ عمران نے کہا۔

”وہ تو چیف سیکرٹری ہاؤس میں ہیں۔ نمبر بہر حال میں بتا دیتی ہوں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ایک نمبر

تلا دیا گیا۔ عمران نے شکر یہ ادا کر کے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”چیف سیکرٹری ہاؤس۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ جولین سے بات لائیں۔“ عمران نے کہا۔

”جولین۔ وہ کون ہیں۔“ دوسری طرف سے استہیائی حیرت سے لہجے میں کہا گیا۔

”چیف سیکرٹری لاڈ مارٹن کی بیگم اور لاڈ بیکر کی صاحبزادی۔“

ان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے وہ سمجھ گیا تھا کہ ملازم کو نام کا علم نہیں ہے۔

”اوہ اچھا۔ ہولڈ کریں۔“ دوسری طرف سے چونک کر کہا

نصب ہی نہیں کیا تو پھر شک والی کون سی بات رہ گئی ہے۔“ بلیک زرو نے کہا۔

”چیف کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے اصل میں وہ بات نہیں ہے۔ بہر حال اب مجھے لاڈ مارٹن کو منوٹا پڑے گا۔ تب اصل

بات سامنے آئے گی۔“ عمران نے کہا۔

”لاڈ مارٹن کو آپ کیسے ٹھولیں گے۔“ بلیک زرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اندھیرے میں ہاتھ بڑھا کر۔“ عمران نے جواب دیا تو بلیک زرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا اور عمران نے مسکراتے ہوئے ہاتھ

بڑھایا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”انگوائری پلزز۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”لاڈ بیکر ہاؤس کا نمبر دیں۔“ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس

نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”لاڈ بیکر ہاؤس۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی لیکن لہجہ بے حد مودبانہ تھا۔

”میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ لاڈ صاحب میرے اٹکل ہیں ان سے بات کر لائیں۔“ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے

منصب نہیں ہے اور میں ان سے ویسے بھی بہت کم بات کرتی ہوں اور اس وقت وہ اپنی رہائش گاہ پر ہو گی۔ بہر حال تم بے فکر رہو۔ ایسا نہیں ہو گا۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے آئی۔ مجھے اس دنیا میں سب سے زیادہ آپ پر اعتماد ہے۔ اوکے۔ وشنو گوگلک۔..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

"انکوٹری پلیز۔..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے نوائی آواز سنائی دی۔

"چیف سیکرٹری کی پرسنل سیکرٹری اماڈہ کی رہائش گاہ کا نمبر دیں۔..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد نمبر بتا دیا گیا تو عمران نے ایک بار پھر کریڈل دبا کر رابطہ ختم کیا اور ٹون آنے پر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

"اماڈہ بول رہی ہوں۔..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مترنم سی نوائی آواز سنائی دی۔

"لیڈی مارٹن بول رہی ہوں اماڈہ۔..... عمران نے لارڈ مارٹن کی بیوی جولین کی آواز اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد کھردرا اور خشک تھا۔

"اوہ۔ اوہ۔ میڈم آپ۔ فرمائیے کیسے یاد فرمایا ہے آپ نے مجھے۔..... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو۔..... چند لمحوں بعد ایک خشک اور مردوں جیسی بھاری نوائی آواز سنائی دی۔

"آئی جولین کی خدمت میں پاکیشیا سے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) آداب پیش کرتا ہے۔..... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم۔ عمران تم۔ تم نے فون کیا ہے اور وہ بھی یہاں۔ خیریت۔ کیا اپنے اٹکل سے لڑائی ہو گئی ہے تمہاری۔ دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"اٹکل سے میری واقعی لڑائی ہو گئی ہے۔ انہوں نے میرا نام وصیت سے خارج کرنے کی بجائے مجھے اس دنیا سے خارج کرنے کا کوششیں شروع کر دی ہیں۔..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ ارے۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ لارڈ صاحب تمہاری تعریفیں کرتے نہیں تھکتے اور تم ان کے بارے میں ایسی بات کہہ رہے ہو۔ کیا ہوا ہے۔ مجھے بتاؤ۔ میں ان سے بات کرتی ہوں۔ دوسری طرف سے قدرے عصیلے لہجے میں کہا گیا تو مزید دوسرا طرف کرسی پر بیٹھے ہوئے بلیک زیرو کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ دیکھنے لگی۔

"یہ تعریفیں وہ آپ کے سامنے کرتے ہیں آئی۔ اگر آپ کو یقین نہ آ رہا ہو تو آپ بے شک ان کی پرسنل سیکرٹری سے پوچھ لیں۔..... ان کے آفس کے ایک آدمی نے بتایا ہے۔..... عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ ان کی پرسنل سیکرٹری اماڈہ سے بات کرنا صحیح

ہیں۔ چونکہ ایسا تمام سر ناپ انجینئرس کے ساتھ ہوتا ہے کہ ان کے منہ سے جو لفظ نکلتا ہے وہ وہاں ٹیپ ہوتا ہے اس لئے ان کی چیکنگ کے لئے علیحدہ دفتر ہے جہاں ان ٹیپس کی چیکنگ کی جاتی ہے اور جو ضروری ہوتی ہیں ان کی رپورٹ مجھ تک پہنچا دی جاتی ہے اور جو غیر ضروری ہوتی ہیں وہ ضائع کر دی جاتی ہیں۔ اس ٹیپ سے یہ بات معلوم ہوئی ہے..... چیف نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”تو پھر جہاز کی کیا تجویز ہے۔ ایکریمیا کو کیا کرنا چاہئے..... لارڈ مارٹن نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

”سر۔ عمران انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ وہ لامحالہ اس پراجیکٹ کو ڈھونڈ نکالے گا۔ اس کی حفاظت کے لئے ضروری ہے کہ وہاں ٹھوس اقدامات کئے جائیں اور اسی لئے میں نے یہ رپورٹ دی ہے..... چیف نے جواب دیا۔

”کیسے ٹھوس اقدامات..... لارڈ مارٹن نے کہا۔

”سر۔ اس پراجیکٹ کی تفصیلات ہمیں دیں تاکہ ہم وہاں اپنی ٹیم مستقل طور پر بھیج دیں جو اس کی سیکورٹی کرتی رہے ورنہ ویسے ہمارے انجینئرس وہاں قادرغ نہیں بیٹھ سکتے..... چیف نے کہا۔

”آپ کا کیا خیال ہے کہ یہ پراجیکٹ کس قسم کا ہے..... لارڈ مارٹن نے کہا۔

”میزائل کا اڈا ہے۔ حجاب۔ بس مجھے تو اتنا معلوم ہے۔“ چیف نے کہا۔

”مجھے بتایا گیا ہے کہ لارڈ صاحب بلیک انجینی کے چیف کے ساتھ مل کر پاکیشیا میں کوئی مشن مکمل کر رہے ہیں جس میں انہوں نے میرے منہ بولے بیٹے علی عمران کو نارگٹ بنایا ہے اور کوئی دو انجینئرس بھی بلیک انجینی کے وہاں بھیجے گئے ہیں۔ تمہیں شاید معلوم نہ ہو لیکن لارڈ صاحب کو بخوبی علم ہے کہ عمران میرے والد لارڈ بیکر کا انتہائی پسندیدہ بھتیجا ہے اور لارڈ مارٹن کو بھی وہ اٹکل کہتا ہے۔ میں اس کے خلاف کوئی کارروائی برداشت ہی نہیں کر سکتی اور لارڈ صاحب نے مجھے کہا ہے کہ انہوں نے واقعی مشن بھیجا تھا لیکن اب اسے واپس بلا لیا گیا ہے۔ کیا واقعی ایسا ہی ہے..... عمران نے کہا۔

”یہ میڈم۔ لارڈ صاحب نے درست بتایا ہے۔ پاکیشیا کا مشن ختم کر دیا گیا ہے اور فائل بند کر دی گئی ہے..... اماڈو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ لارڈ صاحب تو بہر حال میرے شوہر ہیں اور میں ان سے جرح نہیں کر سکتی مگر تم مجھے جانتی ہو کہ اگر میں چاہوں تو تم ترقی بھی کر سکتی ہو اور اگر میں چاہوں تو تمہیں پورے ایکریمیا میں کہیں جائے پناہ بھی نہ ملے..... عمران نے سخت اور انتہائی کھردرے لہجے میں کہا۔

”اؤہ۔ اؤہ میڈم۔ آپ خواہ مخواہ مجھ پر ناراض ہو رہی ہیں۔ یہ درست کہہ رہی ہوں۔ آپ یقین کریں مشن واقعی واپس لے لیا گیا

ہے اس لئے کہ اب وہاں اس مشن کی ضرورت ہی نہیں رہی۔ اناؤڈ نے قدرے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے وہ بھی کبھی تھی کہ چیف سیکرٹری کی بیگم اور لارڈ بیکر کی بیٹی اگر چاہے تو وہ سب کچھ کر سکتی تھی جس کی وہ دھمکیاں دے رہی تھی۔

”کیوں نہیں رہا۔ سنو۔ کیا تم واقعی ترقی کرنا چاہتی ہو؟“ عمران نے کہا۔

”یس میڈم۔ ترقی کی خواہش کس کو نہیں ہوتی؟“..... اناؤڈ نے جواب دیا۔

”تو پھر سب کچھ مجھے تفصیل سے بتا دو تاکہ میری ذہنی طور پر تسلی ہو سکے۔ میں لارڈ صاحب سے خود نہیں پوچھ سکتی۔ بہر حال یہ میرا وعدہ کہ تمہیں ترقی ملے گی“..... عمران نے کہا۔

”تھینک یو میڈم۔ اصل بات یہ ہے میڈم کہ پاکیشیا کے بہاڑی علاقے میں ایک زمین حکومت نے کوئی خاص سائنسی مشین زر زمین نصب کی ہے جس کا کنٹرولنگ سسٹم کسی اور علاقے میں ہے اور یہ دونوں مشینیں زمین کی انتہائی گہرائی میں ہیں اور چونکہ وہ چھوٹی چھوٹی مشینیں ہیں اور بے حرکت ہیں اس لئے انہیں کسی طرح بھی کسی سائنسی آلے سے چیک نہیں کیا جاسکتا۔ اس کا کنٹرولنگ سسٹم ایکریمیا میں ہے۔ جب حکومت فیصلہ کرے گی تو اسے آن کر دے گی۔ اس کے آن ہوتے ہی خلائی سیارے کے ذریعے اس کا کنٹرولنگ سسٹم آن ہو جائے گا اور کنٹرولنگ سسٹم آن ہوتے ہی

مجھے بتایا گیا ہے کہ لارڈ صاحب بلیک انجنی کے چیف کے ساتھ مل کر پاکیشیا میں کوئی مشن مکمل کر رہے ہیں جس میں انہوں نے میرے منہ بولے بیٹے علی عمران کو ٹارگٹ بنایا ہے اور کوئی دو انجنٹ بھی بلیک انجنی کے وہاں بھیجے گئے ہیں۔ تمہیں شاید معلوم نہ ہو لیکن لارڈ صاحب کو بخوبی علم ہے کہ عمران میرے والد لارڈ بیکر کا انتہائی پسندیدہ بھتیجا ہے اور لارڈ مارٹن کو بھی وہ اٹکل کہتا ہے۔ میں اس کے خلاف کوئی کارروائی برواشت ہی نہیں کر سکتی اور لارڈ صاحب نے مجھے کہا ہے کہ انہوں نے واقعی مشن بھیجا تھا لیکن اب اسے واپس بلا لیا گیا ہے۔ کیا واقعی ایسا ہی ہے؟“..... عمران نے کہا۔

”یس میڈم۔ لارڈ صاحب نے درست بتایا ہے۔ پاکیشیا کا مشن ختم کر دیا گیا ہے اور فائل بند کر دی گئی ہے“..... اناؤڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ لارڈ صاحب تو بہر حال میرے شوہر ہیں اور میں ان سے جرح نہیں کر سکتی لیکن تم مجھے جانتی ہو کہ اگر میں چاہوں تو تم ترقی بھی کر سکتی ہو اور اگر میں چاہوں تو تمہیں پورے ایکریمیا میں کہیں جانے پناہ بھی نہ ملے۔“..... عمران نے سخت اور انتہائی کھردرے لہجے میں کہا۔

”لوہ۔ لوہ۔ میڈم۔ آپ خواہ مخواہ مجھے پر ناراض ہو رہی ہیں۔ میں درست کہہ رہی ہوں۔ آپ یقین کریں مشن واقعی واپس لے لیا گیا

”اوہ۔۔۔۔۔ میں میڈم۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوکے۔۔۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ تمہاری ترقی میرے ذمے رہی لیکن شرط یہی ہے کہ تم نے میرے بارے میں لارڈ صاحب کو کوئی بات نہیں بتائی۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”میں میڈم۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو اس کے ساتھ ہی عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”آپ نے انتہائی حیرت انگیز انداز میں معلومات حاصل کی ہیں عمران صاحب۔۔۔۔۔ نجانے آپ کا ذہن کس انداز میں کام کرتا ہے۔۔۔۔۔ بلیک زرو نے کہا۔

”اب کیا کیا جائے۔۔۔۔۔ چھوٹے سے چیک کے لئے ذہن کو بھگانا تو پڑا ہی ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو بلیک زرو بے اختیار ہنس پڑا۔

”عمران صاحب۔۔۔۔۔ اب یہ بات تو سامنے آگئی ہے کہ وہاں پراجیکٹ موجود ہے۔۔۔۔۔ گو اس کی نوعیت بدل گئی ہے۔۔۔۔۔ اب آپ کیا کریں گے۔۔۔۔۔ بلیک زرو نے کہا۔

”یہ پراجیکٹ نہیں ہے بلکہ یہ پاکیشیا کے خلاف ایکریمیا اور اسرائیل کی انتہائی خوفناک اور گہری سازش ہے۔۔۔۔۔ وہ جب اپنی تمام کوششوں اور منصوبہ بندیوں کے باوجود پاکیشیا کی اسٹی لیبارٹریوں کو حبابہ نہیں کر سکے تو انہوں نے یہ نئی سازش کی ہے کہ جب پاکیشیا ان اسٹی ہتھیاروں کو اپنے دفاع میں استعمال کرے تو انہیں اس پراجیکٹ کے تحت زرو کر دیا جائے۔۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ

اس پراجیکٹ کو آن کر دے گا اور اس میں سے ایسی ریز ٹکل کرو سیج رینج میں پھیل جائیں گی جس سے تمام اسٹی اسلحہ زرو ہو جائے گا۔ اس مضمین کی رینج بے حد وسیع ہے اس لئے اس کے ذریعے نہ صرف پاکیشیا بلکہ شوگران کے اسٹی ہتھیار بھی ایک لمحے میں زرو کئے جا سکتے ہیں اور چونکہ ان کے چیک ہونے کا کوئی خطرہ نہیں اس لئے یہ مشن ختم کر دیا گیا ہے۔۔۔۔۔ اماڈہ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”لیکن تمہیں اس قدر سائنسی تفصیل کا علم کیسے ہوا۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”میڈم۔۔۔۔۔ چیف سیکرٹری صاحب اور صدر صاحب کے درمیان جو بات چیت ہوتی ہے وہ قانون کے مطابق سیپ ہوتی ہیں اور میں نے ان کے نوٹس لکھ کر چیف صاحب کو دیئے اور سیپ ضائع کر دی اور جو کچھ میں نے بتایا ہے یہ سب اس سیپ میں ہونے والی گفتگو سے میں نے سنا ہے۔۔۔۔۔ اماڈہ نے جواب دیا۔

”لیکن پہلے مشن کیوں بھیجا گیا تھا۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”اس وقت تک اعلیٰ ترین دفاعی حکام نے اسے اوپن نہ کیا تھا۔ صرف ایک سائنسی پراجیکٹ کا بتایا گیا تھا لیکن اب جبکہ پاکیشیا سکیٹ سروس کا خطرہ سامنے آیا تو پھر لارڈ صاحب کو تفصیل بتائی گئی۔۔۔۔۔ اماڈہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ واقعی مشن ختم کر دیا گیا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”یس سر“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ سلطان بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران بول رہا ہوں سرسلطان۔ میں فوری طور پر خلائی سیاروں کے سلسلے میں کسی ایسے ماہر سے ملنا چاہتا ہوں جو ایکریما کے خلائی سیاروں اور اس میں استعمال ہونے والی مشینری کے بارے میں تفصیل سے جانتا ہو“..... عمران نے کہا۔

”میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ میں تو ایسے کسی آدمی کو نہیں جانتا۔“ سرسلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اچھا۔ میں سمجھا تھا کہ سیکرٹری خارجہ دراصل انسائیکلو پیڈیا کا دوسرا نام ہے۔ چلیں میں غلطی پر ہوں لیکن آپ وزارت سائنس کے سیکرٹری سے تو معلوم کر سکتے ہیں کہ جہاں پاکیشیا میں خلائی سیاروں پر کون اقامت دیتی ہے۔ اس کا نام، اس کی ولایت، قومیت اور شافقی کارڈ نمبر“..... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

”بس۔ بس۔ مجھے اندازہ ہو گیا ہے کہ کیا کرنا ہے۔ میں معلوم کرتا ہوں“..... دوسری طرف سے سرسلطان نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”آپ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ میں تو سمجھا نہیں“..... بلیک زیرو نے

لہجے میں کہا تو عمران کی بات سن کر بلیک زیرو کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے تاثرات ابھرتے چلے گئے۔

”اوہ۔ اوہ۔ واقعی میں نے تو اس پہلو پر غور ہی نہیں کیا تھا۔ لیکن اب اسے تلاش کیسے کیا جائے اور پھر اسے تباہ کیسے کیا جائے۔“ بلیک زیرو نے اہتائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

”یہی اصل مسئلہ ہے کہ اسے ٹریس کیسے کیا جائے اور اگر ٹریس بھی کر لیا جائے تو اس کی کیا ضمانت ہے کہ اسے دوبارہ نصب نہیں کیا جائے گا“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو کے چہرے پر مزید سنجیدگی ابھرائی۔

”اوہ ہاں۔ یہ بھی مسئلہ ہے کہ ہم ایک کو تباہ کر کے مطمئن ہو کر بیٹھ جائیں اور وہ دوبارہ نصب کر دیں“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”اس کا ایک ہی حل ہے کہ انہیں آخری لمحے تک یہ پتہ نہ چل سکے کہ اسے تباہ کر دیا گیا ہے لیکن یہ تو بعد کی بات ہے پہلے تو اسے ٹریس کرنے کا مسئلہ ہے“..... عمران نے کہا۔ اس کی فراخ پیشانی پر عینیں پڑ گئی تھیں کہ اچانک وہ چونک کر سیدھا ہوا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے

”پی اے نو سیکرٹری خارجہ“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سرسلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران بول رہا ہوں۔ سرسلطان سے بات کراؤ۔“ عمران

لو..... سرسلطان نے کہا اور ساتھ ہی ایک فون نمبر بتا دیا۔
 "کیا ان کے آفس میں فون نہیں ہے؟"..... عمران نے کہا۔
 "ہے۔ لیکن وہ آفس بہت کم آتے ہیں۔ وہ اپنی آبائی حویلی میں
 ہی کام کرتے ہیں"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
 "میرے بارے میں ان سے کوئی بات ہوئی ہے یا نہیں؟"
 عمران نے کہا۔

"ہاں۔ انہیں سیکرٹری سائس نے تمہارے بارے میں بریف
 کر دیا ہے۔ تم چاہو تو انہیں فون کر لو۔ چاہو تو ان سے خود مل لو۔
 لیکن تمہیں اچانک بیٹھے بٹھائے خلائی سیاروں کے بارے میں
 معلومات کا خیال کیسے آگیا؟"..... سرسلطان نے کہا۔
 "پاکیشیا کے خلاف اسرائیل اور ایگریما مل کر انتہائی خوفناک
 سازش کر رہے ہیں۔ ایسی سازش جس کا بظاہر کوئی ثبوت نہیں
 ہے۔ میں اس سازش کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا چاہتا ہوں۔"..... عمران
 نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کیسی سازش۔ کیا مطلب؟"..... سرسلطان نے
 انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔
 "فی الحال تو اطلاعات ملی ہیں۔ جب کنفریشن ہوگی تو پھر بتاؤں
 گا"..... عمران نے کہا۔

"اللہ تعالیٰ تمہیں کامیابی دے"..... دوسری طرف سے انتہائی
 خلوص بھرے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو

کہا۔
 "ابھی تو خود مجھے بھی نہیں معلوم کہ میں کیا کرنا چاہتا
 ہوں"..... عمران نے کہا تو بلیک زرو نے اس انداز میں سر ہلایا
 جیسے وہ سمجھ گیا ہو کہ عمران فی الحال کچھ بتانے کے موڈ میں نہیں
 ہے۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ
 بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔
 "سلطان بول رہا ہوں۔ عمران ہے جہاں؟"..... دوسری طرف
 سے سرسلطان کی آواز سنائی دی۔
 "یہ دانش منزل ہے جناب۔ دوسرے لفظوں میں دانش اپنی
 منزل پر پہنچ گئی ہے۔ ایسی جگہ پر عمران کا کیا کام؟"..... عمران نے
 اس بار اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"عمران۔ پاکیشیا میں خلائی سیاروں کے بارے میں وزارت
 سائس کے تحت علیحدہ سیکشن قائم ہے اور ڈاکٹر امام اس کے سربراہ
 ہیں۔ ڈاکٹر امام کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ خلائی سیاروں پر
 اتھارنی سمجھے جاتے ہیں"..... دوسری طرف سے سرسلطان نے کہا۔
 "ان کا فون نمبر اور رہائش گاہ کی تفصیل معلوم کی ہے آپ
 نے؟"..... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ وہ دارالحکومت میں نہیں رہتے بلکہ مضافاتی علاقے لکڑی
 میں رہتے ہیں۔ وہاں ان کی آبائی حویلی ہے۔ وہاں کا فون نمبر نوٹ کر۔

کہا۔

"آپ سے ایک اجنبی اہم ملکی سلامتی کے معاملے میں رہنمائی لینی ہے"..... عمران نے کہا۔

"ملک کے لئے میں ہمہ وقت حاضر ہوں۔ لیکن میں تو سائنس دان ہوں۔ سیکرٹ سروس والوں کو میں کیا کچھ سکوں گا۔ ڈاکٹر امام نے کہا۔

"جس خاتون نے میرا آپ سے رابطہ کرایا ہے میں نے اسے اپنی طالب علمانہ ڈگریاں بتائی تھیں"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"طالب علمانہ ڈگریاں۔ کیا مطلب۔ یہ کون سی ڈگریاں ہوتی ہیں۔ ویسے میری بیٹی ماریا نے تو صرف نام بتایا ہے..... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"میں ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہوں"..... عمران نے کہا۔

"ڈی ایس سی اور آکسفورڈ یونیورسٹی۔ اہ۔ اہ۔ تم تو خود ڈاکٹر ہو۔ کس مضمون میں تم نے ڈاکٹریٹ کی ڈگری لی ہے"..... ڈاکٹر امام نے چونک کر پوچھا۔

"سائنس کے نظام انہضام میں"..... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا تو سائنس بیٹھا ہوا بلیک زیرو بے اختیار آہستہ سے ہنس پڑا۔ وہ تصور میں دیکھ رہا تھا کہ عمران کی بات سن کر ڈاکٹر امام کی

عمران نے کریڈل دیا اور پھر نوٹ آنے پر اس نے انگوٹری سے پہلے لکری کے رابطہ نمبر کے بارے میں معلوم کیا لیکن انگوٹری آپریٹر نے بتایا کہ لکری دارالحکومت کے ایکس چیچنگ سے منسلک ہے اس لئے علیحدہ رابطہ نمبر نہیں ہے تو عمران نے اس کا شکریہ ادا کر کے کریڈل دیا اور پھر نوٹ آنے پر اس نے سر سلطان کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"امام ہاؤس"..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ بولنے والی کا لہجہ حد بد نفسی اور کٹھا ہوا تھا۔

"ڈاکٹر امام صاحب سے بات کرائیں۔ میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے"..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہولڈ کریں"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
"ہیلو۔ ڈاکٹر امام بول رہا ہوں"..... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔ لہجہ سپاٹ تھا۔

"ڈاکٹر صاحب۔ میں علی عمران بول رہا ہوں۔ سیکرٹری سائنس نے میرے بارے میں سے آپ سے بات کی ہو گی"..... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ انہوں نے بتایا ہے کہ آپ سیکرٹ سروس کے چیف ایسٹو کے نمائندہ خصوصی ہیں۔ فرمائیں۔ مجھ سے سیکرٹ سروس کو کیا کام پڑ گیا ہے"..... ڈاکٹر امام نے پہلے سے زیادہ سپاٹ لہجے میں

کیا حالت ہو رہی ہوگی۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب۔ یہ کیسا مذاق ہے اور تم مجھ سے مذاق کر رہے ہو۔۔۔۔۔ ڈاکٹر امام نے ٹکٹ جیتنے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر صاحب۔ نظام انہضام بنیادی نظام ہے اور کہا جاتا ہے کہ اگر معدہ ستر دست ہو تو انسان بھی ستر دست رہتا ہے اور تمام بیماریاں معدے سے ہی پھیلتی ہیں اور معدے کی درستگی کا مطلب ہے کہ نظام انہضام میں گڑبڑ نہیں ہے۔ میرا مطلب ہے کہ میں سانس کے تمام نظام کو درست رکھنے کے مضمون میں ماہر ہوں۔۔۔۔۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"یو شٹ اپ۔ نانسس۔ اب کیا مذاق کرنے کے لئے میں بی رہ گیا ہوں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے استباہی غصیلے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے منہ بناتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"آپ نے خواہ مخواہ ڈاکٹر امام کو ناراض کر دیا۔ اب وہ آپ سے سننے سے بھی انکار کر دیں گے۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"وہ اب غصے میں سیکرٹری سانس صاحب سے بات کریں گے اور وہ مجھے اچھی طرح جانتے ہیں اور انہیں جہارے اختیارات کا بھی بخوبی علم ہے اس لئے انہوں نے جب ڈاکٹر امام کو جہارے اختیارات کی تفصیل بتائی تو ڈاکٹر امام کا نظام انہضام خود بخود ٹھیک

ہو جائے گا۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔ پھر تقریباً بیس پچیس منٹ بعد عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"امام ہاؤس۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

"آپ ڈاکٹر صاحب کی صاحبزادی ماریا بول رہی ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ آپ کون صاحب ہیں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

میرا نام علی عمران ہے۔ میں نے معلوم کرنا ہے کہ کیا ڈاکٹر صاحب کی سانس کو سیکرٹری سانس کے دیئے گئے چورن کے بعد کھٹے ڈکار آنے بند ہو گئے ہیں یا نہیں یا انہیں جوارش کوئی کی دوز دینی پڑے گی۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ کیا مطلب ہو اس بات کا۔ کیا آپ پاگل ہیں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے جیتنے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"سوری مس ماریا۔ میرا نام علی عمران ہے۔ پاگل نہیں۔ ڈاکٹر صاحب سے میری بات کر انہیں۔۔۔۔۔ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے رسیور میں ریلیف پختے کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"ہیلو۔ ڈاکٹر امام بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ڈاکٹر امام کی

رسیور رکھ دیا۔ اس کے پھرے پر شرارت بھری مسکراہٹ بھیل
ہوئی تھی۔

"آپ خواہ مخواہ کا مذاق کر کے دوسروں کو تھلاہٹ میں جسلا کر
دیتے ہیں۔ اب یہ ڈاکٹر امام چاہے بھی تو آپ سے اچھے موڈ میں بات
نہیں کر سکے گا۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"تم ان سائنس دانوں کی نفیات سے واقف نہیں ہو۔ اب یہ
فوراً اصل بات بتا دیں گے ورنہ مجھے جیل میٹرک سے لے کر
ڈاکٹریٹ تک کا سائنسی سٹینڈ پڑھنا پڑتا۔ پھر اصل موضوع پر بات
ہوتی۔ اب چونکہ اس نے مجھ سے جان چھڑوانی ہے اس لئے مختصر اور
فوری نوعیت کی بات ہوگی۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا
اور اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار نواحی علاقے لکری کی
طرف اڑی چلی جا رہی تھی جو دارالحکومت کے مضافات میں واقع تھا۔
پھر تقریباً ایک گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد عمران کی کار مضافاتی قصبے
لکری میں داخل ہوئی۔ جلد ہی اسے ڈاکٹر امام کی آبائی حویلی کا علم ہو
گیا۔ حویلی قدیم دور کی بنی ہوئی تھی لیکن اس کی صفائی ستھرائی کی
حالت خاصی اچھی تھی۔ حویلی کا بڑا سا پھانگ کھلا ہوا تھا۔ عمران کار
اندر لے گیا۔ ایک طرف بڑا سا پورچ تھا جس میں دو کاریں موجود
تھیں۔ عمران نے اپنی کار پورچ میں ان دونوں کاروں کے پیچھے لے
جا کر روکی اور پھر دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ اسی لمحے ایک طرف سے
ایک ملازم تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے عمران کو سلام کیا۔

آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں جناب ڈاکٹر صاحب۔" عمران نے
اس بار اہتائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ آپ۔ فرمائیے میں کیا خدمت کر سکتا ہوں۔" دوسری
طرف سے چونک کر کہا گیا لیکن لہجہ پہلے سے زیادہ سہا تھا۔

"آپ ملاقات کا وقت دے دیں۔ ملکی سلامتی کے سلسلے میں آپ
سے اہتائی ضروری بات کرنی ہے۔" عمران نے کہا۔

"ایک ہفتے بعد آجائیں۔ میں اس دوران اپنے اہتائی ضروری کام
سے فارغ ہو جاؤں گا۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں نے ملکی سلامتی کے الفاظ ادا کئے ہیں۔ اس کے باوجود آپ
ایک ہفتے کی بات کر رہے ہیں۔ اس کام میں تو ایک منٹ کی تاخیر
بھی ناقابل معافی ہوتی ہے کیونکہ پورے ملک کی سلامتی داؤ پر لگی
ہوئی ہوتی ہے۔" عمران نے مزید سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میری کچھ میں یہ بات نہیں آتی کہ آخر آپ مجھ سے کیا معلوم
کرنا چاہتے ہیں۔" ڈاکٹر امام نے جھلٹاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ کا خصوصی سبجیکٹ خلائی سیارے ہیں۔ اس سلسلے میں
آپ سے جد اہتائی ضروری معلومات حاصل کرنی ہیں۔" عمران
نے کہہ۔

"ٹھیک سے آجائیں۔ اب میں مزید کیا کہہ سکتا ہوں۔" دوسری
طرف سے پہلے سے زیادہ جھلٹاتے ہوئے لہجے میں کہا گیا تو عمران نے

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن)۔“..... عمران نے جواب میں کہا۔

”تم سائیس میں ڈاکٹریٹ کرنے کے باوجود سیکرٹ سروس کے لئے کیوں کام کرتے ہو؟“..... رسمی دعا سلام کے بعد ڈاکٹر امام نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ جیسے اٹھارنی سائیس دانوں سے بات چیت اب ایک عام سیکرٹ ایجنٹ تو نہیں کر سکتا تھا؟“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر امام مسکرا دیے۔ ان کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا تھا۔

”اچھا۔ یہ بات ہے۔ لیکن تم نے فون پر تو بے حد فضول باتیں کی تھیں۔“..... ڈاکٹر امام نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ کچھ گیا تھا کہ ڈاکٹر امام واقعی سائیس دان ہے اور سائیس کی دنیا میں گن رہتا ہے اس لئے دنیاوی چالاکی اسے جمو کر بھی نہیں گزری۔

دو دن عام آدمی اس انداز میں صاف بات نہ کرتا۔

”فون کا یہی فائدہ ہے کہ اس میں دوسرے کی تصویر نظر نہیں آتی لیکن جب آنکھوں کے سامنے آپ جیسے مدبر، مفکر اور استاد ہوں تو پھر بولنے سے پہلے سوچتا ہوں کہ کسی سائسی دیمانے سے بچ کر بولنا پڑتا ہے۔“..... عمران نے کہا تو ڈاکٹر امام کا چہرہ مزید کھل اٹھا اور وہ بے اختیار ہنس پڑے۔

”بہر حال بتاؤ کیا مسئلہ ہے۔ میں واقعی ایک انتہائی ضروری کام میں مصروف تھا۔“..... ڈاکٹر امام نے اس بار قدرے خوشگوار لہجے

”ڈاکٹر امام صاحب نے مجھے ملاقات کا دقت دیا ہے۔ میں دارالحکومت سے آیا ہوں۔ میرا نام علی عمران ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”اوہ اچھا۔ تشریف لائیے۔“..... ملازم نے پہلے سے زیادہ مودبانہ لہجے میں کہا اور واپس مڑ گیا۔ عمران اس کی رہنمائی میں ایک بڑے سے ڈرائیونگ روم میں پہنچ گیا۔ فرنیچر قدیم دور کا تھا لیکن خاصی صاف ستھری حالت میں تھا۔ عمران ایک صوفے پر بیٹھ گیا اور ملازم واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہی ملازم واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک ٹرے تھی جس میں مقامی مشروب کی بوتل موجود تھی۔

”ڈاکٹر صاحب کو اطلاع دے دی گئی ہے۔ وہ تشریف لارہے ہیں۔“..... ملازم نے ٹرے سے بوتل اٹھا کر میز پر رکھتے ہوئے کہا اور عمران کے سر ہلانے پر وہ مڑا اور واپس چلا گیا۔ عمران نے بوتل اٹھا کر اطمینان سے مشروب سب کرنا شروع کر دیا۔ پھر اس نے بوتل ختم کر کے اسے ایک سائینڈ پر رکھا ہی تھا کہ اندرونی دروازہ کھلا اور ایک ادا صیہ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ وہ آدھے سر سے گنجا تھا۔ آنکھوں پر موٹے فریم والی موٹے شیشوں کی عینک تھی۔ خاصے بھاری جسم کا آدمی تھا لیکن اس کا چہرہ دیکھتے ہی عمران سمجھ گیا کہ یہی ڈاکٹر امام ہو سکتا ہے اس لئے وہ بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”میرا نام ڈاکٹر امام ہے۔“..... آنے والے نے غور سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

میں کہا۔
 ہے۔ وری بیٹہ..... ڈاکٹر امام نے کہا تو عمران بے اختیار چونک

اٹھا۔
 "اسرائیل اور اکیرمیہا نے پاکیشیا کے ایک پہاڑی علاقے میں کوئی ایسی مشینری یا آلہ یا میزائل زمین کی انتہائی گہرائی میں نصب کیا ہے جس کا کنٹرولنگ سسٹم کسی اور علاقے میں ہے اور اس مشین یا آلے کو انہوں نے پاکیشیا کے انتہائی ہتھیاروں کو زیر کرنے کے لئے نصب کیا ہے اور اسے آن کرنے کا جو طریقہ معلوم ہوا ہے اس کے مطابق جب اکیرمیہا پاکیشیا کے انتہائی ہتھیاروں کو زیر کرنا چاہے گا وہ اکیرمیہا میں کوئی بین پریس کرے گا اور اس کے کسی خلائی سیارے میں سے کوئی ریز یا دیوڑاس کنٹرولنگ سسٹم کو آن کر دے گی اور کنٹرولنگ سسٹم کے آن ہوتے ہی زمین کی گہرائی میں موجود یہ مشین یا آلہ یا میزائل ان ہو جائے گا اور اس میں سے نکلنے والی ریز وسیع رینج میں انتہائی ہتھیاروں کو زیر کر دے گی۔ یہ سارا عمل صرف چند لمحوں میں مکمل ہو جائے گا اور چونکہ یہ سارا کھیل خلائی سیارے کے ذریعے مکمل ہوتا ہے اور آپ کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ آپ خلائی سیاروں پر اتھارٹی کا درجہ رکھتے ہیں اور جو پاکیشیائی بھی ہیں اس لئے آپ سے طاقت ہو رہی ہے..... عمران نے پس منظر تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر امام جو خاموش بیٹھے عمران کی بات سن رہے تھے، نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

اس کا مطلب ہے کہ ڈاکٹر فرانز کا منصوبہ عمل میں لایا جا چکا ہے۔
 "آپ کھل کر بات کریں کیونکہ یہ پاکیشیا کی سلامتی اور تحفظ کے خلاف انتہائی خوفناک سازش ہے۔ پاکیشیا کے دفاع کا تمام تر انحصار انتہائی ہتھیاروں پر ہے۔ اگر وہی زیر ہو جائیں تو پھر باقی کیا رہ جاتا ہے..... عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"عجیب سی صورت حال ہے۔ واقعی یہ انتہائی خوفناک سازش ہے لیکن میرے ذہن کے کسی گوشے میں بھی یہ بات نہ تھی کہ یہ سازش پاکیشیا کے خلاف بھی کی جا سکتی ہے۔ بہر حال میں تفصیل بتا دیتا ہوں۔ باقی باتیں بعد میں ہوں گی..... ڈاکٹر امام نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"آپ برائے کرم تفصیل سے بات کریں تاکہ کوئی پہلو رہ نہ جائے..... عمران نے کہا۔

مجھے سائنسی تفصیل کا علم نہیں ہے کہ یہ سب اس نے کیسے کیا۔ بہر حال اس کے مطابق اگر ہاٹ ریز کو کوئلہ ریز میں تبدیل کر دیا جائے تو یہ وسیع ایریے میں پھیل کر اس ایریے میں موجود ایٹمی ہتھیاروں کو زبرد کر دیتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں ایٹمی ہتھیار بلاست نہیں ہوں گے اور ریز کے اثرات چونکہ طویل مدت تک ایٹمی ہتھیاروں پر ہوتے ہیں اس لئے فوری طور پر ان اثرات کو ختم بھی نہیں کیا جاسکتا لیکن اس نے جو تفصیلات بتائی تھیں ان کے مطابق ان ہاٹ ریز کو مخصوص کیمیائی انداز میں کوئلہ ریز میں تبدیل کرنے کے لئے زمینی مٹی اور مخصوص مشینری میں سے گوارا پڑتا تھا۔ اس کا اس نے مکمل فارمولا بھی تیار کیا تھا جس کے مطابق مخصوص ساخت کی پہاڑی چٹانوں اور مٹی میں اگر اس آلے جس میں یہ ہاٹ ریز موجود ہوتی ہے تقریباً پندرہ سو فٹ گہرائی میں رکھ دیا جائے اور پھر اسے کسی طرح وہاں آپرٹ کیا جائے تو اس آلے میں سے نکلنے والی ہاٹ ریز جب پندرہ سو فٹ تک ان چٹانوں اور مٹی سے گزر کر بیرونی سطح پر پہنچیں گی تو یہ کوئلہ ریز میں تبدیل ہو چکی ہوں گی۔ ڈاکٹر فرانز کے تحت یہ فارمولا قابل عمل نہ تھا کیونکہ اسے اس قدر گہرائی میں آپرٹ نہ کیا جاسکتا تھا۔ ڈاکٹر امام نے کہا تو عمران کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ قدرے تشویش کے اثرات ابھر آئے۔

”پھر کیسے یہ منصوبہ قابل عمل ہوا؟“ عمران نے کہا۔

”اس ڈسکشن کے تقریباً دو سال بعد ایک بار ڈاکٹر فرانز بے حد

ڈاکٹر فرانز اور میں ہم دونوں انگریزیا کی ایک سرکاری لیبارٹری میں اکٹھے کام کرتے رہے ہیں۔ یہ ملٹی پرز لیبارٹری تھی اور اس کے بہت سے سیکشن تھے۔ ڈاکٹر فرانز یہودی خواد انگریز تھے۔ وہ اس سیکشن میں کام کرتا تھا جس کا تعلق ریز سے تھا جبکہ میں خلائی سیاروں کے سیکشن میں کام کرتا تھا لیکن ہم دونوں میں بڑی گہری دوستی تھی اور انڈر شیڈنگ بھی۔ کیونکہ ہماری رہائش بھی ایک ہی فلور پر تھی اور ہماری پسند اور ناپسند بھی تقریباً ایک جیسی ہی تھی اس لئے ہم اکثر اپنے اپنے پراجیکٹس کے سلسلے میں ایک دوسرے کے ساتھ ڈسکس کرتے رہتے تھے۔ ایک بار ڈاکٹر فرانز نے مجھے بتایا کہ اس نے ایٹمی ہتھیاروں کو زبرد کر دینے والی ریز پر کامیابی سے کام مکمل کر لیا ہے۔ ان ریز کا نام اس نے ہاٹ ریز بتایا تھا۔ اس نے بتایا کہ یہ ہاٹ ریز عام حالات میں تو صرف بڑی بڑی بلنگوں اور اسلحہ کے ذخیروں کو آگ لگانے کے کام آتی ہے اور انگریزین دفاعی نظام کے تحت یہ ہاٹ ریز میزائل تیار کئے گئے ہیں جو فائر ہوتے ہی اپنی ریخ میں ہر چیز کو اس طرح جلا کر راکھ کر دیتے ہیں جیسے ایٹم بم ہر چیز کو جلا کر راکھ کر دیتا ہے۔ لیکن بظاہر یہ ریز ایٹم بم سے طاقت میں بے حد کم ہوتی ہیں اس لئے ان ہاٹ ریز پر کام کرتے ہوئے اچانک ڈاکٹر فرانز نے دریافت کر لیا کہ اگر ان ہاٹ ریز کی کیمیائی ساخت میں ایسی تبدیلی کر دی جائے کہ ان کی حدت کم ہو جائے تو یہ ہاٹ ریز ایٹمی ہتھیاروں کو زبرد کر دیتی ہیں اور کسی کو اس کا علم تک نہیں ہوتا۔

خوش نظر آیا اور میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ ڈاکٹر ہائمن کی مدد سے یہ فارمولا قابل عمل ہو گیا ہے۔ میرے پوچھنے پر اس نے جو تفصیل بتائی اس کے مطابق ان کو زمین کی گہرائی میں آپسٹ کرنے کا کام بھی مخصوص ریز سے کیا گیا ہے۔ ان ریز کا نام اس نے یوٹرن ریز بتایا تھا۔ اس کے مطابق یہ ریز معدنیات کی تلاش کے کام آتی ہیں اور یہ زمین کی انتہائی گہرائیوں تک پہنچ جاتی ہیں اور اس کا تجربہ بھی کامیاب ہو چکا ہے۔ مزید تفصیل پوچھنے پر اس نے بتایا کہ خلا میں موجود کسی بھی ایسے سیارے میں جو معدنیات کی تلاش کرتا ہے اگر مخصوص نارگٹ پر یوٹرن ریز فانر کر دی جائیں تو کولڈ ریز باہر آکر کام کریں گی۔ ڈاکٹر فرانز نے مجھے بتایا تھا کہ اس کا یہ فارمولا ایکریمن حکام تک پہنچ چکا ہے۔ اس کے کچھ دنوں بعد معلوم ہوا کہ ڈاکٹر فرانز کا تبادلہ ہو گیا ہے اور وہ کسی اور سرکاری لیبارٹری میں چلا گیا ہے۔ چونکہ اکثر ایسے تبادلے ہوتے بہتے تھے اس لئے میں نے بھی خیال نہیں کیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد میں رٹائر ہو گیا تو میں واپس پاکیشیا آگیا اور تب سے یہیں ہوں۔ اب تم نے جو کچھ بتایا ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اگر ایسا کیا گیا ہے تو ڈاکٹر فرانز کے فارمولے پر عمل کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر امام نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

لیکن معدنیات کی تلاش کا کام کرنے والے خلائی سیاروں کی تعداد تو بے حد محدود ہوتی ہے۔ یہ یوٹرن ریز زیادہ وسیع فاصلے پر کام

نہیں کر سکتیں اور ضروری نہیں کہ جب ایکریمیا کو اس کولڈ ریز کو اوپن کرنے کی ضرورت ہو تو اس وقت اس ریج میں کوئی معدنیات تلاش کرنے والی خلائی سیارہ بھی موجود ہو۔..... عمران نے کہا۔

”جہاری بات درست ہے۔ معدنیات تلاش کرنے والے خلائی سیاروں کی تعداد تو بے حد کم ہے۔ تقریباً نہ ہونے کے برابر ہے اور پھر وہ پوری دنیا پر گھومتے بہتے ہیں۔ بہر حال کچھ نہ کچھ تو انہوں نے کیا ہی ہوگا۔..... ڈاکٹر امام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بہر حال آپ سے ملاقات واقعی بے حد فائدہ مند رہی ہے۔ میں آپ کا مشکور ہوں ڈاکٹر امام۔ لیکن اب آپ یہ بتائیں کہ اسے ہمیشہ کے لئے روکنے کا کیا طریقہ ہو سکتا ہے۔..... عمران نے کہا۔

”فرض کیا کہ ہم اس جگہ کو تلاش کر کے گہرائی سے وہ آلہ نکال کر خارج کر دیتے ہیں تو وہ کسی بھی وقت کسی بھی دوسری جگہ متبادل آلہ لگا سکتے ہیں۔ ہم ہر وقت اور ہر جگہ تو پہرہ نہیں دے سکتے اور نہ ہی اس کا استعمال کچھ مقررہ وقت تک محدود ہے۔ فضا میں موجود خلائی سیاروں کا خاتمہ بھی نہیں کیا جاسکتا اور اگر ہم ایکریمیا کے سنٹرل ڈیفنس آپریشن ہال میں موجود اس بٹن کو بھی بے کار کر دیں جس سے اسے آپسٹ کیا جاسکتا ہے تب بھی اسے دوبارہ لگایا جاسکتا ہے اس لئے اس کا کوئی ایسا طریقہ ہونا چاہئے کہ ایکریمیا کو آخری لمحے

”میرے بات کرنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ خلائی سیاروں میں ایسی کون سی ریز یا دیوز ہو سکتی ہیں جو ہر سیارے میں ہوں اور ان سے کسی بھی وقت کسی مشین کو آپرٹ کیا جاسکے“..... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ایک منٹ۔ مجھے سوچنے دو۔ اوہ ہاں۔ واقعی تمہری ایس اچھے نامی مشین ہر خلائی سیارے میں ہوتی ہے۔ اس سے ٹارگٹ مشینز کو آپرٹ کیا جاسکتا ہے۔ کوڈ میں اسے ہائی جیک مشین کہا جاتا ہے کیونکہ اس کا اصل مقصد دشمن ممالک کے سیاروں کی طرف سے اس سیارے کو ہائی جیک ہونے سے روکا جاسکتا ہے“..... ڈاکٹر امام نے کہا۔

”آپ کا مطلب پنٹ ریز سے ہے۔ صرف یہی ریز ہر مشین کی سموری کی حفاظت کر سکتی ہیں اور کسی مشینز کو ٹارگٹ پر آپرٹ بھی کر سکتی ہیں“..... عمران نے کہا۔

”ہاں“..... ڈاکٹر امام نے جواب دیا۔

”اوکے۔ بے حد شکریہ۔ اب مجھے اجازت دیں“..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر امام بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

”لیکن تم نے کیا سوچا ہے اس آلے کو ختم کرنے کے لئے۔“ ڈاکٹر امام نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

”ابھی تو کوئی خاص بات ذہن میں نہیں آ رہی لیکن بہر حال ایسا سوچا تو جائے گا۔“ عمران نے کہا تو ڈاکٹر امام نے غبٹات میں سر ہلا دیا۔

تک یہ معلوم نہ ہو سکے کہ ان کا یہ آلہ بے کار ہو چکا ہے۔ وہ اسے درست سمجھ کر آپرٹ کریں لیکن پاکیشیا کے ایسی ہتھیار محفوظ رہیں..... عمران نے کہا تو ڈاکٹر امام کی پیشانی پر ہلکی سی پڑ گئیں۔ وہ کافی دیر تک خاموش بیٹھے سوچتے رہے۔

”سوری۔ میرے ذہن میں تو کوئی ایسا طریقہ نہیں آ رہا۔“ تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر امام نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”کوڈ ریز کے اس آلے کو شاکمان میں نصب کیا گیا ہے جبکہ اس کا کنٹرولنگ سسٹم شاکس میں قائم کیا گیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ڈاکٹر فرانز کے اس فارمولے میں کوئی تبدیلی کی گئی ہے۔ اس آلے کو آپرٹ کرنے کے لئے یوٹرن ریز کا استعمال ترک کر کے کوئی دوسرا طریقہ استعمال کیا گیا ہے اور ان ریز کا سسٹم شاکس میں رکھا گیا ہے حالانکہ شاکمان اور شاکس میں تقریباً ڈیڑھ سو میل کا فاصلہ ہے اور شاکس کے اس سسٹم میں کوئی ایسا آلہ رکھا گیا ہے جسے خلائی سیارے سے آپرٹ کیا جاسکے ورنہ اگر یوٹرن ریز کا ہی استعمال کیا جاتا تو لامحالہ شاکس میں اس کا کنٹرولنگ سسٹم قائم نہ کیا جاتا۔ براہ راست خلائی سیارے سے ہی اسے آپرٹ کر لیا جاتا۔“..... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ واقعی۔ اس پہلو پر تو میرا دھیان ہی نہیں گیا تھا۔ تم واقعی بے حد ذہین نوجوان ہو۔ وری ایشی جنت.....“ ڈاکٹر امام نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

کر پوچھا۔

”سارہ نے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کیا وہ اصل شکل میں ہے“..... ڈیوڈ نے پوچھا۔

”یس چیف۔ وہ اصل پھرے میں ہی ہے“..... گائڈر نے جواب

دیا۔

”تفصیل بتاؤ۔ سارہ نے اسے کہاں دیکھا ہے اور کیا وہ اکیلا تھا یا

اس کے ساتھ کوئی اور بھی ہے“..... ڈیوڈ نے کہا۔

”سارہ میرے ساتھ موجود ہے اور وہ آپ کو براہ راست رپورٹ

دینا چاہتی ہے“..... گائڈر نے کہا۔

”اوکے۔ کراؤ بات“..... ڈیوڈ نے کہا۔

”ہیلو چیف۔ میں سارہ بول رہی ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک

نسوانی آواز سنائی دی۔

”تفصیل بتاؤ سارہ“..... ڈیوڈ نے کہا۔

”چیف۔ میں دو گھنٹے پہلے ہوٹل گرائڈ کے ہال میں موجود تھی کہ

میں نے عمران کو ہال میں داخل ہوتے دیکھا۔ وہ اپنے اصل چہرے

میں تھا۔ میں ایک کونے میں موجود تھی۔ میں اسے دیکھ کر چونک

پڑی۔ عمران اندر داخل ہو کر کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کاؤنٹر

گرل سے بات کی اور پھر واپس مڑ گیا اور وہ ہوٹل سے باہر چلا گیا تو

میں اٹھ کر اس کے پیچھے گئی۔ وہ ایک ٹیکسی میں سوار ہو کر جا رہا

تھا۔ میں نے اس کا تعاقب کیا تو وہ ایک رہائشی پلازہ پورٹ سمتھ پہنچ

بلیک ہیکسی کا چیف ڈیوڈ اپنے خصوصی آفس میں موجود تھا کہ

میں پر موجود بہت سے رنگوں کے فونز میں سے ایک فون کی گھنٹی

اٹھی تو ڈیوڈ نے چونک کر اس فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر

رسیور اٹھا لیا۔ یہ ڈائریکٹ فون تھا۔

”یس۔ ڈیوڈ بول رہا ہوں“..... ڈیوڈ نے کہا۔

”گائڈر بول رہا ہوں چیف“..... دوسری طرف سے گائڈر کی آواز

سنائی دی۔

”یس۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے“..... ڈیوڈ نے سخت

سر دلچے میں کہا۔

”ناراک میں پاکیشیائی ایجنٹ عمران کو دیکھا گیا ہے“..... گائڈر

نے کہا۔

”عمران کو ناراک میں کس نے دیکھا ہے“..... ڈیوڈ نے چونک

کر کے واپس آئی اور میں نے گلڈر کو بتایا اور گلڈر نے آپ کو کال کی..... سارہ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر مارٹر۔ ہربرٹ لیبارٹری۔ ٹھیک ہے۔ میں معلوم کرتا ہوں کہ یہ کون ہے اور عمران اصل شکل میں یہاں آکر اس سے کیوں ملنا چاہتا ہے..... ڈیوڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ کر انٹرکام کارسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے کئی نمبریں کر دیئے۔

"لیس چیف..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجے بے حد مودبانہ تھا۔

"وزارت سائنس سے معلوم کرو کہ ہربرٹ نام کی لیبارٹری کہاں ہے اور پھر اس میں موجود ڈاکٹر مارٹر سے بات کراؤ..... ڈیوڈ نے کہا۔

"لیس چیف..... دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈیوڈ نے رسیور رکھ دیا۔

"یہ عمران ڈاکٹر مارٹر سے کیوں ملنا چاہتا ہو گا..... ڈیوڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر تقریباً دس منٹ کے وقفے کے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈیوڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

"لیس..... ڈیوڈ نے کہا۔

"ڈاکٹر مارٹر لائن پر موجود ہیں چیف۔ بات کریں..... دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی۔

کر ٹیکسی سے اتر گیا اور اندر چلا گیا۔ میں اس کے پیچھے اندر گئی تو استقبالیہ سے مجھے معلوم ہوا کہ وہ دوسری منزل کے کمرہ نمبر دو سو گیارہ میں رہنے والی ہوٹل گرانڈ کی اسسٹنٹ مینجر مارٹھا کے بارے میں پوچھ کر گیا ہے۔ میں نے وہاں چیکنگ کی تو کچھ دیر بعد عمران واپس جاتا دکھائی دیا۔ میں نے ایک بار پھر اس کا تعاقب کیا تو وہ ٹیکسی سے اتر کر ہوٹل سٹار چلا گیا۔ وہاں سے معلوم ہوا کہ عمران آج صبح وہاں پہنچا ہے۔ وہ اکیلا ہے اور کمرہ نمبر چار سو چودہ میں رہائش پذیر ہے۔ میں واپس رہائشی پلازہ گئی اور میں نے اس لڑکی مارٹھا سے بات کی تو اس نے بتایا کہ اس کا ایک کزن ہے ڈاکٹر مارٹر۔ وہ سائنس دان ہے اور اکیرمیہ کی کسی سرکاری لیبارٹری میں کام کرتا ہے۔ یہ پاکیشانی جو اپنا نام عمران بتا رہا تھا اس کے کزن سے ملاقات کرنا چاہتا تھا اور اس کے لئے وہ دنگٹن کے سرجارج کی مپ لے کر آیا تھا کیونکہ سرجارج ہوٹل گرانڈ کا جیمزین ہے۔ جس پر مارٹھا نے اسے بتایا کہ اسے صرف اتنا معلوم ہے کہ ڈاکٹر مارٹر ہربرٹ لیبارٹری میں کام کرتا ہے لیکن اسے یہ معلوم نہیں ہے کہ یہ ہربرٹ لیبارٹری کہاں ہے۔ البتہ اس نے بتایا کہ ویک اینڈ پر وہ اس سے ملنے ضرور آتا ہے اور کل چونکہ ویک اینڈ ہے اس لئے وہ کل آئے گا تو اس سے ملاقات ہو سکتی ہے اور عمران نے اسے بھاری رقم بھی دی ہے اور اسے ہوٹل سٹار کافون نمبر دیا ہے کہ جب ڈاکٹر مارٹر آئے تو وہ اسے فون کر کے اطلاع کر دے۔ میں یہ معلومات حاصل

سکریٹ ایجنٹ بذات خود بھی ڈاکٹر آف سائنس ہے۔ وہ آپ کی کون مار تھا سے ملتا تھا اور اس کے ذریعے آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہے۔ چونکہ یہ شخص انتہائی خطرناک سکریٹ ایجنٹ ہے اس لئے میں نے اس کی نگرانی کرائی ہے اور اب آپ سے یہ معلومات اس لئے لی جا رہی ہیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ وہ آپ سے آخر کیوں ملنا چاہتا ہے۔ اب آپ کے بتانے کے بعد یہ بات سامنے آگئی ہے کہ وہ آپ سے کروگ ریز کے بارے میں ڈسکس کرنے کے لئے ملنا چاہتا ہے۔ اس نے یقیناً اس بارے میں مقالہ جات پڑھے ہوں گے۔..... ڈیوڈ نے کہا۔

”اوہ۔ سر اگر یہ خطرناک آدمی ہے تو میں اس ویک اینڈ پر مار تھا کے پاس جاتا ہی نہیں۔..... ڈاکٹر مارٹن نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔“ نہیں۔ آپ اس سے ضرور ملیں۔ لیکن اسے ہرگز یہ نہ بتائیں کہ میں نے آپ سے کوئی بات کی ہے یا آپ کو پہلے سے اس ملاقات کا علم ہے۔ آپ نارمل انداز میں اس سے ملیں۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کس خاص پوائنٹ پر آپ سے ڈسکس کرنا چاہتا ہے۔ اوقات کے بعد آپ سے دوبارہ رابطہ ہو گا تو آپ مجھے اس بارے میں تفصیل بتائیں گے۔..... ڈیوڈ نے کہا۔

”لیکن اگر وہ سائنس دان ہے تو پھر ظاہر ہے مجھے اس سے کھل کر بات کرنا ہوگی جو کچھ وہ پوچھے گا۔..... ڈاکٹر مارٹن نے کہا۔“ آپ بے شک اسے وہ سب کچھ بتا دیں جو وہ پوچھنا چاہتا ہے

”کراؤ بات۔..... ڈیوڈ نے کہا۔“ پہلے۔ میں ڈاکٹر مارٹن بول رہا ہوں۔..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔“ چیف آف بلیک ہینسی بول رہا ہوں ڈاکٹر مارٹن۔..... ڈیوڈ نے سر دھچکے میں کہا۔“ یس سر۔ حکم سر۔..... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔“ آپ کی لیبارٹری میں کس ٹاپک پر ریسرچ کی جا رہی ہے اور آپ یہاں لیبارٹری کے کس شعبے میں ہیں۔..... ڈیوڈ نے کہا۔“ جناب۔ ہر برٹ لیبارٹری دفاعی مقاصد کے لئے کام کرنے والی شعبوں پر ریسرچ کرتی ہے اور میں بھی شعاعوں پر ہی ریسرچ کرتا ہوں۔ میرا خصوصی سبجیکٹ کروگ ریز ہے۔ یہ ریز دفاعی اسلحہ کو ناکارہ بناتی ہیں اور یہ میری لکچر ہے۔ میں اس پر ریسرچ کا ماہر ہوں۔..... ڈاکٹر مارٹن نے جواب دیا۔“ کیا ان ریز پر کوئی تحقیقاتی مقالہ بھی شائع ہوا ہے۔..... ڈیوڈ نے پوچھا۔“ یس سر۔ دو تین مقالے شائع ہو چکے ہیں اور گزشتہ انٹرنیشنل سائنسی کانفرنس میں اس پر مقالہ بھی پڑھا گیا تھا لیکن سر۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔..... ڈاکٹر مارٹن نے کہا۔“ پاکیشیا کا ایک سکریٹ ایجنٹ آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہے۔

لیکن بعد میں آپ نے مجھے بھی اس بارے میں سب کچھ بتانا ہے۔
 دیے آپ نارمل رہیں گے..... ڈیوڈ نے کہا۔
 "ٹھیک ہے جناب۔ جیسے آپ کا حکم..... دوسری طرف سے کہا گیا۔"

"اے کسی طرح بھی یہ اشارہ نہ ملے کہ آپ سے ہماری بات چیت ہوئی ہے..... ڈیوڈ نے کہا۔
 "ییس سر۔ ایسا ہی ہو گا سر..... ڈاکٹر مارٹن نے جواب دیا تو ڈیوڈ نے اذکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

عمران پورٹ سمٹھ کے رہائشی پلازہ کی دوسری منزل کے کمرہ نمبر دو سو گیارہ کے باہر موجود تھا۔ عمران نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

"کون ہے..... ڈور فون سے نسوانی آواز سنائی دی۔
 "علی عمران فرام پاکیشیا..... عمران نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ میں دروازہ کھولتی ہوں..... ڈور فون سے آواز آئی اور اس کے ساتھ ہی کھٹک کی آواز کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔
 چند لمحوں بعد دروازہ کھلا تو دروازے پر ایک خوبصورت نوجوان لڑکی موجود تھی جس نے گھریلو لباس پہنا ہوا تھا۔

"آئیے..... اس لڑکی نے ایک نظر عمران کو دیکھ کر ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔ ڈاکٹر صاحب آگئے ہیں..... عمران نے کہا اور اندر

شپ چل رہی تھی۔ عمران گزشتہ چند روز سے ناراک آیا ہوا تھا اور اس نے جہاں بڑی بھاگ دوڑ کے بعد یہ معلوم کیا تھا کہ ڈاکٹر مارٹر اس مارٹھا سے ملنے ہر ویک اینڈ پر آتا ہے۔ مارٹھا ایک مقامی ہوٹل میں اسسٹنٹ مینجر تھی۔ پھر عمران اس کے رہائشی فلیٹ پر آیا۔ اس نے مارٹھا سے بات چیت کی اور پھر اس نے بڑے نوٹوں کی ایک گڈی اس کو دی تو مارٹھا ڈاکٹر مارٹر سے اس کی ملاقات کرانے پر رضامند ہو گئی۔ عمران نے اسے بتایا تھا کہ وہ خود بھی سائنس دان ہے اور ڈاکٹر مارٹر سے وہ اپنے ایک فارمولے میں پیش آنے والی ایک الجھن کے بارے میں ڈسکس کرنا چاہتا ہے۔ اس طرح اس کا فارمولا مکمل ہو جائے گا اور وہ اسے بھاری مائیت پر فروخت کر سکے گا۔ اس نے مارٹھا سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اسے مزید رقم بھی دے گا۔ چونکہ کل عمران نے شراب پینے سے انکار کر دیا تھا اس لئے آج مارٹھا نے اسے شراب کی بجائے جوس ہی پیش کیا تھا۔ عمران نے ابھی جوس ختم ہی کیا تھا کہ کال بیل کی آواز سنائی دی اور مارٹھا چونک کر اٹھی اور تیز تیز قدم اٹھاتی ایک سائیڈ پر لگے ہوئے ڈور فون کے رسیور کی طرف بڑھ گئی۔

”کون ہے.....“ اس نے رسیور بک سے نکال کر فون کا ایک بٹن پریس کرتے ہوئے کہا۔

”مارٹر ہوں مارٹھا.....“ فون سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ نوجوان آدمی کا تھا۔

داخل ہو گیا۔

”ابھی آنے والے ہیں.....“ لڑکی نے عمران کے عقب میں دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔

”آپ نے وعدہ کیا تھا کہ آپ آج مجھے مزید رقم دیں گے۔“ لڑکی نے عمران کو ڈرائیونگ روم میں لے جا کر صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”مس مارٹھا۔ میں نے وعدہ کیا تھا کہ جب آپ ڈاکٹر مارٹر سے مجھے ملوائیں گی اور ڈاکٹر مارٹر مجھے میری مطلوبہ معلومات دیں گے تو میں آپ کو مزید رقم دوں گا اور ابھی دونوں میں سے ایک کام بھی نہیں ہوا.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میری ڈاکٹر مارٹر سے فون پر بات ہوئی ہے۔ وہ ابھی جہاں پہنچنے والا ہے۔ میں نے اسے جہارے بارے میں بھی بتا دیا ہے اور رقم کے بارے میں بھی۔ وہ تیار ہے کیونکہ اسے بھی معلوم ہے کہ اتنی بھاری رقم ہمارا مستقبل بنا دے گی.....“ لڑکی جس کا نام مارٹھا تھا، نے مسکراتے ہوئے کہا اور مڑ کر ایک طرف موجود ریفریجریٹر کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے اس میں سے جوس کے دو ڈبے نکالے اور ایک ڈبہ اس نے عمران کے سامنے رکھ دیا۔ عمران گزشتہ کل اس سے جہاں فلیٹ میں ہی مل کر گیا تھا۔ اس لڑکی کا کون ڈاکٹر مارٹر ایکہیمیا کی ایک لیبارٹری میں کام کرتا تھا۔ وہ سائنس دان تھا اور ہر ویک اینڈ پر وہ مارٹھا سے ملنے خود آتا تھا کیونکہ ان دونوں کی کورٹ

مارٹر کا چہرہ اپنی تعریف سن کر بے اختیار کھل اٹھا۔

"آپ سائنس دان ہیں..... ڈاکٹر مارٹر نے کہا۔

"میں سائنس کا طالب علم ہوں۔ آپ سے ایک خاص فارمولے پر ڈسکس کرنے کے لئے جہاں آیا ہوں۔ اس سے آپ میری طلب کی شدت کا اندازہ کر سکتے ہیں..... عمران نے کہا۔

"اوہ واقعی۔ فرمائیے۔ مجھ سے جو ہو سکا میں ضرور کروں گا۔

ڈاکٹر مارٹر نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر مارٹر۔ جیسا کہ میں نے پہلے آپ کو بتایا ہے کہ کروگ ریز پر میں نے آپ کے تمام تحقیقی مقالہ جات پڑھے ہیں اس لئے مجھے معلوم ہے کہ کروگ ریز دفاعی اسلحہ کو ناکارہ بنا دیتی ہیں لیکن ان کی ریج اور طاقت بے حد کم ہے اس لئے اس پر ابھی تک آپ مزید ریسرچ کر رہے ہیں..... عمران نے کہا۔

"آپ درست کہہ رہے ہیں..... ڈاکٹر مارٹر نے کہا۔

"ڈاکٹر مارٹر۔ آپ نے اپنے ایک تحقیقی مقالے میں ڈاکٹر ڈکسٹر کے بارے میں لکھا جو ڈکسٹر ریز پر کام کر رہے ہیں اور آپ نے ان سے مل کر ڈکسٹر ریز کو کروگ ریز کی ریج وسیع کرنے کے سلسلے میں تجربات بھی کئے تھے اور اس سے آپ کو آگے بڑھنے میں خاصی مدد ملی تھی..... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ وہ میرے محسن ہیں اور استاد بھی۔ لیکن آپ کیا چاہتے

ہیں..... ڈاکٹر مارٹر نے چونک کر کہا۔

"اوہ اچھا۔ میں دروازہ کھولتی ہوں..... مارٹھا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور رسیور واپس ہک سے لٹکا کر وہ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ عمران اطمینان سے بیٹھا رہا۔ چند لمحوں بعد مارٹھا کے ساتھ ایک اچھے ہوئے بالوں کا مالک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے سوٹ پہنا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بریف کیس تھا۔

"یہ ہیں مسٹر علی عمران۔ پاکیشیا سے آئے ہیں۔ ان کے بارے میں تم سے بات کی تھی..... مارٹھا نے کہا تو عمران ڈاکٹر مارٹر کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اوہ اچھا۔ میرا نام ڈاکٹر مارٹر ہے..... ڈاکٹر مارٹر نے چونک کر اور انتہائی غور سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے بریف کیس ایک طرف رکھ کر مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

"مارٹھا بتا رہی تھی کہ آپ نے اسے بھاری رقم دی ہے اور آج مزید رقم دینے کا وعدہ کیا ہے۔ کیوں۔ اس کی کیا وجہ ہے..... رسی فقرات کی ادائیگی کے بعد ڈاکٹر مارٹر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ڈاکٹر مارٹر۔ میں تو سمجھ رہا تھا کہ آپ بوڑھے ہوں گے لیکن آپ تو نوجوان ہیں۔ ویسے کروگ ریز پر میں نے آپ کے تمام تحقیقی مقالے پڑھے ہوئے ہیں اور خاص طور پر کروگ ریز پر جو آپ نے کام کیا ہے اس نے مجھے بے حد متاثر کیا ہے..... عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر

"لیکن میں تو ان سے ملاقات کرنا نہیں چاہتا۔ پھر..... ڈاکٹر مارٹر نے کہا۔

"آپ میرے بارے میں ان سے کہہ دیں۔ شاید وہ رضامند ہو جائیں اور یہ بھی بتا دیں کہ یہ ضروری نہیں کہ میں ان سے لیبارٹری میں ہی ملوں۔ مجھے لیبارٹری سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ میں کسی بھی جگہ ان سے مل سکتا ہوں صرف ایک گھنٹے کے لئے"..... عمران نے کہا۔

"سوری مسٹر عمران۔ میں انہیں ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتا۔ ڈاکٹر مارٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب سے نوٹوں کی ایک بڑی گڈی نکال کر اپنے سامنے رکھ لی۔

"یہ گڈی آپ کی ہو سکتی ہے"..... عمران نے کہا۔

"مسٹر عمران۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ڈاکٹر ڈکسٹر کسی صورت بھی ملاقات نہیں کریں گے۔ نہ مجھ سے اور نہ آپ سے کیونکہ میں نے چھ ماہ پہلے ان سے رابطہ کر کے ملاقات کی بات کی تھی۔ مجھے اپنے فارمولے کے ایک پوائنٹ پر ان سے ڈسکس کرنا تھی لیکن انہوں نے یہ کہہ کر صاف انکار کر دیا تھا کہ وہ حکومت کے ایک اہم فارمولے پر حکومت کی کسی خفیہ لیبارٹری میں اجتنابی اہم کام میں مصروف ہیں اور تقریباً انہیں ایک سال لگ جائے گا اس لئے نہ وہ کسی سے مل سکتے ہیں اور نہ ہی اس لیبارٹری سے باہر آ سکتے ہیں اس لئے اب بھی انہوں نے یہی خواب دہنایا ہے"..... ڈاکٹر مارٹر نے کہا۔

"میں ان سے ملاقات چاہتا ہوں اور ڈکسٹر ریز کے سلسلے میں ان سے چند خصوصی باتیں پوچھنا چاہتا ہوں"..... عمران نے کہا۔

"لیکن وہ تو انگریزیا کی ایک خفیہ لیبارٹری میں کام کر رہے ہیں اور کسی سے نہیں ملتے اور نہ ان سے سپیشل سیکرٹری کی تحریری اجازت کے بغیر رابطہ کیا جاسکتا ہے"..... ڈاکٹر مارٹر نے کہا۔

"ان سے فون پر تو بات ہو سکتی ہے"..... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ بات تو ہو سکتی ہے لیکن وہ انتہائی خشک مزاج آدمی ہیں۔ وہ کسی اجنبی سے تو کسی صورت بھی بات نہیں کرتے۔ ڈاکٹر مارٹر نے جواب دیا۔

"آپ تو ان کے لئے اجنبی نہیں ہیں۔ آپ سے تو وہ بات کر لیں گے"..... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن میں ان سے کیا کہوں"..... ڈاکٹر مارٹر نے کہا۔

"آپ ان سے ملنے کی درخواست کریں اور کہیں کہ آپ ڈکسٹر ریز کے سلسلے میں ان سے ملنا چاہتے ہیں"..... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ سوری۔ وہ صاف انکار کر دیں گے۔ ان دنوں وہ ایسے کام میں مصروف ہیں کہ کسی سے ملاقات نہیں کر سکتے"..... ڈاکٹر مارٹر نے کہا۔

"چلیں وہ انکار کریں گے کر دیں۔ آپ بات تو کریں۔ مجھے تو یقین ہے کہ وہ آپ سے ملاقات سے انکار نہیں کریں گے"..... عمران نے کہا۔

”کوئی ایسی مپ جس سے ڈاکٹر ڈکسٹر سے بات ہو سکے۔“ عمران نے کہا۔

”نہیں۔ میرے پاس ایسی کوئی مپ نہیں ہے۔“ ڈاکٹر مارٹر نے جواب دیا۔

”اوکے۔ بہر حال آپ نے تعاون کیا ہے اس لئے یہ گڈی آپ لوگوں کی ہوئی۔ اب مجھے اجازت دو۔“ عمران نے کہا اور اٹھ کر فلیٹ سے باہر آگیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی ٹیکسی تیزی سے ہوٹل سٹار کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ہوٹل کے سامنے ٹیکسی چھوڑ کر عمران ہوٹل سٹار کے مین گیٹ کی طرف بڑھنے کی بجائے سائیڈ پر موجود برآمدے کی طرف بڑھ گیا جہاں پبلک فون بوتھوں کی ایک قطار موجود تھی۔ وہ ایک فون بوتھ میں داخل ہوا۔ اس نے جیب سے اس کمپنی کا کارڈ نکالا جس کمپنی کا یہ فون بوتھ تھا اور کارڈ اس نے مخصوص خانے میں ڈال کر اسے آگے کی طرف دبایا تو فون پیس پر سبز رنگ کا بلب جل اٹھا۔ عمران نے ہک سے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔ یہ وہی نمبر تھے جو اس سے پہلے ڈاکٹر مارٹر نے پریس کئے تھے۔

”اسکات سٹوڈیو۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

”ہی اے ٹو چیف سیکرٹری لارڈ مارٹن بول رہا ہوں۔“ عمران نے لہجہ بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

اس کی نظریں گڈی پر بار بار پڑ رہی تھیں جبکہ مارٹھا کی نظریں تو اس طرح گڈی سے ہٹ چکی ہوئی تھیں جیسے لوہا مقناطیس سے چپک جاتا ہے۔

”تم ان سے بات کرو۔ میں نے کہا ہے کہ مجھے ان کی لیبارٹری سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔“ عمران نے سر دلچھے میں کہا تو ڈاکٹر مارٹر چند لمحے سوچتا رہا۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔ عمران کی نظریں نمبروں پر جمی ہوئی تھیں۔ جب ڈاکٹر مارٹر نے نمبر پریس کر کے ہاتھ ہٹایا تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

”اسکات سٹوڈیو۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”میں ڈاکٹر مارٹر بول رہا ہوں۔ ہر برٹ لیبارٹری سے۔ ڈاکٹر ڈکسٹر سے بات کرو۔“ ڈاکٹر مارٹر نے کہا۔

”ڈاکٹر ڈکسٹر کسی سے بات نہیں کر سکتے۔ سوری۔“ دوسری طرف سے خشک دلچھے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈاکٹر مارٹر نے مایوسانہ انداز میں رسیور رکھ دیا۔

”میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ وہ بات نہیں کریں گے۔“ ڈاکٹر مارٹر نے کہا۔

”یہ اسکات سٹوڈیو کا کیا مطلب تھا۔“ عمران نے کہا۔

”یہ کوڈ نام ہے لیبارٹری کا۔“ ڈاکٹر مارٹر نے کہا۔

کو زبردستی دیتی ہیں اور ان ریز کا نام آپ کے نام پر ڈکسٹریز رکھا گیا ہے۔..... عمران نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ لیکن ان پر تو ریسرچ مکمل ہو چکی ہے اور میں نے یہ فارمولا سپریم ڈیفنس کو نسل کو بھجوا دیا ہے تاکہ حکومت اس کا جائزہ لے کر اس کی حیثاری کے لئے منصوبہ بندی کر سکے۔“ ڈاکٹر ڈکسٹریز نے جواب دیا۔

”آپ کو تو اس فارمولے کا علم ہو گا۔..... عمران نے کہا۔“
”ظاہر ہے جناب۔ یہ میرا اپنا ایجاد کردہ ہے۔ مجھے کیسے معلوم نہیں ہو گا۔“ ڈاکٹر ڈکسٹریز نے جواب دیا۔

”وہ شاید آپ کو اعزاز کے آپ سے یہ فارمولا حاصل کرنا چاہتے ہوں گے۔“ عمران نے کہا۔

”ہو سکتا ہے جناب۔ لیکن اگر ایسا ہو بھی جائے تب بھی وہ ناکام ہیں گے۔“ دوسری طرف سے ڈاکٹر ڈکسٹریز نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”کیوں۔ وجہ۔“ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
”اس لئے کہ جس لیبارٹری میں کام ہو رہا ہے اس میں ہونے والے کام کو اہتیائی خفیہ رکھنے کے لئے ایسے آلات جہاں نصب کئے گئے ہیں کہ جو بھی اس لیبارٹری سے باہر جاتا ہے اسے ایک خصوصی مشین سے گزر کر جانا پڑتا ہے اور اس مشین سے گزرنے کے بعد اس کے ذہن سے سائنسی فارمولے کے بارے میں ساری باتیں

”اوہ یس سر۔ فرمائیے۔“ دوسری طرف سے مودبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”چیف سیکرٹری صاحب ڈاکٹر ڈکسٹریز سے بات کرنا چاہتے ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”جی بہتر۔ میں معلوم کرتی ہوں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

”ہیلو۔ میں ڈاکٹر ڈکسٹریز بول رہا ہوں۔“ چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”چیف سیکرٹری لارڈ ڈارٹن سے بات کریں۔“ عمران نے کہا اور چند لمحے خاموش رہنے کے بعد اس نے لارڈ ڈارٹن کی آواز اور لہجے میں پہلیو کہا۔

”ڈاکٹر ڈکسٹریز بول رہا ہوں سر۔“ ڈاکٹر ڈکسٹریز کی آواز سنائی دی۔

”ڈاکٹر ڈکسٹریز۔“ مجھے اطلاعات مل رہی ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چند خطرناک ایجنٹ آپ کو اغوا کرنے کے لئے کام کر رہے ہیں۔..... عمران نے کہا۔

”مجھے اغوا کرنے کے لئے۔“ کیوں۔“ ڈاکٹر ڈکسٹریز نے چونک کر اور اہتیائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”صرف اتنی اطلاع ملی ہے کہ آپ لیبارٹری میں ایسی ریز پر کام کر رہے ہیں جو زمین کی گہرائیوں میں موجود دہر قسم کے شکاری ہتھیاروں

واش ہو جاتی ہیں۔..... ڈاکٹر ڈکسٹر نے کہا۔

"اوہ۔ یہ تو اہمائی غلط طریقہ کار ہے۔ پھر تو سائنس دان واپس جا کر بھی کچھ نہ کر سکتے ہوں گے۔..... عمران نے کہا۔

"یہ بات نہیں ہے جناب۔ اصل میں یہ مشین انسانی ذہن کے ان خلیات کو جن کا تعلق خصوصی یادداشت سے ہوتا ہے ان کو معینہ عرصے تک کے لئے معطل کر دیتی ہے۔ البتہ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد وہ خلیات خود بخود دوبارہ کام شروع کر دیتے ہیں یا دوبارہ اس مشین سے گزرنے سے ان کے اثرات ختم کر دیئے جاتے ہیں۔" ڈاکٹر ڈکسٹر نے کہا۔

"لیکن وہ لوگ لیبارٹری میں گھس کر تو آپ سے معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔..... عمران نے کہا۔

"جی نہیں۔ اس لیبارٹری کے بارے میں سوائے میرے اور کسی کو کچھ علم نہیں ہے کیونکہ یہ سری ذاتی لیبارٹری ہے۔ صرف فون نمبر اوپن رکھا گیا ہے لیکن فون نمبر مخصوص خلائی سیارے سے منسلک ہے اس لئے اس کے ذریعے بھی لیبارٹری کے بارے میں کچھ معلوم نہیں کیا جاسکتا۔..... ڈاکٹر ڈکسٹر نے کہا۔

"لیکن سپریم ڈیفنس کونسل کو تو اس بارے میں معلوم ہو گا۔..... عمران نے کہا۔

"جی نہیں۔ سوائے میرے اور کسی کو علم نہیں ہے۔ اس مشین سے گزرنے کے بعد اس لیبارٹری کا محل وقوع بھی ذہن سے واش کر

دیا جاتا ہے۔..... ڈاکٹر ڈکسٹر نے کہا۔

"اوہ۔ وری گڈ۔ آپ نے تو واقعی فول پروف انتظام کر رکھا ہے۔ گڈ شو۔ اب میں مطمئن ہوں۔..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور کارڈ نکال کر جیب میں ڈالا اور فون بوٹھ سے نکل کر وہ برآمدے سے اتر کر ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اب وہ کمرے میں پہنچ کر اس فون نمبر کے ذریعے اس لیبارٹری کی لوکیشن معلوم کرنا چاہتا تھا۔ اسے یقین تھا کہ ڈاکٹر ڈکسٹر لاکھ اسے خفیہ رکھے لیکن بہر حال وہ اسے ٹریس کر ہی لے گا اس لئے وہ پوری طرح مطمئن تھا۔ عمران نے ہاٹ ریز کے اس آلے کے بارے میں بہت سوچا تھا۔ سردار سے بھی اس کی تفصیلی بات چیت ہوئی تھی۔ عمران چاہتا تھا کہ یہ آلہ دیسے بی زمین میں موجود رہے اور ایکریٹین اپنی جگہ مطمئن رہیں کہ وہ کام کرے گا لیکن جب اسے آپرٹ کیا جائے تو وہ آپرٹ نہ ہو سکے۔ وہ زبرد ہو چکا ہو اور یہی مسئلہ اس کے لئے لائیکل سائبین گیا تھا لیکن پھر سردار نے اسے ڈکسٹر ریز کے بارے میں بتایا۔ کافی عرصہ قبل ایک سائنسی کانفرنس میں ڈکسٹر ریز کے بارے میں مقالہ پڑھا گیا تھا اور اس کی کاپی سردار کے ساتھ لے آئے تھے اور وہ کاپی ان کے پاس موجود تھی اور سردار نے ڈکسٹر ریز کے بارے میں یہ مقالہ عمران کو دے دیا اور عمران اسے پڑھنے کے بعد کانفرنس ہو گیا کہ اگر ڈکسٹر ریز تیار ہو چکی ہیں تو ان کی مدد سے زمین کی گہرائی میں موجود اس آلے کو جو پاکیشیا کے ایٹمی

ہتھیاروں کو کسی بھی وقت زیر کر سکتا ہے زمین کے اندر ہی زیر کر کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے اس نے ڈاکٹر ڈکسن کی تلاش شروع کر دی لیکن ڈاکٹر ڈکسن کے بارے میں تو کچھ معلوم نہ ہو سکا البتہ ڈاکٹر مارٹر کے بارے میں معلوم ہو گیا کہ اس نے ڈاکٹر ڈکسن کے ساتھ کافی عرصہ کام کیا ہے۔ چنانچہ عمران ناراک پہنچ گیا۔ وہ اکیلا آیا تھا اور یہاں بھی وہ اصل چہرے میں اس لئے موجود تھا کہ اسے معلوم تھا کہ اصل چہرے میں اسے فوراً پہچان لیا جائے گا لیکن وہ سیکرٹ ہیمنوں کی نفسیات سے واقف تھا کہ اسے اصل چہرے میں دیکھ کر وہ یہی سمجھیں گے کہ عمران کسی خفیہ مقصد کے لئے نہیں آیا ورنہ اگر وہ میک اپ میں پہچان لیا جاتا تو شاید اسے ایک قدم بھی آگے بڑھنے نہ دیا جاتا اور جو نقل و حرکت اس نے کی تھی اس میں بھی اسے معلوم ہو گیا تھا کہ اس کی نگرانی کی جا رہی ہے اور نگرانی کرنے والی وہی سارہ گالڈر تھی جو گالڈر کے ساتھ پاکیشیا آئی تھی اور جس کا تعلق بلیک ایجنسی سے تھا لیکن اس نے اس کی پرواہ نہ کی تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ وہ جب بھی چاہے گا انہیں ڈال دے گا ان کی نظروں سے غائب ہو سکتا ہے اس لئے وہ اپنی جگہ مطمئن تھا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی ڈیوڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔
 "ہیس..... اس نے مخصوص لمبے میں کہا۔
 "ہاروے آپ سے بات کرنا چاہتا ہے جناب..... دوسری طرف سے اس کے پی اے کی آواز سنائی دی۔
 "کراؤ بات..... ڈیوڈ نے کہا۔
 "ہیلو چیف۔ میں ہاروے بول رہا ہوں..... چند لمحوں بعد ایک بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔
 "ہیس۔ کیوں کال کی ہے..... ڈیوڈ نے اسی طرح سرو لمبے میں کہا۔

"چیف۔ گالڈر نے مجھے بتایا ہے کہ پاکیشیا کا عمران یہاں ہمارے خلاف کام کر رہا ہے..... ہاروے نے کہا۔
 "ہمارے خلاف۔ کیا مطلب۔ ہمارے خلاف وہ کیا کام کر سکتا

نے کہا۔

”باس۔ آپ مجھے اپنے طور پر اس کے خلاف کام کرنے کی اجازت دے دیں۔ اس میں تو کوئی حرج نہیں ہے۔“ ہاروے نے کہا۔

”نہیں۔ یہ اصول کے خلاف ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ اس نے گالڈر اور سارہ کو بھی اس لئے رہا کر دیا تھا کہ انہوں نے پاکیشیا میں کوئی جرم نہیں کیا تھا۔“ ڈیوڈ نے سرد لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ لیکن چند لمحے سوچنے کے بعد اس نے رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے کئی نمبر ریس کر دیئے۔

”یس چیف۔“ دوسری طرف سے اس کے پی اے کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

”ہوئل سٹار کے کمرہ نمبر چار سو چودہ میں علی عمران ہے۔ اس سے میری فون پر بات کراؤ۔“ ڈیوڈ نے کہا۔

”اس سے کیا کہا جائے چیف۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اے کہنا کہ بلیک ۱۶ جنسی کا چیف ڈیوڈ اس سے بات کرے گا۔“ ڈیوڈ نے کہا۔

”یس چیف۔“ دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈیوڈ نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈیوڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”یس۔“ ڈیوڈ نے کہا۔

”علی عمران سے بات کریں چیف۔“ دوسری طرف سے پی

ہے۔“ ڈیوڈ نے چونک کر کہا۔

”وہ یہاں ملاقاتیں کرتا پھر رہا ہے اور ایسا آدمی لامحالہ کسی بڑے مقصد کے لئے ہی جہاں آ سکتا ہے اور یہ بڑا مقصد لامحالہ ایکریمیا کے مفادات کے خلاف ہو گا۔“ ہاروے نے کہا۔

”وہ یہاں ایک سائنس دان ڈاکٹر ڈکسٹر سے ملاقات کرنے کے لئے ساری بھاگ دوڑ کر رہا ہے لیکن مجھے معلوم ہے کہ وہ چاہے لاکھ کوشش کر لے ڈاکٹر ڈکسٹر سے اس کی ملاقات نہیں ہو سکتی۔“ ڈیوڈ نے کہا۔

”وہ کوئی نہ کوئی راستہ نکال لے گا چیف۔ ان محاطات میں اس کا ذہن جادو گردوں کے انداز میں کام کرتا ہے اس لئے آپ اسے کیوں ڈھیل دے رہے ہیں۔“ ہاروے نے کہا۔

”جہاں ا مطلب ہے کہ اسے گولی مار دی جائے۔“ ڈیوڈ نے کہا۔

”یس باس۔ وہ اس وقت مطمئن ہے۔ اسے آسانی سے ہلاک کیا جاسکتا ہے۔“ ہاروے نے جواب دیا۔

”نہیں۔ بغیر کسی مشن کے ایسا نہیں ہو سکتا اور دیے بھی مجھے معلوم ہے کہ وہ ہزار آنکھیں رکھتا ہے اس لئے وہ تو ہلاک نہیں ہو گا البتہ اسے یہ معلوم ہو جانے گا کہ یہ کارروائی ہم نے کی ہے اور نتیجہ یہ کہ وہ بلیک ۱۶ جنسی کے خاتمہ پر ہی قتل جائے گا۔ جو کچھ وہ کرتا پھر رہا ہے کرنے دو۔ اس سے ایکریمیا کو کوئی نقصان نہیں ہو گا۔“ ڈیوڈ

اے کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

”ہیلو۔ ڈیوڈ بول رہا ہوں چیف آف بلیک ہینجی“..... ڈیوڈ نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں چیف صاحب۔ کیسے یاد فرمایا ہے“..... عمران کی شگفتہ سی آواز سنائی دی۔

”عمران۔ میں نے اس لئے تمہیں فون کیا ہے کہ جہاری سرگرمیاں ہماری نظروں میں ہیں۔ تم اکیرمیا کے سائٹس دانوں سے ملاقاتیں کر رہے ہو۔ اگر جہارے ذہن میں اکیرمیا کے مفادات کے خلاف کوئی پلان ہے تو بہتر ہے کھل کر بتا دو“..... ڈیوڈ نے کہا تو دوسری طرف سے عمران کے ہنسنے کی آواز سنائی دی تو ڈیوڈ نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

”سادہ گائڈز نے تمہیں اطلاع تو دے دی لیکن کیا اکیرمیا میں کسی کا آنا جرم ہے یا سائٹس دانوں سے ملاقات کرنا جرم ہے۔ اکیرمیا میں تو ایسے سائٹس دان بھی مل جاتے ہیں جو فٹ پاٹھوں پر فارمولے ہاتھ میں لئے فروخت کرنے کے لئے بیٹھے ہوتے ہیں اور ایسے سائٹس دان بھی ہیں جن سے ملاقات بھی فائدہ مند ہو جاتی ہے۔ ویسے تم بے فکر رہو۔ میرا کوئی ارادہ اکیرمیا کے مفادات کے خلاف کام کرنے کا نہیں ہے“..... عمران نے جواب دیا۔

”تو پھر تم ڈاکٹر ڈکسٹر سے کیوں ملنا چاہتے ہو“..... ڈیوڈ نے

کہا۔

”میں ایک سائٹس ایجنٹ کے سلسلے میں ڈاکٹر ڈکسٹر سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ اگر تمہیں کوئی شک ہے تو بے شک اپنے آفس میں اس ملاقات کا بندوبست کرا دو“..... عمران نے کہا۔

”ڈاکٹر ڈکسٹر اس وقت جس کام میں مصروف ہیں اور جس لیبارٹری میں کام کر رہا ہے میں انہیں ڈسٹرب کرنا بھی اکیرمیا کے مفادات کے خلاف ہے اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم واپس چلے جاؤ ورنہ کسی بھی وقت جہارے خلاف ایشن لیا جاسکتا ہے اور اس صورت میں جہارا کوئی لحاظ نہیں ہوگا“..... ڈیوڈ نے کہا۔

”اگر تم لوگ مجھ جیسے کمزور اور عاجز سے آدمی سے اس قدر خوفزدہ ہو تو ٹھیک ہے میں واپس چلا جاتا ہوں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہم خوفزدہ نہیں ہیں۔ ہم صرف اصول پر چلنا چاہتے ہیں ورنہ تم اب تک ایک ہزار بار ہلاک ہو چکے ہوتے اور میں نے فون بھی اسی لئے کیا ہے کہ بلیک ہینجی تو پھر اصول پر چلے گی لیکن یہاں اکیرمیا میں بے شمار ہینجیاں ہیں اور ضروری نہیں کہ وہ سب اصولوں پر چلیں۔ ویسے بھی تم نے ہر ہینجی کے ساتھ کچھ نہ کچھ کر رکھا ہے اس لئے سب تم سے انتقام لینے کے لئے بے چین رہتے ہیں۔“ ڈیوڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا لیکن اسی لمحے ایک اور فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈیوڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

"چیف - آپ نے نیپ سن لی ہے"..... آر تھر نے کہا۔
 "ہاں - اس نیپ کو بھٹو رکھو"..... ڈیوڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ عمران اس ڈاکٹر ڈکسٹر سے آخر کیوں ملنا چاہتا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے"..... ڈیوڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر جلد لکھے خاموش رہنے کے بعد اس نے ایک فون کارسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پر نیپ کرنے شروع کر دیئے۔

"ہاروے کلب"..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ہاروے سے بات کراؤ۔ چیف بول رہا ہوں"..... ڈیوڈ نے سرو لہجے میں کہا۔

"نیپ سر - ہولڈ کریں"..... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہاروے بول رہا ہوں چیف"..... جلد لکھوں بعد ہاروے کی آواز سنائی دی۔

"ہاروے - میں نے اپنا فیصلہ بدل دیا ہے۔ عمران کے بارے میں تازہ ترین اطلاع ملی ہے کہ وہ ایک اہم سائنس دان کو ہلاک کرنے کے مشن پر کام کر رہا ہے۔ وہ ہوٹل سٹار کے کمرہ نمبر چار سو چودہ میں موجود ہے۔ تم اپنے گردپ سمیت اس کے خلاف کام شروع کر دو۔ مجھے اس کی لاش چاہئے"..... ڈیوڈ نے سرو لہجے میں کہا۔

"نیپ"..... ڈیوڈ نے کہا۔
 "سنٹرل فونز چیکنگ سنٹر سے آر تھر بول رہا ہوں چیف"۔ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔
 "نیپ"۔ کیسے فون کیا ہے"..... ڈیوڈ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"جناب - سنٹرل فونز نے ایک کال چیک کی ہے جو چیف سیکرٹری لارڈ مارٹن نے کسی سائنس دان ڈاکٹر ڈکسٹر کو کی ہے۔ چونکہ یہ چیف سیکرٹری کی کال تھی اس لئے قانون کے مطابق اس کی چیکنگ کی گئی تو عجیب حیرت انگیز بات سامنے آئی ہے کہ یہ کال ہوٹل سٹار کے برآمدے میں موجود ایک فون بوتھ سے کی گئی تھی جس پر مزید چیکنگ کی گئی تو معلوم ہوا کہ لارڈ مارٹن تو سرکاری دعوے پر کرانس گئے ہوئے ہیں۔ وہ تو ایک ریسیا میں موجود ہی نہیں ہیں اس لئے آپ کو اطلاع دی جا رہی ہے"..... دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈیوڈ بے اختیار چوتھ پڑا۔

"نیپ سٹاؤ مجھے اس کا"..... ڈیوڈ نے کہا۔

"نیپ چیف - ہولڈ کریں"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور جلد لکھوں بعد نیپ چلنے کی مخصوص آواز سنائی دی اور پھر انسانی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ ڈیوڈ خاموش بیٹھا نیپ سٹاؤ رہا۔ جب آخر میں خالی نیپ چلنے کی آواز سنائی دی تو ڈیوڈ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”اوہ۔۔۔ یس چیف۔ ایسا ہی ہو گا چیف۔۔۔ دوسری طرف سے
سرت بھرے لچے میں کہا گیا۔

”پوری احتیاط سے کام لینا۔۔۔ ڈیوڈ نے کہا۔

”مجھے معلوم ہے چیف کہ عمران کون ہے اور کیا کرتا ہے۔ آپ
بے فکر رہیں۔۔۔ ہاروے نے کہا تو ڈیوڈ نے رسیور رکھ دیا۔

”اب تمہاری قسمت عمران۔۔۔ ڈیوڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور
اس کے ساتھ ہی اس نے ایک فائل اٹھا کر سلے رکھی اور ایک
طویل سانس لے کر اس نے فائل کھول لی۔

عمران ہوٹل کے کمرے میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ سلے میں پرکھی
کاغذ موجود تھے جن پر حساب کتاب کیا گیا تھا۔ عمران کی آنکھیں بند
تھیں اور اس نے سر کرسی کی پشت سے لگایا ہوا تھا۔ وہ دراصل فون
نمبروں کے ذریعے ڈاکٹر ڈکسٹر کی لیبارٹری کا محل وقوع معلوم کرنے
کی کوشش میں معروف تھا۔ اسے یقین تھا کہ وہ حساب کتاب اور
خصوصی فارمولے کے ذریعے لیبارٹری کا محل وقوع معلوم کر لے گا
لیکن دو گھنٹوں کی انتہائی کوشش کے باوجود وہ کامیاب نہ ہو سکا تھا
اور پھر اس نے آنکھیں کھولیں اور بکھرے ہوئے کاغذات اکٹھے کرنے
شروع کر دیئے۔

”نجانے اس ڈاکٹر ڈکسٹر نے فون سسٹم کسی فارمولے کے تحت
بنایا ہے کہ کسی طرح بھی محل وقوع معلوم نہیں ہو رہا۔ عمران
نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ابھی وہ کاغذ اکٹھے کر رہا تھا کہ

فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے چونک کر سیر اٹھایا۔

"یس..... عمران نے کہا۔

"چیف آف بلیک ایجنسی آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔"
دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ پھر بلیک ایجنسی کے چیف سے اس کی بات ہوئی اور اس نے اسے دھمکیاں دے کر واپس جانے کا کہا تو عمران نے اسے بھی کہہ دیا کہ اگر وہ اس سے خوفزدہ ہیں تو وہ واپس چلا جاتا ہے اور پھر کال ختم ہوتے ہی عمران تیزی سے اٹھا۔ اس نے کال سننے کے بعد ایک اور فیصلہ کر لیا تھا کہ اب وہ اس ڈیوڈ کی مدد سے اس ڈاکٹر ڈکسٹر کی لیبارٹری کا محل وقوع معلوم کرے گا۔ اس نے ڈیوڈ پر ہاتھ ڈالنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ چنانچہ اس نے فون کار سیر اٹھا کر تیزی سے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر ریس کرنے شروع کر دیئے۔
"رین بولکلب..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک جھنجھٹی ہوئی مردانہ آواز سنائی دی۔

"رونالڈ سے بات کراؤ۔ میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا سے۔ اوہ اچھا۔ ہولڈ کرو۔..... دوسری طرف سے اس بار ترن لہجے میں کہا گیا۔

"رونالڈ بول رہا ہوں۔..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک اور بھاری سی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ کیا فون محفوظ ہے۔..... عمران نے کہا۔

"ایک منٹ..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس۔ اب بات کریں عمران صاحب۔..... چند لمحوں بعد رونالڈ کی آواز سنائی دی۔

"رونالڈ۔ تمہیں بلیک ایجنسی کے چیف ڈیوڈ کے بارے میں تفصیلات کا یقیناً علم ہوگا۔..... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ کیوں۔..... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔
"کیا تم اس کی رہائش گاہ کے بارے میں جانتے ہو۔..... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن آپ کرنا کیا چاہتے ہیں۔..... رونالڈ نے کہا۔
"میں ایک لیبارٹری کا محل وقوع معلوم کرنا چاہتا ہوں جہاں ڈاکٹر ڈکسٹر کام کر رہا ہے اور مجھے یقین ہے کہ ڈیوڈ کو اس بارے میں علم ہوگا۔..... عمران نے کہا۔

"کیا آپ نے لیبارٹری تباہ کرنی ہے۔..... رونالڈ نے کہا۔
"نہیں۔ مجھے لیبارٹری سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ ڈاکٹر ڈکسٹر نے ایک فارمولا ایجاد کیا ہے۔ اس کے بقول اس نے یہ فارمولا سپر ڈیفنس کو نسل کو بھجوا دیا ہے۔ میں نے اس فارمولے کے بارے میں تفصیلات ڈاکٹر ڈکسٹر سے معلوم کرنی ہیں۔..... عمران نے کہا۔
"آپ کو اگر فارمولے کی کاپی مل جائے تو کیا آپ کا کام ہو جائے

”پھر بتائیں آپ کیا چاہتے ہیں“..... رونالڈ نے کہا۔
 ”جہیں معلوم ہے کہ میں کس فارمولے کو خریدنا چاہتا ہوں۔“
 عمران نے کہا۔

”ہاں۔ ڈاکٹر ڈکسٹر نے ایک ہی فارمولا سریم ڈیفنس کو نسل کو
 بھجوا دیا ہے۔ اس کا نام بھی ڈکسٹر ریزر رکھا گیا ہے اور اس کی کاپی ڈاکٹر
 ولسن کے پاس محفوظ ہے۔ ویسے یہ بھی بتا دوں کہ سریم ڈیفنس
 کو نسل نے اس فارمولے کو پاس کر کے اس آلے کو تیار کرنے کے
 لئے اسے ایک اور بڑی لیبارٹری میں بھجوا دیا تھا اور ایسے آلے تیار بھی
 ہو چکے ہیں۔ اس کے کامیاب تجربات بھی کئے جا چکے ہیں۔ اگر آپ
 مزید رقم خرچ کریں تو یہ آلہ بھی آپ کو مل سکتا ہے“..... رونالڈ
 نے کہا تو عمران کے چہرے پر ایک بار پھر حیرت کے تاثرات ابھر
 آئے۔

”کیا واقعی یا تم نے اب دن میں خواب دیکھنے شروع کر دیئے
 ہیں“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 ”یہ ایک بھیا ہے عمران صاحب سہاں دولت ہی سب کچھ ہے۔
 ولسن آدمی ہے آپ اس کی طلب کے مطابق رقم خرچ کریں تو یہاں
 وہ کچھ مل سکتا ہے جس کا کسی دوسرے ملک میں شاید تصور بھی نہ
 کیا جاسکتا ہو“..... رونالڈ نے کہا۔

”اوکے۔ تم ڈاکٹر ولسن سے معلوم کر کے مجھے بتاؤ کہ فارمولے
 اور آلے کے لئے مجھے کتنی رقم خرچ کرنا پڑے گی“..... عمران نے

”گا“..... رونالڈ نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے
 چہرے پر اہتائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”کیا تم کاپی حاصل کر سکتے ہو“..... عمران نے حیرت بھرے
 لہجے میں کہا۔

”ڈاکٹر ڈکسٹر نے جن ریز کا فارمولا سریم ڈیفنس کو نسل کو
 بھجوا دیا ہے اس کی کاپی مل سکتی ہے۔ صرف رقم خرچ کرنا پڑے گی۔“
 رونالڈ نے جواب دیا۔

”رقم کی فکر مت کرو۔ جہیں یہ سب کیسے معلوم ہے۔“ عمران
 نے کہا۔

”سریم ڈیفنس کو نسل کے جیزین ڈاکٹر ولسن اور میری اس
 معاملے میں پادنازشپ ہے۔ ایکڑیمیا کی لیبارٹریوں سے جو فارمولے
 اس کے پاس آتے ہیں وہ ان کی کاپیاں اپنے پاس محفوظ کر لیتا ہے اور
 پھر ان میں سے اہم فارمولوں کے بارے میں وہ مجھے اطلاع دے دیتا
 ہے اور میں پوری دنیا میں اس کے گاہک تلاش کرتا ہوں اور پھر
 بھاری رقم کے عوض ان فارمولوں کی کاپیاں فروخت کر دی جاتی
 ہیں اور نصف رقم میرے اکاؤنٹ میں اور نصف ڈاکٹر ولسن کے
 اکاؤنٹ میں پہنچ جاتی ہے اور کسی کو کانوں کان خبر تک نہیں
 ہوتی۔“ رونالڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ وری گڈ۔ یہ تو وہی بات ہوتی کہ بچہ بعض میں اور
 ڈھنڈورا شہر میں“..... عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

رونالڈ نے جواب دیا۔

"اوکے۔ میں تمہارے کلب آ رہا ہوں۔ تم گارٹنڈ چیک مجھ سے لے لو۔ میں تمہیں پاکیشیا کا پتہ دے دوں گا۔ تم فارمولا اور آلہ وہیں بھجوا دینا"..... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آجائیں۔ میں انتظار کروں گا"..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھا اور پھر اٹھ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

کہا۔

"میں بتا دیتا ہوں۔ چونکہ سو دس میں خود کرتا ہوں اس لئے یہ رقم پہلے سے ہمارے درمیان طے شدہ ہوتی ہے۔ ویسے قیمت کا تعین ڈاکٹر ولسن کرتا ہے کیونکہ وہ ان کی سائنسی اہمیت اور کارکردگی سے واقف ہوتا ہے"..... رونالڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بتاؤ"..... عمران نے کہا۔
"اگر آپ صرف فارمولا حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس کی قیمت پچاس لاکھ ڈالر ہوگی اور اگر آپ آلہ خرید کریں تو اس کی قیمت اسی لاکھ ڈالر ہوگی اور اگر دونوں اٹھنے لیں گے تو دس فیصد رعایت ہوگی"..... رونالڈ نے جواب دیا۔

"کمال ہے۔ اس قدر قیمت میں تو شاید پوری لیبارٹری آجائے۔ تم ایک آلے اور فارمولے کی قیمت بتا رہے ہو"..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ قیمت سبھی ہوگی۔ ویسے آپ کی مرضی ہے۔ کاروبار بہر حال کاروبار ہے"..... رونالڈ نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گارٹنڈ چیک لے لو گے"..... عمران نے پوچھا۔

"ہاں"..... رونالڈ نے جواب دیا۔

"کب تک ڈیلیوری دے سکو گے"..... عمران نے پوچھا۔

"فارمولا تو دو روز بعد مل جائے گا جبکہ آلہ ایک ہفتے بعد۔"

"ہاں۔ آپ نے جب مجھے اس کے خلاف کام کرنے کی اجازت دی تو میں اپنے آدمیوں سمیت سیدھا ہو ٹل سٹار پہنچا۔ لیکن وہاں کمرہ خالی تھا۔ البتہ عمران کا سامان وہاں موجود تھا۔ اس سے میں سمجھ گیا کہ وہ واپس آئے گا۔ چنانچہ میں نے وہاں مخصوص انداز میں پکٹنگ کر دی لیکن صبح ہو گئی اور عمران واپس نہ آیا تو میں بے حد پریشان ہوا۔ پھر میں نے اس کی جہاں سے جانے کی انکوائری کی تو ایک ٹیکسی ڈرائیور سے معلوم ہو گیا کہ وہ جہاں سے رین ہو کلب گیا ہے۔ رین ہو کلب سے معلوم ہوا کہ عمران روناٹک کے آفس میں تقریباً ایک گھنٹہ رہا ہے اور پھر روناٹک کا ڈرائیور اسے وہاں سے پک کر کے سیدھا ایئر پورٹ لے گیا ہے۔ مزید تفصیلات معلوم ہونے پر یہ بات کنفرم ہو گئی کہ عمران کے لئے ہنگامی طور پر ٹکٹ کا انتظام روناٹک نے کیا اور عمران واپس چلا گیا۔ اس پر میں نے پاکیشیا میں موجود ایک مخصوص گروپ کو کنفرمیشن کے لئے کہا تو ابھی اس کی کال آتی ہے کہ عمران پاکیشیا پہنچ گیا ہے۔ اسے ایئر پورٹ پر چیک کیا گیا ہے اور وہ ایئر پورٹ سے سیدھا اپنے فلیٹ پر گیا ہے۔" ہاروے نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"حیرت ہے۔ اس جیسا آدمی اس طرح سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر واپس چلا گیا۔ دیکھو یہ سب کچھ اس کی فطرت کے خلاف ہے۔ وہ تو مجھے بڑھ کر اس وقت تک واپس جانے کا عادی نہیں ہے جب تک کہ اپنا مشن مکمل نہ کر لے اور تم کہہ رہے ہو کہ اس کا سامان بھی

ڈیوڈ اپنے آفس میں موجود تھا کہ ڈائریکٹ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈیوڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔
"لیں"..... ڈیوڈ نے کہا۔

"ہاروے بول رہا ہوں چیف۔" دوسری طرف سے ہاروے کی آواز سنائی دی۔
"اوہ۔ کیا ہوا۔ تم نے کوئی رپورٹ ہی نہیں دی۔" ڈیوڈ نے چونک کر پوچھا۔

"چیف۔ عمران واپس پاکیشیا چلا گیا ہے۔" دوسری طرف سے ہاروے نے کہا تو ڈیوڈ بے اختیار چونک پڑا۔
"واپس چلا گیا ہے۔ کیا واقعی۔" ڈیوڈ نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے ہاروے کی بات پر یقین نہ آرہا ہو۔

ہوئیں میں موجود تھا..... ڈیوڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”باس۔ آپ روناٹک کے بارے میں تو جانتے ہیں کہ اس کے ہاتھ کس قدر لمبے ہیں اور اکیڑ بیڑا میں اسے کیا حیثیت حاصل ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ روناٹک رقم حاصل کرنے کا کوئی موقع کبھی ہاتھ سے نہیں جانے دیتا اور عمران کا اس طرح اچانک روناٹک کے پاس پہنچنا اور پھر وہیں سے ایئر پورٹ چلے جانا مجھے کٹک رہا تھا۔ چنانچہ میں نے اپنے طور پر جب انکو انری کرائی تو ایک عجیب بات سامنے آئی ہے۔ جس رات عمران روناٹک سے مل کر واپس گیا ہے دوسرے روز روناٹک نے انتہائی بھاری رقم کے دو چیک اپنے جیک میں جمع کرائے ہیں۔ یہ دونوں چیک بینک آف گریٹ لینڈ کے گارنٹیز چیک ہیں۔ ان میں سے ایک چیک کی مالیت پچاس لاکھ ڈالرز ہے اور دوسرا چیک اسی لاکھ ڈالرز کا ہے اور دونوں بیر زچیک ہیں..... باروے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ یہ تو واقعی انتہائی بھاری مالیت کے چیک ہیں۔ تم نے اس سلسلے میں روناٹک سے بات کی..... ڈیوڈ نے کہا۔

”نہیں باس۔ اس کے لئے ظاہر ہے آپ کی اجازت کی ضرورت ہے۔ آپ اگر اجازت دیں تو اس پر ہاتھ ڈالا جائے..... باروے نے کہا۔

”جہارا مطلب ہے کہ تم اس پر تشدد کر کے معلوم کرنا چاہتے

ہو..... ڈیوڈ نے چونک کر کہا۔

”ظاہر ہے۔ ویسے وہ کیوں بتائے گا..... باروے نے کہا۔

”نہیں۔ میں اس کی اجازت نہیں دے سکتا۔ کیونکہ اگر تشدد کے بعد اسے ہلاک کر دیا گیا تو معاملات انتہائی خراب ہو جائیں گے اور اگر ہلاک نہ کیا گیا تو پھر ہو سکتا ہے کہ مجھے بھی بلیک رینجس سے مستعفی دشنا پڑے۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ اکیڑ بیڑا کے صدر تک اس کی براہ راست اپروچ ہے۔ تم ویسے اس سے مل کر اس سے معلومات حاصل کرو..... ڈیوڈ نے کہا۔

”باس۔ آپ کو معلوم تو ہے کہ وہ کس فطرت اور کس قماش کا آدمی ہے اس لئے زبانی اس نے کیا بتانا ہے۔ انا ہمارے لئے مسئلہ بن جائے گا۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ اس کی کالیں چیک کرائی جائیں۔ ہو سکتا ہے کہ ان کالوں کے ذریعے کچھ معلوم ہو جائے۔ باروے نے کہا۔

”ہاں۔ یہ فٹھیک رہے گا۔ ویسے بھی کوئی ایمر جنسی نہیں ہے۔ عمران واپس چلا گیا ہے اور جو کچھ وہ چاہتا تھا وہ یقیناً نہیں کر سکا۔ اگر کوئی بات ہو گی بھی ہی تو کالوں کی چیکنگ سے معلوم ہو جائے..... ڈیوڈ نے کہا۔

”باس۔ آپ کے اس سے گہرے تعلقات ہیں۔ آپ اسے براہ راست فون کر کے معلوم کریں۔ شاید اس کے منہ سے کوئی ایسی بات نکل جائے جس سے معلوم ہو سکے کہ عمران اس کے پاس کیوں

ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ وہ ہوٹل سٹار سے جہاں وہ رہائش پذیر تھا وہاں سے نکل کر سیدھا جہارے کلب گیا اور جہارے آفس میں وہ ڈیڑھ دو گھنٹے رہا۔ پھر وہاں سے وہ سیدھا ایئر پورٹ گیا اور اب وہ پاکیشیا پہنچ چکا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ مجھے یہ بھی اطلاع مل چکی ہے کہ تم نے دوسرے روز اپنے بٹیک میں دو انتہائی بھاری ماییت کے گارنڈ چیک جمع کرائے ہیں..... ڈیوڈ نے کہا۔

"تو پھر کیا ہوا؟..... اس بار رونالڈ نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"دیکھو رونالڈ۔ مجھے معلوم ہے کہ جہارے ہاتھ بے حد لمبے ہیں لیکن یہ عمران ایکریمیا کے انتہائی اہم ملکی مفادات کے خلاف کام کر رہا ہے اس لئے یہ سوچ لو کہ اگر کوئی ایسی اطلاع حکومت تک پہنچ گئی کہ تم نے اس سلسلے میں اس کی کوئی مدد کی ہے تو تم جلتے ہو کہ کیا ہو سکتا ہے..... ڈیوڈ نے کہا۔

"تمہیں شاید یاد نہیں رہا ڈیوڈ کہ تم میری وجہ سے ہی بلیک ایجنسی کے چیف بنے ہو ورنہ صدر صاحب تو جیفرے کا نام فاسٹل کر چکے تھے۔ اس کے باوجود تم مجھے یہ کہہ رہے ہو کہ میں ایکریمین مفادات کے خلاف کام کروں گا۔ اب تم نے چونکہ مجھ پر براہ راست الزام لگا دیا ہے اس لئے اب تفصیل سے سن لو۔ عمران کی میری طویل عرصے سے دوستی ہے۔ اسے یہ بھی معلوم ہے کہ ایکریمیا میں میری کیلپوزیشن ہے اور میرے پاس کس کس نام کی معلومات ہوتی

آیا تھا..... باروے نے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ میں اس سے بات کرتا ہوں۔ تم البتہ خفیہ طور پر اس کی کالیں چیک کراتے رہو..... ڈیوڈ نے کہا۔
"میں چیف..... دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈیوڈ نے اذکے کہہ کر کرڈیل دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پرپس کرنے شروع کر دیئے۔

"رین بو کلب..... ایک مجتبیٰ ہوئی آواز سنائی دی۔
"چیف آف بلیک ایجنسی ڈیوڈ بول رہا ہوں۔ رونالڈ سے بات کرو..... ڈیوڈ نے سرد لہجے میں کہا۔
"اوہ۔ میں سر۔ ہولڈ کریں سر..... دوسری طرف سے یکھت انتہائی نرم لہجے میں کہا گیا۔
"رونالڈ بول رہا ہوں..... چند لمحوں بعد رونالڈ کی بھاری آواز سنائی دی۔

"ڈیوڈ بول رہا ہوں چیف آف بلیک ایجنسی..... ڈیوڈ نے کہا۔
"اوہ تم۔ خیریت کیسے فون کیا ہے..... رونالڈ نے انتہائی بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے ڈیوڈ اس کا لنگوٹ دوست رہا ہو۔

"یہ کہنے کی تو ضرورت نہیں رونالڈ کہ پاکیشیا کے عمران کو تم اچھی طرح جانتے ہو۔ وہ جہاں ایک خفیہ لیبارٹری کو ٹریس کرنے اور اس کے انتہائی اہم سائیس دان کو اغوا کرنے آیا ہوا تھا لیکن اب

ڈکسٹر اور میرا شکر یہ ادا کیا اور اس کے بعد اس کے کہنے پر میں نے اس کے لئے ٹکٹ حاصل کی اور وہ میرے آفس سے ہی سیدھا ایر پورٹ چلا گیا۔ جہاں تک چٹکیوں کا تعلق ہے تو ہمیں معلوم ہے کہ میرا ذاتی بزنس پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے اس لئے ایسے بے شمار چٹیک مجھے ملتے رہتے ہیں۔ تم بے شک میرے اکاؤنٹ کو چٹیک کرا لو۔ ہمیں خود معلوم ہو جائے گا کہ دو روز پہلے میں نے اس سے بھی بھاری مالیت کے گارنٹڈ چٹیک اس بینک میں جمع کرائے تھے اور میری بات پر یقین نہ آئے تو ڈاکٹر ڈکسٹر سے بات کر کے کنفرم کر لو..... رونالڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اگر ایسی بات ہے تو ٹھیک ہے۔ شکر یہ۔ ڈیوڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر کریڈل دیا یا اور پھر ٹون آنے پر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”لیں۔ اسکاٹ سٹوڈیو..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نوانی آواز سنائی دی۔

”چیف آف بلیک پنجنسی ڈیوڈ بول رہا ہوں..... ڈیوڈ نے کہا۔

”لیں سر۔ حکم فرمائیں سر..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کیا کل رات رین ہو کلب کے رونالڈ نے یہاں فون کر کے ڈاکٹر ڈکسٹر سے بات کی تھی..... ڈیوڈ نے کہا۔

”ہولڈ کریں۔ میں کمیوٹر سے معلوم کر کے بتاتی ہوں کیونکہ میری رات کو ڈیوٹی نہیں تھی..... دوسری طرف سے معذرت

ہیں۔ اس نے مجھے فون کیا اور مجھے کہا کہ میں اسے جہاری رہائش گاہ کا پتہ بتا دوں اور یہ بھی بتا دوں کہ تم کس وقت اپنی رہائش گاہ پر موجود ہوتے ہو۔ جس پر میں بے حد حیران ہوا۔ میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ وہ ڈاکٹر ڈکسٹر سے ایک سائنسی معاملے میں ڈسکس کرنے یہاں آیا ہے اور اس نے ڈاکٹر ڈکسٹر سے ملاقات کرنے کی بے حد کوشش کی ہے لیکن ایسا نہیں ہو سکتا۔ البتہ تم نے اسے فون کر کے دھمکیاں دی ہیں کہ اس کے خلاف کارروائی ہو سکتی ہے۔ حالانکہ وہ اپنے اصل جیلے میں تھا اور اصل نام سے وہ رہا تھا۔ اگر وہ کسی خفیہ مشن پر آیا ہوتا تو کیا وہ سب کے سامنے رہتا۔ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ جہاری ایجنٹ سارہ اس کی نگرانی کرتی رہی ہے۔ اس نے مجھے بتایا کہ اب وہ ڈیوڈ کو استعمال کر کے اس ڈاکٹر ڈکسٹر سے ملاقات کرے گا جس پر میں نے اسے کہا کہ اگر وہ ڈاکٹر ڈکسٹر سے صرف سائنسی معاملہ پر بات کرنا چاہتا ہے تو یہ بات فون پر بھی ہو سکتی ہے اور اس کا انتظام میں کر سکتا ہوں۔ اس پر عمران رضامند ہو گیا۔ چنانچہ میں نے اسے اپنے آفس میں بلوایا۔ ہمیں معلوم ہے کہ ڈاکٹر ڈکسٹر سے بھی میرے قریبی تعلقات ہیں اس لئے میں نے ڈاکٹر ڈکسٹر سے فون پر رابطہ کیا اور اسے میں نے ساری صورت حال بتا دی تو وہ لیبارٹری کو بچانے کے لئے عمران سے بات کرنے پر تیار ہو گیا۔ پھر عمران اور ڈاکٹر ڈکسٹر نے تقریباً ڈیڑھ گھنٹے تک فون پر کسی سائنسی مسئلے پر بات کی اور عمران مطمئن ہو گیا۔ اس نے ڈاکٹر

بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”اوکے“..... ڈیوڈ نے کہا۔

”ہیں۔ اسکاٹ سنڈیو“..... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”رین بو کلب سے رونالڈ بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر ڈکسٹر سے بات کراؤ“..... مردانہ آواز سنائی دی تو ڈیوڈ فوراً پہچان گیا کہ یہ رونالڈ کی ہی آواز ہے اور پھر ڈاکٹر ڈکسٹر اور رونالڈ کے درمیان بات چیت شروع ہو گئی۔ رونالڈ نے ڈاکٹر ڈکسٹر کو بتایا کہ عمران سائنس دان بھی ہے اور پاکیشیا کا اہتہائی خطرناک سیکرٹ ایجنٹ بھی۔ وہ ڈاکٹر ڈکسٹر کو اغوا کرنا چاہتا تھا لیکن رونالڈ نے اسے آمادہ کر لیا کہ وہ اس کی ڈاکٹر ڈکسٹر سے تفصیلی بات کرا دیتا ہے۔ پھر ڈاکٹر ڈکسٹر نے عمران سے بات کرنے پر آمادگی ظاہر کر دی۔

”ہیلو ڈاکٹر ڈکسٹر۔ میں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد عمران کی آواز سنائی دی اور پھر ان دونوں کے درمیان واقعی کسی سائنسی فارمولے پر تفصیلی بات چیت ہونے لگی اور ڈیوڈ خاموش بیٹھا یہ بات چیت سنتا رہا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے کیونکہ عمران جس انداز میں بات کر رہا تھا اس سے وہ واقعی کوئی بڑا سائنس دان لگتا تھا۔ پھر بات چیت ختم ہو گئی۔

”سر۔ آپ نے ٹیپ سن لی ہے“..... لڑکی کی آواز سنائی دی۔

”ہیں“..... ڈیوڈ نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اب وہ ہر لحاظ سے مطمئن ہو چکا تھا۔ ایک تو

”اوکے سچیک کر کے بتاؤ“..... ڈیوڈ نے کہا۔

”ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں“..... تھوڑی دیر بعد وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

”ہیں۔ کیا رپورٹ ہے“..... ڈیوڈ نے کہا۔

”ہیں سر۔ کل رات رین بو کلب کے رونالڈ نے ڈاکٹر ڈکسٹر کو کال کیا اور یہ اہتہائی طویل کال تھی۔ تقریباً چالیس منٹ کی۔“ لڑکی نے جواب دیا۔

”کیا وہاں کالوں کا ریکارڈ رکھا جاتا ہے“..... ڈیوڈ نے کہا۔

”ہیں سر“..... لڑکی نے جواب دیا۔

”کیا اس کال کی ٹیپ تم فون پر مجھے سنوا سکتی ہو“..... ڈیوڈ نے کہا۔

”ہیں سر۔ سپیشل لائن پر اسے سنوایا جاسکتا ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوکے۔ سنوآؤ“..... ڈیوڈ نے کہا۔

”ہولڈ کیجئے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو سر“..... تھوڑی دیر بعد ایک بار پھر لڑکی کی آواز سنائی دی۔

”ہیں“..... ڈیوڈ نے کہا۔

”میں ٹیپ آن کر رہی ہوں سر“..... لڑکی نے کہا۔

رونالڈ نے سچ بولا ہے اور دوسرا عمران اس لئے واپس چلا گیا ہے کہ اس کا اصل مقصد بھی پورا ہو گیا تھا۔ چنانچہ اس نے فون کر کے جب ہاروے کو پوری تفصیل بتائی تو ہاروے بھی مطمئن ہو گیا اور ڈیوڈ نے اس انداز میں سر جھٹکا جیسے اس کے سر سے ٹٹوں بوجھ اتر گیا ہو۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو اپنی عادت کے مطابق احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔
 ”بیٹھو“..... رسمی دعا سلام کے بعد عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور خود بھی وہ اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔
 ”آپ بے حد خوش نظر آ رہے ہیں۔ کیا وہ ہارٹ ریز والا مسئلہ حل ہو گیا ہے“..... بلیک زیرو نے کہا۔
 ”ہاں۔ پاکیشیا کے اسٹی ہتھیاروں پر منزل لانے والا خطرہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا ہے اور دوسری بات یہ کہ ایک ایسا آلہ بھی مل گیا ہے جس سے دفاعی حملے کی صورت میں ہتھیاروں کو زیرو کیا جاسکتا ہے اور پھر اس کا فارمولا بھی ہاتھ آ گیا ہے۔ اب سردار اس پر فوری کام کرا کر اسے مزید بہتر بنا کر پاکیشیا کے دفاع کے لئے استعمال کریں گے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”روناٹھ واقعی بے حد سمجھ دار آدمی ہے۔ میں نے جب اس کے کلب جا کر اسے کہا کہ وہ کسی طرح ڈاکٹر ڈکسٹر سے میری بات کرا دے تاکہ میں اس سے سائنسی فارمولے پر ڈسکس کر لوں۔ اس طرح بلیک ۱۶بھنسی جب چیکنگ کرے گی تو مطمئن ہو جائے گی تو اسے میری بات سمجھ میں آگئی۔ روناٹھ بے حد بااثر آدمی ہے اور ایکریمیا کے صدر اور تمام فوجی اور سول حکام سے اس کے انتہائی گہرے تعلقات ہیں۔ ڈیوڈ کو بھی اس نے جیڑے کی بجائے بلیک ۱۶بھنسی کا چیف صدر سے کہہ کر بنوایا تھا۔ اسی طرح ڈاکٹر ڈکسٹر سے بھی اس کے گہرے تعلقات ہیں کیونکہ سپریم ڈیفنس کونسل کا چیئرمین ڈاکٹر ولسن اس کا بزنس پارٹنر ہے۔ اس کی وجہ سے اس کے تعلقات ایکریمیا کے تمام اہم اور بڑے سائنس دانوں سے ہیں اور یہ روناٹھ تعلقات بنانے کا بھی ماہر ہے اور تعلقات چھانے کا بھی۔ بہر حال اس نے ڈاکٹر ڈکسٹر کو فون کر کے مجھ سے بات کرنے پر آمادہ کیا اور پھر میں تقریباً چالیس منٹ تک فون پر ڈاکٹر ڈکسٹر سے ایک سائنسی ریز فارمولے پر ڈسکس کرتا رہا۔ اس کے بعد میں واپس آگیا۔ دو روز میں فارمولے کی کاپی مجھے مل گئی اور پھر وہ آلہ بھی راناٹھس پہنچ گیا۔ روناٹھ سے میری بات ہوئی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ ڈیوڈ نے اسے دوسرے روز فون کیا تھا اور ڈیوڈ کو میرے اس کے آفس میں رکھنے کے ساتھ ساتھ ان دو بھاری چیکنوں کا بھی علم تھا جو میں نے اسے دیئے تھے۔ روناٹھ نے اسے تفصیل بتادی اور ڈاکٹر ڈکسٹر

”لیکن کیا بلیک ۱۶بھنسی کو یہ معلوم نہیں ہو سکے گا کہ آپ نے کیا کیا ہے“..... بلیک ۱۶بھنسی نے کہا۔

”یہی تو اصل مسئلہ تھا۔ میں چاہتا تھا کہ ایکریمین حکام کو معلوم نہ ہو سکے کہ ہم نے ہاٹ ریز کو زیر کر دیا ہے ورنہ وہ اس کی جگہ کسی بھی وقت دوسرا آلہ نصب کر دیتے اور ہم کب تک اور کہاں تک انہیں چپک کرتے رہتے اور اگر یہ خطرہ ہمارے سروں پر ٹپکا رہتا تو ہمارا دفاع واقعی ختم کر دیا جاتا۔ موجودہ دور میں کسی بھی ملک کا اصل ڈیفنس اسٹی ہتھیاروں کے ذریعے ہی ہوتا ہے۔ اگر وہی زبرد ہو جائیں تو پھر باقی کیا رہ جاتا ہے اس لئے میں چاہتا تھا کہ ایکریمین حکام اسی خیال میں رہیں کہ ہاٹ ریز کام کریں گی جبکہ وہ زبرد ہو چکی ہوں۔ ظاہر ہے ایکریمیا عام حالات میں تو اسے آپریٹ نہیں کر سکتا جب تک کہ ایسے حالات نہ پیدا ہو جائیں جن میں اسے آن کرنا ناگزیر نہ ہو جائے۔ روناٹھ کی مدد سے یہ مسئلہ نہ صرف انتہائی آسانی سے حل ہو گیا بلکہ انتہائی کامیاب طریقے سے حل ہو گیا۔“..... عمران نے کہا۔

”لیکن آپ نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔ ڈیوڈ تو آپ کی طرف سے مشکوک تھا اور اس طرح آپ کے اچانک واپس آجانے پر وہ یقیناً چوک پڑا ہو گا اور بلیک ۱۶بھنسی انتہائی طاقتور اور باواسطہ ۱۶بھنسی ہے۔ اگر اسے معلوم ہو گیا کہ آپ نے روناٹھ سے غریب اری کی ہے تو وہ سب کچھ سمجھ جائیں گے۔“..... بلیک ۱۶بھنسی نے کہا۔

ہے۔..... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"دوسرا کیپٹن شکیل۔ جس کے ذہن سے مجھے اب واقعی خوف آنے لگ گیا ہے۔ پہلے تو جو میں سوچتا تھا وہ بھی سوچ لیتا تھا لیکن اب اس کا ذہن میرے ذہن سے بھی آگے جا چکا ہے۔ اب اسے پہلے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ میں کیا سوچنے والا ہوں۔..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"ٹھیک ہے۔ دو تو ہو گئے۔ کیا تیسرا بھی کوئی ہے؟..... بلیک زیرو نے کہا۔

"اگر تم یہ سوچ رہے ہو کہ اس لسٹ میں تم بھی شامل ہو تو منہ دھو رکھو۔ ویسے جہاز نام اس لسٹ کی بجائے ایک اور لسٹ میں شامل ہو چکا ہے۔..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

"وہ کون سی لسٹ ہے عمران صاحب؟..... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

"بڑے مالیت کے چیک دینے والوں کی لسٹ۔..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ آپ کو کیسے معلوم ہو گیا؟..... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اس لئے کہ جب میں بطور نمائندہ خصوصی رونا لڈ کو ایک کروڑ ڈالرز کے چیک دے سکتا ہوں تو تم ظاہر ہے اربوں ڈالرز کے چیک

سے میری بات چیت کا بھی حوالہ دیا۔ بعد میں اس نے معلوم کر لیا کہ ڈیوڈ نے لیبارٹری فون کر کے وہاں کی فون آپریٹر سے میری اور ڈاکٹر ڈکسٹر کے درمیان ہونے والی بات چیت کی ٹیپ سنی۔ اس طرح وہ پوری طرح کنفرم ہو گیا۔ میں نے بھی اسے فون کر کے کہہ دیا کہ چونکہ میرا کوئی خفیہ مشن نہ تھا۔ میں نے ڈاکٹر ڈکسٹر سے بات کرنی تھی جو رونا لڈ کے ذریعے ہو گئی اس لئے میں واپس آ گیا ہوں۔ اس طرح یہ سارا معاملہ جس طرح میں چاہتا تھا اس طرح ختم گیا۔..... عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"آپ کے ذہن کا واقعی کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا عمران صاحب۔..... بلیک زیرو نے انتہائی تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"یہ میری خوش قسمتی ہے بلیک زیرو۔ ورنہ مجھ سے بھی بڑے بڑے سپر مائنڈ جہاں موجود ہیں۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ وہ کون ہیں؟..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایک تو آغا سلیمان پاشا ہے جسے سالوں پرانا حساب یاد ہے۔ پھر وہ مسلسل حمیرے بادام کھا کھا کر اپنی یادداشت کو مزید تیز کرتا رہتا ہے اور اب تو اس کا ذہن اس قدر تیز رفتار ہو چکا ہے کہ میرا ذہن اس کے تیز رفتار ذہن کے سامنے ہیل گاڑی محسوس ہوتا ہے۔..... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"لیکن آپ نے تو جمع کا صیغہ استعمال کیا ہے۔ اور کون

بھی دے سکتے ہو"..... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا تو بلیک زیرو ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"جس فنڈ سے یہ دونوں چیک جاری ہوئے ہیں اگر اس فنڈ سے آپ چیک لینا چاہتے ہیں تو میں اکیڑیا جاکر کچھ روز گزار آتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ اس سے بھی بڑا چیک آپ کو مل جائے گا۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"ارے۔ ارے۔ تم وہی چھوٹا چیک بی دے دو۔ کیوں مری عاقبت خراب کرنا چاہتے ہو۔ ویسے بھی میرے حساب میں کوئی نیکی نہیں ہے اور تم جوئے کی رقم دلا کر آئندہ کا سکوپ بھی ختم کرانا چاہتے ہو"..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسپور اٹھایا۔

"ایکسٹو"..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں۔ کیا عمران یہاں موجود ہے"۔ دوسری طرف سے سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

"نہ بھی ہو تو اسے کان سے پکڑ کر دربار سلطانی میں حاضر کیا جا سکتا ہے"..... اس بار عمران نے اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"عمران۔ سردار وہ تم سے کوئی ضروری اور فوری بات کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے جہارے فلیٹ پر فون کیا تھا لیکن وہاں کسی نے فون ہی اٹھ نہیں کیا تو انہوں نے مجھے فون کیا ہے"..... سرسلطان

نے تیز لہجے میں کہا۔

"ارے۔ ارے۔ کیا ہوا۔ کیا انہیں کسی شرعی گواہ کی ضرورت تو نہیں پڑ گئی"..... عمران نے کہا تو سامنے بیٹھا ہوا بلیک زیرو مسکرا دیا۔

"شرعی گواہ۔ کیا مطلب۔ یہ شرعی گواہ کیا ہوتا ہے"۔ سرسلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہر گواہ شرع کے معیار پر پورا نہیں اتر سکتا اور جو پورا اترے اسے شرعی گواہ کہا جاتا ہے"..... عمران نے کہا۔

"شرع کے معیار پر۔ کیا مطلب۔ تم آخر کہنا کیا چاہتے ہو"۔ سرسلطان نے کہا۔

"شرع میں گواہ کا ایک خاص معیار مقرر ہے۔ اسے تزکیہ الشہود کہا جاتا ہے۔ جو گواہ تزکیہ الشہود پر پورا اترتا ہے وہی شرعی گواہ ہوتا ہے اور اسلام میں اس کی گواہی کو ہی محض جانا جاتا ہے اور نکاح ایسی رسم ہے کہ جس میں گواہوں کا شرعی ہونا ضروری ہوتا ہے"۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے سرسلطان بھی بے اختیار ہنس پڑے۔

"اوہ۔ تو تم اس سینس میں بات کر رہے تھے۔ نانسنس۔ اب ان کی عمر ہے کہ وہ شرعی گواہ تلاش کرتے پھریں"۔ سرسلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"جواب۔ اس عمر میں ہی تو شرعی گواہ تلاش کئے جاتے ہیں ورنہ

گئے اور اس چھان بین میں ہاٹ ریز آلہ بھی ٹریس ہو سکتا ہے اور انہیں یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ اس آلے کو زیرو کرنے کی غرض سے یہ ڈکسٹریز فائر کی گئی ہیں اور ان کے پاس سے ایسی معلومات اگر لیک آؤٹ ہو کر ایکریٹیا پہنچ گئیں تو جہادی تمام کوشش ضائع ہو جائے گی۔..... سردار نے انتہائی تشویش سے بھرے لہجے میں کہا تو عمران کے چہرے پر بھی تشویش کے تاثرات ابھر آئے۔

”اوہ ہاں۔ واقعی ایسا ہو سکتا ہے۔..... عمران نے کہا۔
”تو پھر اب تم بتاؤ کہ کیا جائے۔ اگر میں نے انہیں ڈکسٹریز کا حوالہ بھی دے دیا تب بھی انہیں معلوم ہو جائے گا کہ اس سے زیر زمین کسی ہتھیار کو زیرو کیا گیا ہے۔ اس رپورٹ میں بھی ہاٹ ریز آلہ سلئے آجائے گا۔“..... سردار نے کہا۔

”کس نے آپ سے بات کی ہے۔..... عمران نے کہا۔
”سرڈاکٹر شلجنگ نے۔“..... سردار نے کہا۔
”ان کا فون نمبر ہے آپ کے پاس۔..... عمران نے کہا۔
”ہاں۔ کیوں۔“..... سردار نے چونک کر کہا۔
”فون نمبر آپ مجھے بتائیں۔ میں سرڈاکٹر شلجنگ سے خود بات کر لیتا ہوں۔“..... عمران نے کہا۔
”تم ان سے کیا بات کرو گے۔ میں سمجھا نہیں۔“..... سردار نے کہا۔

”وہ آپ سے زیادہ کچھ دار ہیں۔ آپ فکر نہ کریں۔ سب ٹھیک

جوانی میں تو ان باتوں کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔“..... عمران بھلا کہاں باز آنے والا تھا۔

”تم چھوڑو ان فصول باتوں کو اور ان کو فون کرو۔“ سرسلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

”داور بول رہا ہوں۔..... رابطہ قائم ہوتے ہی سردار کی آواز سنائی دی۔

”حقیر فقیر پر تقصیر۔ بندہ نادان علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) سلام نیاز پیش کرتا ہے۔“..... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

”عمران۔ میں نے تمہیں اس لئے کال کیا تھا کہ شوگر ان کے سائنس دانوں نے شاکمان میں ڈکسٹریز کے فائر کو چیک کر لیا ہے اور انہوں نے مجھے کال کر کے پوچھا ہے کہ ہم نے ان کی سرحد کے قریب کس قسم کی ریز زیر زمین فائر کی ہیں اور کیوں کی ہیں تو میں نے انہیں بتایا کہ پاکیشیائی سائنس دانوں نے یہ ریز ایجاد کی ہیں۔ ان کا تجربہ کیا گیا ہے جس پر انہوں نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ ان ریز کی ماہیت کے بارے میں انہیں بھی بتایا جائے۔ میں نے تمہیں اس لئے فون کیا ہے کہ اب کیا کیا جائے۔ اگر ہم نے انہیں نہ بتایا تو ظاہر ہے وہ از خود اس کی چھان بین کرنے کی کوشش کریں

ہو جائے گا اور آپ کو وہ دوبارہ فون نہیں کریں گے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم خود اس معاملے کو نمٹالو۔..... سردار نے کہہ دیا۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے فون منبر پر دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے کریڈل دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے انکو انری کا منبر ڈائل کر کے انکو انری آپریٹر سے شوگر ان کا رابطہ منبر اور شوگر ان کے دارالحکومت کا رابطہ منبر معلوم کر کے ایک بار پھر کریڈل دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے منبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

”شلجنگ بول رہا ہوں۔..... دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) پاکیشیا سے بول رہا ہوں۔..... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تم نانی بوائے۔ تم نے یہ میرا خصوصی منبر کہاں سے حاصل کر لیا۔..... دوسری طرف سے لکھت مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”سردار پریشان ہو رہے تھے کہ آپ کو کیا بتائیں کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ انہیں کچھ بھی نہیں معلوم۔ انہیں تو صرف وہی کچھ معلوم ہوتا ہے جو علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) انہیں بتاتا ہے۔..... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تو شاکمان میں یہ ریز تم نے فائر کرائی ہیں۔“ شلجنگ نے چونک کر اور قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ اور اب آپ سے تو ظاہر ہے کچھ چھپایا نہیں جاسکتا۔ ان ریز کا کوڈ نام ڈکسٹر ریز ہے اور ان ریز کو ایکریمیا کے ایک سائیس دان ڈاکٹر ڈکسٹر نے لباد کیا ہے اور ان کے نام پر ہی اس کا نام رکھا گیا ہے۔..... عمران نے کہا۔

”ڈاکٹر ڈکسٹر۔ یہ کون ہیں۔ میں نے تو پہلے کبھی ان کا نام نہیں سنا۔..... ڈاکٹر شلجنگ نے حیران ہو کر کہا۔

”وہ ایکریمیا کے اس مخصوص شعبے سے تعلق رکھتے ہیں جس کا کام انتہائی قیمتی معدنیات کی تلاش ہوتا ہے۔ یہ ڈکسٹر ریز بھی انہوں نے اسی شعبے کے تحت لباد کی ہیں۔ ان ریز کا کام یہ ہوتا ہے کہ جب اسے زمین پر فائر کیا جاتا ہے تو یہ زمین کی انتہائی گہرائی تک اتر کر اور پھیل کر وہاں چند گھنٹوں تک باقی رہ جاتی ہیں۔ اس دوران معدنیات کو تلاش کرنے والے خصوصی سیارے سے زمین کی گہرائیوں میں موجود ہر قسم کی معدنیات کو اطمینان سے چیک کر لیا جاتا ہے۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ پاکیشیا کے پہاڑی علاقوں میں انتہائی قیمتی معدنیات کے بڑے بڑے ذخائر موجود ہیں۔ لیکن ایکریمیا اور دوسری سپر پاور زبان بوجھ کر اسے ٹریس نہیں کرتیں اس لئے میں نے اپنے طور پر ڈاکٹر ڈکسٹر سے ان ریز کے سلسلے میں بات چیت کی۔ ہمارے ماہر معدنیات کے مطابق شاکمان کے پہاڑی علاقے میں

ایس تھری کا بڑا ذخیرہ ہو سکتا ہے لیکن وہ اسے چیک نہ کر سکتے تھے اس لئے میں نے ڈکسٹریز کا فائر کر دیا تو یہ ذخیرہ کھل کر سامنے آگیا اور آپ جلتے ہیں کہ ایس تھری میزائلوں کے سلسلے میں کس قدر قیمتی دھات ہے..... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ایس تھری شاکمان میں موجود ہے۔ وری گڈ۔ یہ تو واقعی پاکیشیا کے لئے قدرت کا بہت بڑا انعام ہے..... ڈاکٹر شہتگ نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

”جی ہاں۔ اور مجھے یقین ہے کہ چونکہ شاکمان کا علاقہ شوگران کی سرحد پر ہے اس لئے لامحالہ اس سے قطع شوگرانی علاقے میں بھی ایس تھری کے ذخائر ہوں گے۔ میں آپ کو ڈکسٹریز کا فارمولا مجھوا دوں گا۔ آپ اسے وہاں فائر کر کے چینگ کر سکتے ہیں..... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ اگر ایسا ہو جائے تو یہ جہاد شوگران پر احسان ہو گا۔ ڈاکٹر شہتگ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”انشاء اللہ ایسا ہی ہو گا۔ آپ بے فکر رہیں..... عمران نے کہا۔

”کیا تم یہ فارمولا مجھواؤ گے..... ڈاکٹر شہتگ نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

”ایک ہفتے کے اندر اندر یہ آپ کے پاس ہو گا..... عمران نے کہا۔

”اوکے۔ بے حد شکریہ۔ میں اس کاشدت سے متفق ہوں گا۔ ڈاکٹر شہتگ نے کہا تو عمران نے انشاء اللہ کہہ کر سیور رکھ دیا۔

”آپ نے ڈاکٹر شہتگ کو جکر تو دے دیا ہے عمران صاحب لیکن اب یہ فارمولا کہاں سے بھیجیں گے..... بلیک زرو نے کہا۔

”ڈکسٹریز کے فارمولے میں کچھ تبدیلیاں کرنا پڑیں گی اور بس..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن پھر ایس تھری کیسے ٹریس ہو گی..... بلیک زرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اب یہ تو قدرت کا کام ہے کہ ایس تھری شاکمان میں ہو لیکن شوگران میں نہ ہو حالانکہ دونوں کے آخر میں ن آتا ہے..... عمران نے کہا تو بلیک زرو بے اختیار کھٹکھٹا کر ہنس پڑا۔

ختم شد

عمران سیریز میں یکسر منفرد انداز کا دلچسپ اور یادگار ناول

مکمل ناول

مصنف

مظہر کلیم ایم اے



ڈومنائی

ڈومنائی بدروحوں پر مشتمل ایسا جادو جسے صدیوں پہلے ختم کر دیا گیا تھا لیکن پھر اسے زندہ کر دیا گیا۔ کیسے؟

ڈومنائی جس کی طاقتیں پوری دنیا میں مسلمانوں کے مقدس مقامات کے خلاف کام کرنا چاہتی تھیں۔ پھر کیا ہوا؟

وہ لمحہ جب عمران اور پوری سیکرٹ سروس کو ڈومنائی جادو کی طاقتوں نے اغوا کر کے ایسی غادلوں میں قید کر دیا جہاں سے وہ کسی صورت زندہ باہر نہ آسکتے تھے۔ پھر کیا ہوا؟

روپیلا ڈومنائی جادو کی بڑی طاقتور بدروحوں جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو حقیقتاً بے بس کر دیا۔ پھر؟

پنڈت آتمارام ڈومنائی جادو کا مہمان آقا۔ جو عمران کو ہر قیمت پر ہلاک کرنا چاہتا تھا۔ کیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکا۔ یا نہیں؟

ڈومنائی جادو کے خلاف عمران اور اس کے ساتھیوں کی خوفناک جدوجہد کا انجام کیا ہوا؟ وہ لمحہ جب جوزف اپنے مخصوص انداز میں حرکت میں آیا اور ڈومنائی جادو اس کے

مقابلے بے بس ہو کر رہ گیا۔ انتہائی دلچسپ ایمان افروز اور تیر خیز یادگار ناول

عمران سیریز میں سنس سے بھرپور ایک دلچسپ ناول

مکمل ناول

لاست راؤنڈ

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

ایک ایسا مشن جس کا لاسٹ راؤنڈ سب سے تھمکے خیز ثابت ہوا۔ جو اس پائینڈ سیکرٹ سروس کا ٹاپ ایجنٹ جس نے عمران اور پالیشیا سیکرٹ سروس کی موجودگی میں اس طرح اپنا مشن مکمل کیا کہ عمران اور پالیشیا سیکرٹ سروس کے اراکین کو اس کی کانوں کان خبر نہ ہو سکی۔ حیرت انگیز چوکن۔

ثموتھی پائینڈ سیکرٹ سروس کی سیکرٹ ایجنٹ جو انتہائی معصوم اور سادہ لوح تھی۔ کیا وہ واقعی سیکرٹ ایجنٹ تھی۔ انتہائی حیرت انگیز اور دلچسپ کردار۔

ریش کاسٹین پینش منشی کا سیکنڈ سیکرٹری جس نے عمران جیسے شخص کو بجٹی کا بیج لٹا دینے پر مجبور کر دیا۔ ایک منفرد اور مختلف انداز کا کردار۔

ایک ایسا مشن جس میں بے پناہ جدوجہد اور بھاگ دوڑ کے بعد آخر کار نکلی عمران کا مقدر ٹھہری۔ وہ مشن کیا تھا اور کس طرح کام ہوا؟

مشن کا لاسٹ راؤنڈ کیا تھا۔ کیا لاسٹ راؤنڈ عمران کے حق میں ختم ہوا۔ یا؟

ایک ایسا مشن جس کا لاسٹ راؤنڈ سب سے تھمکے خیز ثابت ہوا۔ جو اس پائینڈ سیکرٹ سروس کا ٹاپ ایجنٹ جس نے عمران اور پالیشیا سیکرٹ سروس کی موجودگی میں اس طرح اپنا مشن مکمل کیا کہ عمران اور پالیشیا سیکرٹ سروس کے اراکین کو اس کی کانوں کان خبر نہ ہو سکی۔ حیرت انگیز چوکن۔

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

لارج ویو پراجیکٹ

مصنف مظہر کلیم

لارج ویو پراجیکٹ جس کی حفاظت کے لئے انگریز اور اسرائیل نے تل کر اپنی پوری فہانت استعمال کر دی تھی اور جسے ہر لحاظ سے ناقابلِ تخریب بنا دیا تھا۔ جریرہ ڈنگوشیا جہاں لارج ویو پراجیکٹ کی تنصیب کی جا رہی تھی اور جہاں پاکیشیا سیکرٹ سروں کے لئے قدم قدم پر موت کے پھندے لگا دیئے گئے تھے۔ جریرہ ڈنگوشیا جہاں پہنچے تھے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروں کو ہر طرف سے قیمتی موت نے گھیر لیا۔ پھر —؟

کیا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروں اپنے مشن میں کامیاب ہو سکے یا ایک بے یمنی نے انہیں قیمتی شکست سے دوچار کر دیا۔

انتہائی حسرت انگیز اور ناقابلِ شکست حفاظتی اقدامات کیا پراجیکٹ کو بچا سکے یا؟ انتہائی تیز رفتار ریکشن بے پناہ سسٹمز اور موت کے جلو میں لمحہ بہ لمحہ بدلے ہوئے واقعات

انتہائی منفرد اور یادگار کہانی

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

مکمل ناول

براڈ سٹم

مصنف مظہر کلیم

براڈ سٹم ایک ویسا سٹم جس سے کسی بھی ملک کا انٹیمی دفاع طویل عرصے کے لئے چاہا گیا جاسکتا ہے۔ براڈ سٹم جس کی بنیادی مکمل ہو چکی تھی اور اسے سب سے پہلے پاکیشیا کے خلاف آزمایا جاتا تھا۔ بلون پوری دنیا کے یہودیوں پر مشتمل تنظیم جو براڈ سٹم کو سٹلائش کے ذریعہ تمام مسلم ممالک کے خلاف استعمال کرنا چاہتی تھی۔ بلون جس کے چیئرمین لارڈ برگسٹن نے انگریزوں کے ہپ فیلڈ ریکشنوں کی خدمت حاصل کر رکھی تھی۔

بلون جس کا پہلا ٹھکانہ پاکیشیا اور پاکیشیا سیکرٹ سروں تھا۔ وہ لمحہ — جب عمران اور اس کے ساتھی خوفناک میزائلوں کی زد میں آکر ہلاک ہو گئے اور ان کی لاشوں کو چپکے بھی کر لیا گیا۔

کیا — براڈ سٹم کے تحت بلون نے پاکیشیا کا انٹیمی دفاع مفلوج کر دیا۔ یا —؟ کیا — عمران اور اس کے ساتھی پاکیشیا کے انٹیمی دفاع کے تحفظ کے لئے کچھ بھی نہ کر سکے۔ یا —؟

انتہائی دلچسپ، منفرد اور ہنگامہ خیز کہانی

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

ریڈ رنگ

مکمل ٹیبل

معصفت مظہر کلیم دہلوی

ایک لمبی بین الاقوامی تنظیم جو پوری دنیا میں جعلی ادویات سپلائی کرتی تھی۔ لکسی ادویات جس سے لاکھوں مریضیں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جاتے تھے۔
لوام اولڈی جو جڑی بوٹیوں کی بین الاقوامی شہرت یافتہ ہر جی مگر یہی لوام ولڈی ریڈ رنگ کی بھی سربراہ تھی۔ ایک حیرت انگیز دلچسپ اور مغرور کردار۔
لوام اولڈی جس نے جڑی بوٹیوں کی ریسرچ سے خشیت کی ایک نئی قسم حیضت کر لی جسے ریڈ رنگ کا نام دیا گیا۔

ریڈ رنگ ایسی جگہ خشیت جسے وفا کی تہدید کے طور پر دنیا میں پہلی بار استعمال کرنے کی پلاننگ کی گئی اور اس کے لئے پاکیشیا کو تجربہ گاہ بنایا گیا۔ کیسے؟
پاکیشیا کی سلامتی کے تحفظ کے لئے عمران پوری سیکرٹ سروس سمیت ریڈ رنگ کے خلاف میدان میں کود پڑا اور پھر ایک ہولناک خونریز اور انتہائی تیز رفتار مقابلے کا آغاز ہو گیا۔

پاکیشیا سیکرٹ سروس ریڈ رنگ کے خلاف دو گروہوں کی صورت میں علیحدہ علیحدہ میدان عمل میں ہوتی۔ ان دونوں گروہوں کا آپس میں کوئی رابطہ نہ تھا۔ کیوں؟
ڈان جان سبجٹ انکریمینٹ سیکرٹ ایجنٹ جو اب ریڈ رنگ کا عملی طور پر سربراہ تھا۔ ایک ایسا آدمی جو عمران کی فکر کا ایجنٹ تھا۔

صدیقی جس نے اپنی زندگی کی سب سے ہولناک جنگ اکیلے لڑی جبکہ عمران اور اس کے دوسرے ساتھی اس جنگ سے لائق رہے۔ کیوں؟
کیا صدیقی اس جنگ میں کامیاب بھی ہو سکا یا؟

تنویر جس نے اپنی مخصوص فطرت کے مطابق انتہائی تیز رفتار ایکشن سے کام لیتے ہوئے ہر طرف موت کا بازار گرم کر دیا۔ کیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب بھی ہو سکا۔
وہ لمحہ جب ڈان جان نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے دونوں گروہوں کو یقینی موت کے حوالے کر دیا۔ کیا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس واقعی ڈان جان کے مقابلے میں بے بس ہو گئے تھے۔ یا؟

وہ لمحہ جب عمران نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سب ساتھیوں کے روکنے کے باوجود ڈان جان اور لوام اولڈی کو معاف کر دینے کا فیصلہ کر لیا۔ کیوں؟
کیا عمران کو پاکیشیا کی سلامتی مقصود نہ تھی یا؟
کیا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ریڈ رنگ کے خلاف اپنے مشن میں کامیاب بھی ہو سکے یا ناکامی ان کا مقدر بن گئی۔

آج ہی اپنے قریب تک شامل سے طلب فرمائیں
انتہائی تیز رفتار اور خونریز ایکشن
لحمیہ لمحہ تیزی سے بدلتے ہوئے واقعات
بھرپور اور اھلپن سنسن
ایک دلچسپ اور مغرور انداز کا ایڈیٹر ٹیبل

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

شیڈاگ ہیڈ کوارٹر

مصنف منظر کلیم ایم اے

شیڈاگ ہیڈ کوارٹر جسے تلاش کرنا ہی ناممکن تھا لیکن عمران نے ہر قیمت پر اسے تباہ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ پھر —؟

شیڈاگ ہیڈ کوارٹر جس تک طویل جہد جہد کے بعد پہنچنے کے باوجود عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اس میں داخل ہونے سے قاصر رہے۔ کیوں —؟

شیڈاگ ہیڈ کوارٹر جسے تباہ کرنے کے مشن پر عمران اور اس کے ساتھیوں کا واسطہ لاتعداد خونخوار شکار مچھلیوں سے پڑ گیا اور عمران اور اس کے ساتھی ان خونخوار شکار مچھلیوں کے مقابل بے بس ہو کر رہ گئے۔

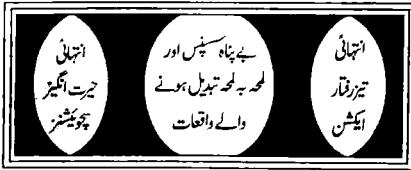
جم اسکاٹ شیڈاگ کا چیف۔ جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کے لئے انتہائی جدید ترین اور انتہائی مہلک اسلحہ کا بے دریغ استعمال شروع کر دیا۔ پھر کیا ہوا —؟

وہ لمحہ جب عمران کے ساتھی جولیا، تنویر اور کیپٹن ٹھیکل تینوں عمران اور دوسرے ساتھیوں کی آنکھوں کے سامنے مشین گن کے برست کا شکار ہو گئے حقیقی شکار۔ پھر —؟

وہ لمحہ جب عمران نے شیڈاگ ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ کیوں —؟

وہ لمحہ جب عمران اپنے ساتھیوں سمیت شیڈاگ ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کی بجائے مشن چھوڑ کر واپس لوٹ گیا۔ کیوں —؟

کیا شیڈاگ ہیڈ کوارٹر واقعی ناقابل تسخیر ثابت ہوا۔ یا؟



شائع ہو گیا ہے

آج ہی اپنے قریبی بک شال یا
براہ راست ہم سے طلب کریں

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمر بن یزید میں ایک دلچسپ، متفرد اور یادگار ایضاً غیر معمولی

تاتار ڈیگز

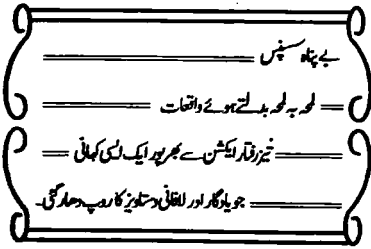
مصنف: مشیر حسین

تاتار ڈیگز — روسیہ فیڈریشن کی ایک ریاست تاتارستان کی مسلم تنظیم جو تاتارستان کی آزادی کے لئے جدوجہد کر رہی تھی۔
تاتار ڈیگز — ایک ایسی تنظیم جو تاتارستان کی پارلیمنٹ سے آزادی کی قرارداد منظور کرانے کی خواہش تھی۔ مگر —؟
ہلوان ٹول — تاتارستان کی روسیہ میں انچارج۔ جس نے تاتار ڈیگز کے خلاف کام کرتے ہوئے اسے مکمل طور پر تباہ و برباد کر دیا کیسے —؟
ہلوان ٹول — جو تاتار ڈیگز کے لئے موت کا فرشتہ ثابت ہوئی اور اس نے تاتار ڈیگز کا مکمل خاتمہ کر دیا کیا واقعی —؟
ولیدوف — تاتار ڈیگز کا خفیہ چیف۔ جس نے تاتارستان کی آزادی اور تاتار ڈیگز کی مدد کے لئے پائیشیا سیکرٹ سروس کی خدمات حاصل کر لیں۔
ہلوان عافیہ — تاتار ڈیگز سے تعلق رکھنے والی ایک تاتاری خاتون جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی مدد کے لئے بے پناہ غیر ملکی تنہد کو بھی ہاتھ پائی برادری سے روایت کیا۔ ایک دلچسپ اور افواہا کردار۔

تاتار ڈیگز — جس کی مدد اور تاتارستان کی آزادی کے لئے عمران اور پائیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم تاتارستان پہنچ گئی اور پھر ایک خوفناک طویل اور جان توڑ جدوجہد

کا آغاز ہو گیا۔

۞ وہ لمحہ جب ہلوان ٹول نے تاتارستان کی آزادی کی قرارداد مسترد کرانے جانے کے تمام انتظامات مکمل کر لئے۔
۞ وہ لمحہ جب تاتارستان کی آزادی کی قرارداد پر رائے شماری ہوئی اور —؟
۞ کیا تاتار ڈیگز کامیاب ہو گئی یا —؟
۞ کیا عمران پائیشیا سیکرٹ سروس اور تاتار ڈیگز اپنے مشن میں کامیاب رہے؟
۞ کیا تاتارستان آزاد ہو گیا —؟



ایضاً غیر معمولی اور یادگار

ایضاً غیر معمولی

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان